لِلرِّجَالِ نَصِیبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاء نَصِیبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ وَاسْأَلُواْ اللّهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللّهَ کَانَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیمًا

مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے،
اور خدا سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔ (النساء)

خطباتِ حبّان

برائے دخترانِ اسلام

یعنی خطابات

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمّد ادریس حبّان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ چرتھاولی

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

جلد پنجم

مرتب

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیو بند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : خطبات حبان (برائے دختران اسلام) (جلد پنجم)

خطبات : حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی

مرتب : ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

کتابت وتزئین : مولانا فہیم الدین قاسمی سیتامڑھی، حبان گرافکس بنگلور

باہتمام : مولانا محمد طیب قاسمی

تعداد : تین ہزار (۳۰۰۰)

قیمت :

ناشر : مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
1	انتساب	11
2	حب عثمانی	12
3	**اللہ تعالیٰ کی ہستی ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے**	16
	ہر شخص خدا کا قائل ہے	17
	حضرت موسیٰ علیہ السلام نہر کے کنارے	19
	حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی گود میں	20
	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ	20
	صبر واستقامت کی پہاڑ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا	21
	بارگاہ ایزدی میں دعا	22
	اللہ کی محبت کے سامنے ساری تکالیف ہیچ ہیں	24
4	**عورتوں کے روحانی امراض**	25
	عورتوں کی بعض کوتاہیاں اور ضروری اصلاحات	27
	ہندوستانی عورتوں کی خوبی	28

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
	عورتوں میں فیشن زیادہ آگیا	29
	چند اور کوتاہیاں	29
	بہت سی عورتیں سلام نہیں کرتیں	30
	عورتوں کو نماز اور عبادت کا اہتمام کرنا چاہئے	30
5	**نورِ محمد ﷺ کی جلوہ گری**	32
	ولادت کے وقت حیرت انگیز معجزات	33
	حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کے لئے تمام دنیا باعث رحمت	35
	دُرِّ یتیم	36
	آپ ﷺ جمیع انبیاء علیہم السلام کے اوصاف کے جامع	38
6	**عفت اور پاک دامنی عورت کا اصل زیور ہے**	40
	عورت کی چار صفتیں	41
	بے راہ روی کی اصل وجہ مرد وزن کا اختلاط	42
	شریعت کا قانون جوان ہے	43
	جب دیا غم بتوں نے تو خدا یاد آیا	44
	خاندان ومعاشرے میں عورت کا کردار اہم	46
	بے پردگی کا نتیجہ عریانیت اور جنسی آوارگی	46
	.... مگر حیا نہیں کھوئی	47
	پردہ صرف اپنوں سے ہی نہیں غیروں سے بھی	48
	شریعت ہم سے کیا کہہ رہی ہے	50
	چوم لے گی کامیابی خود قدم بڑھا کر	51
	عورتیں بھی بہت کچھ کرسکتی ہیں	51

	اسلام سے پہلے عورت کا مقام	52
	اسلام آنے کے بعد عورت کا مقام	54
	اسلام نے عورت کو عزت دی	54
	نان ونفقہ شوہر ہی کے ذمہ ہے	56
7	**برقعہ شریف اور مہذب عورتوں کا لباس ہے**	57
	بے پردگی گناہوں کی جڑ	58
	اسلام دشمنی کی بدترین مثال	59
	میں فرانسیسی ہوں	60
	اسلام کی فطرت میں قدرت نے......	60
	پردہ عزت وناموس کا محافظ	61
	کیا واقعی غلامی ہے یہ؟	63
	لمحہ فکریہ	64
	پردے کے تعلق سے ایک نومسلم خاتون کا تأثر	64
	اسلام ایک سچا اور برحق مذہب	65
	برقعہ پر پابندی حقوق انسانی کے خلاف	66
	مسلمان اپنے کلچر وتہذیب میں کسی کے محتاج نہیں ہیں	66
	جیسا بیج ویسا پھل	67
	قصور اپنا بھی ہے	68
8	**شریعت کی نظر میں مسلم خواتین کا صبر وتحمل**	71
	مصیبت کے وقت صبر شکر ضروری	73
	چیخ وپکار جاہلیت کی علامت	74

	صبر کے نمونے	74
	مسلم عورتوں کی بہادری	76
	صحابیات کی شجاعت	77
	سچ بولنا نیکی ہے	78
	صبر وتحمل اور اخلاق حسنہ کی پیکر خاتون	80
9	**مغرب نے بنا دیا عورتوں کو بکاؤ مال**	81
	عورت آج بھی مظلوم	82
	ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے	83
	مغرب کے پاس دعوت وابلاغ کے وسائل	83
	اخلاق بے راہ روی کا نتیجہ	84
	مغرب کے تعلق سے رسالہ ''المجتمع'' کی رپورٹ	85
	گھر سے باہر نکلنے کا نتیجہ طلاق نے حیائی عریانیت	86
	میاں بیوی کے افتراق وانتشار سے اولاد کا نقصان	87
	عورت کے تعلق سے مغرب کی ذہنیت	87
	اللہ ہمارا حامی وناصر ہے	88
	ملازمت کرنے سے پیسے تو مل سکتے ہیں محبت نہیں	89
10	**جنسی بے راہ روی سے امریکہ تباہی کے دہانے پر**	91
	آہ! جرائم کو بھی قانونی تحفظ؟	93
	رہبر ہی راہ زن ہے	93
	امریکہ اخلاق سے گر چکا ہے	94
	امریکہ میں طوفانی شراب نوشی	94

	بارہ سال سے کم عمر کے لڑکے نشہ کے عادی	95
	۲۴ملین افراد نفسیاتی مریض	96
	ہر ۷ منٹ میں ایک خودکشی	96
	ہر سال چار لاکھ لڑکیاں اسقاط حمل کراتی ہیں	97
	انسانیت کا جنازہ نکل چکا	98
	ہر ۳ آدمیوں میں سے ایک ایڈس کا شکار	99
11	**میدان جہاد میں مسلم بہادر خواتین کی قربانیاں**	100
	خواتین کی شجاعت و دلیری صفحۂ تاریخ پر عیاں ہے	102
	خواتین اسلام کی جنگی خدمات	103
	حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے حیرت انگیز کارنامے	103
	ام عمارہ کی شجاعت	104
	جنگ یمامہ میں شرکت	105
	حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا	106
	حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کے مجاہدانہ کارنامے	107
	خواتین اسلام نے کس طرح مقابلہ کیا ہے	108
12	**سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں سسرال کا مقام**	109
	مذہب اسلام ہر ایک حقوق کی پاسداری کرتا ہے	111
	سسرالی رشتہ کے متعلق وصیت	112
	حضور ﷺ کے متعدد نکاح کرنے کی مصلحت	113
	سسرال کی تکریم کا نمونۂ نبی ﷺ	114
	سسرال کے یہاں ہدیہ بھیجنا	115

	سسرال کے ساتھ تعلقات کو وسعت	116
	سسرالی اقربا کی آمد پر اظہار خوشی	117
13	**عورت معاشرہ کی معمار اور مرد کی سچی غم خوار ہے**	119
	پردے کی شرعی حیثیت	121
	عریاں لباس والی عورتیں جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی	121
	حضرت اسماء رضی اللہ عنہا و عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ	122
	خاندانی نظام کو درست رکھنے کے لئے عورتوں کا حکم	123
	ایک زمانہ وہ تھا..................	123
	مردوں کو بھی پابند کیا گیا	124
	ہر صبح دو فرشتے آواز لگاتے ہیں	124
	پردہ عورتوں کے لئے زیادہ ضروری	125
	مغربی ممالک بے حیائی کے اڈے	125
14	**قرآوسنت کے خلاف ہے نکاح اور شادی کے وقت گانا بجانا**	127
	شادی بیاہ خوشی کا موقع ہے مگر......	129
	تمام باجے حرام ہیں	129
	دُف بجانا کب جائز ہے؟	130
	دُف کے متعلق دیگر احکام	131
	اس زمانہ میں دُف بجانا کیسا ہے؟	133
	صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتباعِ سنت میں انہماک	133
	تقریبِ نکاح میں غیر شرعی کام	134
15	**اسلام کی نظر میں ماں کا مقام**	136

	ماں کا درجہ باپ سے بڑا ہے	138
16	**میدانِ جہاد میں عرب خواتین کی مجاہدانہ خدمات**	142
	مردوں کے ساتھ عورتیں بھی میدان جہاد میں	143
	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا بے مثال صبر	145
	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بہادری	146
	حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی حق گوئی و بے باکی	147
17	**شعروادب کے میدان میں مسلم عورتوں کی خدمات**	150
	شعروادب کی شہ سوار حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	151
	عباسی خلفاء کی بیویوں کے عظیم الشان کارنامے	153
	حضرت عاتکہ بن زید رضی اللہ عنہا کا شعروادب میں مقام	154
	امہات المومنین کا نمایاں کردار	155
	ہندوستانی خواتین کا بھی شعروادب میں نمایاں مقام	156
	چند خواتین کا تذکرہ بحیثیت شعروادبیہ	157
	آج کل کے شاعروں کی حقیقت	159
	علم طب میں خواتین کی سرگرمیاں	160
18	**علمی میدان میں مسلم عورتوں کے کارنامے**	162
	عرب خواتین کی علمی خدمات	164
	ہندوستان میں عورتوں کی علمی خدمات	165
	ہندوستان خواتین کی قربانیاں	167
	امۃ اللہ تسنیم رحمۃ اللہ علیہا	169
	مسلمان بن کر رہنے کی آدھی ذمہ داری عورتوں پر	169

	ہماری پڑھی لکھی بہنوں کی ذمہ داری	170
	ایک زمانہ میں اہل قرطبہ کا عمل حجت تھا	170
	مستورات کو توجہ دینے کی ضرورت ہے	172
	اپنے بچوں کو مسلمان بناؤ	173
19	**مغربی ممالک میں عورتوں پر تشدد انسانیت کی توہین**	175
	عورتوں پر تشدد وانسانیت کے منافی	177
	طبی سہولیات کا فقدان	178
	امریکہ میں ہر ۹ سیکنڈ میں ایک عورت پر تشدد	179
	تشدد سے مختلف بیماریاں	180
	اسلام نے عورتوں کو مار پیٹ سے منع کیا ہے	182
20	**اسلام ہی عورت کی عصمت اور حقوق کا محافظ**	184
	فرانس میں بے پردگی	185
	سنیما اور فلم سے بے پردگی	186
	ریڈیو اور ٹی وی سے بے پردگی	187
	بدکاری ولواطت کے نقصانات	188
	بے پردگی کے فوائد زیادہ یا نقصان زیادہ؟	188
	مرد عورت پر حاکم	190

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ خطبات حبان برائے دختران اسلام کی جلد پنجم کا

انتساب اور ثواب

ابوالبشر یعنی کائناتِ انسانی کے سب سے پہلے انسان، شمع رشد وہدایت کے سب سے پہلے علمبردار جہانِ ارض وسما کے خلیفۂ اول، ابوالانبیاء، ابو البشر، رسولِ اول سیدنا حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام اور آپ کی رفیقۂ جنت ورفیقۂ ارض، ام الانبیاء ام النباء، ام العورات سیدہ حضرت اماں حوا علیہا السلام اور تا قیامت پیدا ہونے والی جملہ نیک اور صالحہ دخترانِ اسلام کے نام

انتساب اور ثواب

معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کے وجود مسعود سے اس جہان میں نور ونکہت کا ظہور ہوا اور جو نسلِ انسانی کی بناء خاص ہیں۔ جن کے طفیل اس جہانِ فانی کو بنی نوع انسانی نے آباد کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ادنیٰ فرزند آدمؑ

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاوَلی

دارالعلوم محمدیہ، خانقاہ رحیمی بنگلور

۳۰/جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ

م ۳۰/جون ۲۰۱۱ء بروز جمعہ بعد نماز عصر

حُب عثمانی

جناب مولانا حکیم محمد عثمان عالم نادر قاسمی زید مجدہم
خلف الرشید حضرت مولانا محمد عالم صاحب رحیمی دامت برکاتہم دہلی

کائنات کی ہر چیز اللہ تبارک تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے، ہر چیز کا خالق اللہ ہے، جس کی ذات لا یموت ہے اور اس کی عظمت ورفعت اور جلال وکمال تصورِ انسانی سے باہر ہے، عقل انسانی میں آنے والی ہر بات کا ذریعہ علم ہے اور علم اشرف المخلوقات کے لئے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ”الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ“، جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا، انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

رب العزت نے اس کائنات کی تخلیق میں ہر اس چیز کو مقدم کیا جس میں فضیلت وعظمت کے سلسلہ میں قرآن کریم صاف صاف بیان کرتا ہے ” نٓ وَالْقَلَمِ

وَمَا يَسْطُرُوْنَ‘‘ قسم ہے قلم کی اور لکھنے والی چیزوں کی۔ پھر اسی قلم نے لوحِ محفوظ سے لے کر اس دنیا تک انسان کی سربلندی کے لئے اپنے کارہائے نمایاں انجام دیئے، صحیفے اور کتب سماوی بھی اسی قلم کے ذریعہ محفوظ کی گئیں، خاتم النبیین محمد عربی ﷺ نے اپنے بعد علماء کرام کو اپنا وارث قرار دیا، اور زبان وقلم کی وہ جولانی اپنے نورانی علوم سے عطا کی کہ چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی ساری دنیا بلاتفریق مذہب ملت اس کی افادیت سے بہرہ ور ہے۔

جب بھی ملت اسلامیہ کے قدم لرزہ براندام ہوتے ہیں یہی علمائے حق اپنی زبان اور قلم کے ذریعہ اس کو استقامت بخشتے ہیں، یہی وہ اہلِ قلم اور زبانِ حق پرست ہیں جن کی ماؤں نے بجائے اپنے انہیں انبیائے کرام علیہم السلام کا وارث بنایا، یہی وہ مائیں ہیں جن کی کوکھ سے پیدا ہونے والے سپوت سرورِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، یہی وہ مائیں ہیں جو بذاتِ خود پارس کی پتھری بن کر وارثانِ نبوت کو بشکل سونا جنم دیتی ہیں، ظاہر ہے جس پودے کا تخم اس قدر قیمتی ہو اس پر کتنی محنت کی گئی ہوگی؟

آج کے اس دور میں علمائے کرام کی تعداد بحمد اللہ تعالیٰ بہت ہے مگر اس طرح کی مائیں قلیل ہیں جو یقیناً تعلیم کی کمی اور شریعت اسلامیہ سے ناواقف ہیں، ایک تعلیم یافتہ عورت اپنی ذات میں مکمل معاشرہ ہوتی ہے، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ایک عورت گھر کو جنت اور جہنم دونوں بنا سکتی ہے۔ اگر عورت تعلیم یافتہ ہو تو گھر یقیناً جنت ہوگا ورنہ جنت نما گھر بھی جہنم کی تصویر دکھائی دے گا۔

عورت کے ذمہ صرف گرہستی سنبھالنا نہیں بلکہ آنے والی نسلوں کی تعلیم وتربیت کی ابتداء کرنی ہے، عورت ہی اپنی اولاد کے اندر بہترین اخلاق وعادات، حق وباطل کا امتیاز، عدل وانصاف، جذبۂ انفاق فی سبیل اللہ اور امر بالمعروف ونہی عن

المنکر کی فکر پیدا کرسکتی ہے۔ خیر القرون کی مائیں اور صحابیات کا طریقۂ عمل یہی تھا جس کی بدولت اسلام بہت کم عرصہ میں ساری دنیا میں پھیل گیا۔ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں بکثرت ’’يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا‘‘ (اے ایمان والو!) کہہ کر مخاطب کیا، جس سے مراد مرد اور عورت دونوں ہیں، یہ بات واضح ہے کہ جب عورت شریعت اور احکام الٰہی سے ناواقف ہو تو وہ اپنے بچے کو دین کا داعی اور رہبر حق کیسے بنا سکتی ہے؟ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے ’’ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو‘‘ ماں کی گود ہی بچہ کی پہلی درس گاہ ہے تو اس درسگاہ میں علوم شرعیہ کا ہونا ضروری ہے ورنہ کھانا پینا، چلنا پھرنا، بولنا وغیرہ تو ضروریات ہیں جو غیر مسلم خاتون بھی اپنی اولاد کو سکھاتی ہے۔ اس میں اور ایک مومنہ ماں میں کیا فرق رہ گیا؟ معلوم ہوا کہ عورت کا علومِ اسلامیہ سے واقف اور تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔

میرے مشفق ومکرم استاذ محترم بقیت السلف پیکر علم وعرفاں طبیب زماں حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ جن کی فرزندگی میں آنے پر مجھے بے حد مسرت وشادمانی ہے، جن کی کاوشوں سے آج میں کسی قابل ہوا ہوں۔ کی تصانیف ’’خطباتِ حبان برائے دختران اسلام‘‘ کی اشاعت کا علم ہوا۔

حضرت والا کی بہت سی تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں جن میں ’’خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت، انوار السالکین، انوار طریقت، خطبات رحیمی، قرآن وسنت کی روشنی میں تصوف کی حقیقت، سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ، اور خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام‘‘ بے انتہا مقبولیت حاصل کرچکی ہیں، مزید ’’خطباتِ حبان‘‘ کی سات جلدیں اشاعت کیلئے تیار ہیں، تفسیری خطبات اور اسرار طریقت پر کام جاری ہے، اس کے علاوہ ملفوظات کا مجموعہ ’’ملفوظات حبیب الامت‘‘ کی اشاعت کو بے انتہا مقبولیت حاصل ہے، جو یقیناً مریدین ومتوسلین کیلئے باعث فرحت وشادمانی ہے۔

اس سلسلہ میں برادرِ کبیر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی کی کاوشیں یقیناً مبارکبادی کی مستحق ہیں جنہوں نے حضرت استاذ محترم کی تصانیف کو منظر عام پر لانے کے لئے جدوجہد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کی تالیفات خواص وعوام کے لئے نافع بنائے اور آپ کا سایۂ عاطفت ہمارے سر پر تادیر قائم ودائم رکھے، اور آپ کی خدمات کو دونوں جہاں میں مقبولیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

خادم آستانۂ حبیب الامت

محمد عثمان عالم قاسمی

۱۸؍جون ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ

اللہ تعالیٰ کی ہستی

ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۔ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ، وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

اور وہی ایک آسمان میں بھی معبود ہے اور وہی ایک زمین میں بھی معبود ہے اور وہی بہت دانا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

معززماؤں اور خالاؤں!!

دنیا کے اندر جتنے بھی اقوام وملل اور ادیان و مذاہب ہیں عموماً ہر ایک کے یہاں کسی نہ کسی درجہ میں خدا کا تصور ضرور ہے ہندو ہوں کہ مسلم سکھ ہوں کہ عیسائی بدھ ہوں کہ چینی ہر قوم ایک ایسی عظیم الشان ہستی کی مقر ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اگر چہ اس ہستی کے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرتی ہے اور شرکت بھی صرف سفارش کی حد تک رکھتی ہے کفار مکہ بتوں کو پوجتے تھے مگر وہ بھی اس بات کے قائل تھے کہ جتنے بھی اہم واقعات دنیا میں پیش آتے ہیں زلزلہ کا آنا چاند سورج کا گرہن لگنا بارش کا آنا لوگوں کا مرنا اور پیدا ہونا یہ سب اسی ذات واحد تعالیٰ کی طرف سے ہے۔لیکن یہ بھی عقیدہ رکھتے تھے کہ ہمارے اصنام اللہ کے دربار میں ہماری سفارش کریں گے جس طرح کوئی دنیوی بڑا بادشاہ ہو تو ہر کس وناکس کو اس تک رسائی نہیں ہوتی اس لئے بادشاہ کے مقربین کو سفارشی بنایا جاتا ہے تاکہ بادشاہ کے پاس ہماری سفارش کردیں لیکن ان کا یہ عقیدہ خود ان کا پیدا کردہ تھا میں یہ عرض کررہا تھا کہ ہر قوم خدا تعالیٰ کو مانتی ہے۔

ہر شخص خدا کا قائل ہے

اس تعلق سے ایک دہریئے کا واقعہ ہے کہ ’’ڈاکٹر جانس اور گولڈ اسمتھ انگریزوں میں نہایت مشہور اور قابل قدر ادیب تھے ان کے زمانے میں یورپ میں الحاد زوروں پر تھا ان دونوں نے الحاد کی تردید کے لئے ایک سوسائٹی قائم کی۔

ایک دن یہ دونوں عالم اسی سوسائٹی کے دفتر میں بیٹھے الحاد کی تردید میں ایک اہم کتاب تصنیف کررہے تھے اسی ثناء میں ایک ملحد آگیا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ الحاد کی تردید میں کتاب لکھ رہے ہیں تو ان کی حماقت پر ہنسا اور خوب مذاق اڑایا ڈاکٹر جانس اونچے ڈیل ڈول کے آدمی تھے انھوں نے اس ملحد کو بوٹ کی اتنی سخت ٹھوکر ماری

کہ اس کی زبان سے درد کی شدت کی وجہ سے بے اختیار یہ الفاظ نکل گئے: ’’مائی گاڈ‘‘ (میرے خدا) ڈاکٹر جانس نے کہا یہی وہ خدا ہے جس کا تو انکار کررہا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک انسان کے دل میں خدا کی وحدانیت ہے لیکن شیطان نے دلوں پر پردہ ڈال دیا ہے جب کوئی پریشانی آتی ہے تو خدا یاد آتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

’’فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ‘‘ کفار جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں (اور کشتی بھنور میں پھنس جاتی ہے) تو اللہ کو پکارتے ہیں خالص اعتقاد کے ساتھ پھر جب ان کو خشکی پر پہونچا دیتا ہے تو یہ شرک کرنے لگتے ہیں، انسان تو انسان دیگر مخلوقات بھی خدا کی وحدانیت کی قائل اور زبان حال سے اسکی شہادت دیتی ہیں ایک فارسی شاعر کہتا ہے۔

ہر گیاہ ہے کہ از زمیں روید
وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ گوید

جو بھی گھاس زمین سے اگتی ہے تو یہ بتاتی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات تن تنہا ہے اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں جن لوگوں نے خدائے تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور اس کی ربوبیت کو تسلیم کیا ان کیلئے دنیا میں ہدایت اور آخرت میں فلاح ہے اور ان کی مقدس و پاکیزہ زندگیاں اور اس کی سیرتیں آنے والی نسلوں کیلئے مشعل راہ ہیں اور جن لوگوں نے خدا کا انکار کیا اسکے ساتھ دیگر معبودانِ باطلہ کو شریک ٹھہرایا تو اس کیلئے دنیا میں گمراہی اور آخرت میں خسران عظیم اور ان کی زندگیاں آنے والی قوموں اور پیدا ہونے والی نسلوں کیلئے عبرت ہیں اسی وجہ سے ’’قرآن عظیم‘‘ میں اسلام سے پہلے کے تاریخی واقعات خدائے برحق نے جگہ جگہ بیان فرمائے ہیں تاکہ لوگ تاریخی نتائج سے عبرت ونصیحت حاصل کریں اور ایمان لائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہستی ایک

ناقابل انکار حقیقت ہے اوراس کی قدرت تمام کائنات پر قائم ہے۔اس لئے اس نے ان تاریخی واقعات کی طرف بار بار متوجہ کیا ہے، بار بار تاکید فرمائی ہے کہ حق کی تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔غور کرو۔اور حق کو قبول کرنے والوں کو کیسی کیسی سر بلندیاں نصیب ہوئیں ان کو سمجھو۔اسی لئے ہر دور میں فرعون پیدا ہوتے رہے اور ’’محبوبانِ خدا‘‘ کی آزمائش ہوتی رہی۔یہ بھی ایک آزمائش تھی۔جب فرعون نے انکار کرنے پر اپنی بیوی آسیہ کے جسم میں میخیں گڑوادیں تھیں۔حضرت آسیہ کو یہ سزا کس جرم کے تحت دی گئی تھی۔اُن کا جرم یہ تھا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی تھیں۔انھوں نے ایمان کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔جس کی خاطر انھوں نے فرعون کے فرمان کو ٹھکرادیا تھا۔یہ اطاعت، شجاعت سب ربِ قدیر کی نوازش تھی۔ورنہ وہ ایک عام عورت کی طرح زندگی بسر کر رہی تھیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نہر کے کنارے

ایک دن وہ یونہی اپنے شوہر فرعون کے ساتھ محل سے گزرنے والی نہر کے کنارے بیٹھی تھیں کیا دیکھتی ہیں کہ نہر میں ایک صندوق بہتا ہوا آرہا ہے۔آپ نے فرعون کو بتایا۔جسے دیکھ کر فرعون نے اپنے غلاموں کو حکم دیا۔فوراً غلام نہر سے صندوق نکال کر لے آئے۔اور بحکمِ فرعون صندوق کھول کر دیکھا۔ایک خوبصورت بچہ اس میں تھا۔جسے دیکھ کر فرعون کے دل میں محبت پیدا ہوئی۔

اس پر اس کی قوم کے لوگوں نے اُسے بھڑکایا ’’کہیں یہ بچہ وہ ہو جس کو آپ کی حکومت برباد کرنی ہے‘‘ کیوں کہ کاہنوں نے اُسے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا بنی اسرائیل میں ایک ’’نبی‘‘ پیدا ہوگا جو تمہارے ملک کا مالک اور تمہاری بربادی کا باعث ہوگا۔‘‘ یہ سن کر فرعون نے فوراً بچہ کو قتل کرنے کا ارادہ کرلیا۔تبھی بی بی آسیہ نے

(جو ایک نیک عورت تھیں، جن کا تعلق انبیائے کرام کی نسل سے تھا، غریبوں، مسکینوں اور بے سہاروں پر رحم کرتی تھیں) کہا کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی گود میں

’’معلوم نہیں یہ کس سرزمین سے بہتا ہوا آیا ہے۔آپ کو جس بچے سے اندیشہ ہے وہ تو اسی ملک کے بنی اسرائیل خاندان سے ہوگا۔آپ دیکھئے یہ کتنا پیارا اور خوبصورت ہے۔یہ تو بیٹا بنانے کے لائق ہے۔میری التجا ہے اسے قتل نہ کیجئے۔ہمارا کوئی بیٹا نہیں ہے جو ملک و مال کا وارث ہو۔ہمارے بڑھاپے کا سہارا بنے۔ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں گے۔‘‘ یہ سن کر فرعون نے اپنا ارادہ بدل دیا۔اس کی قوم کے سرکردہ لوگ اس بات سے بھی متفق ہوگئے۔حضرت آسیہ نے فرعون کے ہی اصرار پر اسی بچہ کا نام اس کی مناسبت سے ’’موسیٰ‘‘ رکھا۔کیوں کہ وہ پانی اور لکڑیوں کے درمیان بہتے ہوئے آیا تھا۔قبطی زبان میں ’’موٗ‘‘ پانی کو اور ’’سا‘‘ لکڑی کو کہتے ہیں۔اس لئے بچہ کا نام ’’موسیٰ‘‘ تجویز کیا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام، فرعون کے محل میں رہ رہے تھے۔حضرت آسیہ نے انھیں اپنا بیٹا بنالیا تھا۔فرعون بھی اس بچے کے آنے سے بہت خوش تھا۔کیوں کہ اس کے آنے سے اُس نے ایک کرشمہ دیکھ لیا تھا۔اس کی بیٹی جس کے جسم پر بدنما داغ، دھبے تھے دور ہوگئے تھے۔کیوں کہ اس کی بیٹی نے اسے بتایا تھا کہ اس بچے کا لُعاب میرے منہ پر لگ جانے سے یہ بیماری جاتی رہی۔ابھی موسیٰ علیہ السلام کی عمر چار سال تھی، ایک روز حضرتِ آسیہ نے فرعون کو آتا دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کو اس کی گود میں دے دیا اور کہا۔’’یہ آپ کا بیٹا ہے۔‘‘ اس پر فرعون نے کہا..... مجھے اس بچے سے کوئی سروکار

نہیں۔ یہ عبرانی ہے اور میں مصری۔ ابھی دونوں کے درمیان گفتگو چل رہی تھی کہ اچانک موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی داڑھی پکڑ کر اس کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔ اس حرکت پر فرعون کو غصہ آ گیا۔ اور وہ برہم ہو کر بولا ''یہ ضرور بنی اسرائیل کا لڑکا ہے۔ میں اس کو تلاش کر رہا تھا۔ اس کو ضرور قتل کر دوں گا۔'' یہ سن کر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے گھبرا کر کہا..... ''یہ نادان ہے اس نے یہ حرکت دانستہ نہیں کی ہے اگر جان بوجھ کر کی ہوتی تو ضرور سزا کا مستحق ہوتا۔ آپ تجربہ کر سکتے ہیں۔'' یہ کہہ کر حضرت آسیہ نے دو طشت منگوائے، ایک طشت میں آگ تھی۔ دوسرے میں یاقوتِ سرخ۔ دونوں طشت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کئے۔ بحکم الٰہی موسیٰ علیہ السلام نے انگارہ منہ میں رکھ لیا۔ یہ دیکھ کر فرعون کو یقین ہو گیا کہ بچہ نے یہ حرکت واقعی جان بوجھ کر نہیں کی۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کی سزا سے بچ گئے۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے بھی سکون کی سانس لی۔

صبر و استقامت کی پہاڑ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا

چوں کہ حالات کے تحت حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا حکم تھا۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کا محل چھوڑ دیا تھا۔ اور خود کہیں جا بسے تھے۔ مصر واپسی تب کی جب باری تعالیٰ نے آپ کو نبوت عطا کر دی تھی۔ اس عرصہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا برابر خیال آتا رہا۔ وہ اُن سے بے پناہ شفقت رکھتی تھیں۔ اور یہ شفقت، عقیدت میں اُس دن تبدیل ہوئی جس روز مصری جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھا۔ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ جادو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک معمولی نمونہ ہے۔ وہ نہ صرف سجدہ ریز ہوئے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خدا پر ایمان بھی لے آئے تھے۔ ادھر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بھی اس معجزہ سے ایسی متاثر ہوئیں کہ ایمان لے آئیں۔ مسلمان ہو گئیں۔ لیکن ان کے ایمان کا انکشاف اُس دن ہوا جب وہ بالوں میں کنگھی

کر رہی تھیں کہ کنگھی ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔ اور منہ سے بے ساختہ ''خدا'' کا نام نکل گیا۔ اتفاق کہ فرعون اُن کے قریب ہی کھڑا تھا۔ جب اس نے خدا کا نام سُنا تو وہ غصہ میں آ گیا اور برہم ہو کر بولا۔

''کیا موسیٰ علیہ السلام کے خدا پر تو بھی ایمان لے آئی ہے۔؟'' حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے نہایت اطمنانی لہجہ میں اقرار کرتے ہوئے کہا۔ ''جی ہاں! میں موسیٰ علیہ السلام کے خدا پر ایمان لے آئی ہوں۔ یہ بات میں نے آپ سے چھپا رکھی تھی۔ مگر آج اقرار کرتی ہوں کہ جو خدا موسیٰ علیہ السلام کا ہے وہی میرا ہے۔''

فرعون غصہ پر قابو نہ پاتے ہوئے چلایا.... ''تو موسیٰ علیہ السلام کے خدا کو چھوڑ دے ورنہ میں تجھے سخت سزا دوں گا۔'' حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون کی اس دھمکی سے ذرا بھی نہ ڈریں۔ اور صاف انکار کرتے ہوئے بولیں۔ ''میں ایمان لا چکی ہوں۔ تمہیں اختیار ہے جو چاہو سزا دو۔'' یہ سن کر فرعون بدحواس ہو گیا۔ اس نے چار میخیں منگوائیں اور حضرت آسیہ کے ہاتھ پیروں میں گڑوا دیں۔ لیکن حضرت آسیہ نے زخمی حالت میں وہی کہا۔۔۔ ''تو ضرور میرے وجود پر قادر ہے لیکن میرا دل میرے خدا کی امان میں ہے۔ چاہے تو میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے مگر میرا ایمان و یقین لمحہ بھر کیلئے بھی نہ ڈگمگائے گا۔'' فرعون جھلا گیا تھا۔ سزا برقرار تھی۔ اتفاق سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اُدھر سے گذر ہوا۔ جنھیں دیکھ کر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے دریافت کیا۔

''میرا رب مجھ سے راضی ہے یا نہیں۔؟''

بارگاہ ایزدی میں دعاء

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا..... ''اے آسیہ رضی اللہ عنہا! آسمان کے فرشتے تیرا انتظار کر رہے ہیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ بھی تیرے کارناموں پر فخر فرما رہا ہے۔ تو جو سوال

کرے گی تیری ضرورت بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوگی۔'' تب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے آسمان کی جانب نگاہ اُٹھا کر خدائے برحق سے التجا کی۔ کیوں کہ فرعون نے سزا میں مزید اضافہ کیا تھا کہ اس نے ان کے تپتے اور زخمی جسم پر چکی کے پاٹ رکھوا دیئے تھے۔''اے میرے رب! میرے لئے اپنے جوارِ رحمت میں جنت میں مکان بنادے مجھ کو فرعون اور اُس کے مظالم سے رہائی دے اور ان ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما۔''

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی دُعا قبول ہوئی۔ ان کی آنکھوں سے پردہ اُٹھا دیا گیا۔ جب انھیں جنت نظر آئی تو چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ یہ ماجرا دیکھ کر فرعون اور اس کے حواری ششدر اور حیران رہ گئے۔ جو اتفاق سے فوراً واپس آگئے تھے۔ اور موجود تھے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی روح بحکمِ خدا تعالیٰ قبض کرلی گئی تھی مگر چہرے پر مسکراہٹ قائم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں جو اعزاز و انعام عطا کیا تھا۔ وہ اس کا اظہار تھا۔ وہ بھی حضرت مریم علیہا السلام کی طرح بہشت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات میں شامل ہوں گی۔ یہ اپنے وقت کی وہ دو عورتیں ہیں جو بہت سے مردوں سے آگے نکل گئیں باوجودے کہ ان کی قوم کافر تھی۔ مگر وہ اپنی عبادت و عبودیت میں کامیاب رہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ فضیلت بخشی ہے۔ سرورِ کائنات بھی فرماتے ہیں۔''مردوں میں باکمال بکثرت ہیں لیکن عورتوں میں صرف چار ہی ہیں۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بنت مزاحم، حضرت مریم رضی اللہ عنہا بنت عمران، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایمان ایک جوہر نایاب ہے جس کی مٹھاس و ذائقہ دنیا کی تمام اشیاء سے زیادہ ہے۔ یہ نعمت اس انسان کو حاصل ہوتی ہے جو اللہ کو محبوب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے کیا کیا مصیبتیں نہ جھیلیں، وہ ایک بدترین دشمنِ خدا کی بیوی تھی، خدا پر ایمان لے

آئی تھیں، اس لئے انھوں نے قومِ فرعون کے عمل سے اپنے عمل کا راستہ الگ کرلیا تھا۔ آج بھی فرعونیت اسلام کے خلاف ہر راہ میں ہر ممکن کوشش کر رہی ہے، ان حالات میں آخر کیا کرنا چاہیئے؟

اللہ کی محبت کے سامنے ساری تکالیف ہیچ ہیں

اللہ کی محبت اور عشق کا نشہ وہ نشہ ہے کہ جس کو اس کی حلاوت اور لذت مل گئی تو اس کے لئے ہر طرح کی تکالیف اور مشقتیں برداشت کرنا آسان ہوگیا اور حکومت و سلطنت اور تخت و تاج کو چھوڑ دینا کوئی مشکل نہیں رہا۔

چنانچہ ابراہیم بن ادہم کو جب اللہ کی محبت کی حلاوت و چاشنی کا مزہ لگ گیا تو آدھی رات تخت و تاج کو طلاق مغلظہ دے کر چلے گئے اور یہ تعجب کی چیز ہے بھی نہیں کیوں کہ جب کسی کو کسی شئے سے محبت ہو جاتی ہے تو اس کیلئے سب کچھ قربان کردینا آسان ہو جاتا ہے۔ پہاڑوں کو کھود کر نہر جاری کرنا اور جان قربان کردینا ایک فانی اور غیر ثابت چیز کیلئے لیلیٰ و مجنوں شیریں فرحاد کی داستان محبت کس کو معلوم نہیں جب ایک فنا ہونے والی مخلوق کیلئے ایسی محبت کی جاسکتی ہے تو اس خدائے واحد کے ساتھ کس درجہ کی محبت ہونی چاہیئے جس نے سارے حسن و جمال پیدا کیا اور ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا جس کو کبھی فنا طاری نہیں ہوگا اور جس کو اپنی مخلوق سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت ہے یقیناً اس سے تمام چیزوں سے زیادہ محبت ہونی چاہیئے۔

اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے محبوب بندوں میں سے بنالے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

عورتوں کے روحانی امراض

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ . وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ . اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ وَلاَ تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَلاَ تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ . بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

اے ایمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے کیا عجب وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے کیا عجب کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو ایمان لانے کے بعد گناہ کا لگنا ہی برا ہے اور جو لوگ توبہ نہیں کریں گے تو وہ ظلم کرنے والے ہیں۔

ہماری پیاری بہنوں اور بزرگ ماؤں! آج ہمارے معاشرے میں عورتوں کی عجیب وغریب صورت حال ہے غیبت چغل خوری اور بغض وحسد شوہروں کی نافرمانی بات بات پر بچوں کو کوسنا لعن طعن کرنا ایک دوسرے کو کمتر اور حقیر سمجھنا ایک عام چیز بن گئی ہے۔ میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اگر اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہمارے معاشرے کی بہت سی برائیاں ختم ہو جائیں۔ اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے تین چیزوں کی ممانعت فرمائی ہے سب سے پہلی چیز فخر ہے علامہ قرطبی فرماتے ہیں کسی شخص کی تحقیر وتوہین کے لئے اس کے کسی عیب کو اس طرح ذکر کرنا جس سے لوگ ہنسیں، سخر، تمسخر اور استہزاء کہا جاتا ہے جو بنص قرآن حرام ہے سخریہ کی ممانعت کا قرآن کریم نے اتنا اہتمام کیا مردوں کو الگ ذکر فرمایا عورتوں کو الگ آیت شریفہ میں لفظ قوم سے مراد مرد ہی ہیں اور اس کے مقابل نساء ہے کوئی عورت کسی عورت کا استہزاء نہ کرے کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ وہ جس عورت کا استہزاء کر رہی ہو اس سے بہتر ہو اور کوئی مرد کسی مرد کا استہزاء نہ کرے ہوسکتا ہے کہ وہ مرد جسکا استہزاء کیا جارہا ہے اس سے بہتر ہو سلف وصالحین کا یہ آیت سن کر عجیب وغریب حال ہو گیا تھا عمرو بن شرحبیلؒ فرماتے ہیں کہ میں اگر کسی شخص کو بکری کے تھنو سے منہ لگا کر دودھ پیتے دیکھوں اور اس پر مجھے ہنسی آجائے تو میں ڈرتا ہو کہیں میں بھی ایسا ہی نہ ہو جاؤں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اگر کسی کتے کے ساتھ بھی استہزاء کروں تو مجھے ڈر ہوتا ہے کہ میں خود کتا نہ بنا دیا جاؤں۔ صحیح مسلم

شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی صورتوں اور مال و دولت پر نظر نہیں فرماتا بلکہ ان کے قلوب اور اعمال کو دیکھتا ہے علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ضابطہ معلوم ہوا کہ کسی شخص کے معاملہ میں اس کے ظاہری حال کو دیکھ کر کوئی قطعی حکم لگانا درست نہیں کیوں کہ ہوسکتا ہے اس کے باطنی احوال اللہ کے نزدیک ہم سے زیادہ اچھے ہوں۔

دوسری چیز جس کی ممانعت آیت میں کی گئی ہے وہ "لَمْزٌ" ہے لمز کے معنی عیب لگانے عیب ظاہر کرنے کے یا عیب پر طعنہ زنی کرنے کے ہیں آیت میں ہے "لَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ" اپنے آپ پر عیب نہ لگاؤ در حقیقت مسلمان پر عیب لگانا خود اپنے اوپر عیب لگانا ہے کیوں کہ سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، فرمایا کہ انسان کی سعادت اور خوش نصیبی اس میں ہے کہ اپنے عیوب پر نظر رکھے ان کی اصلاح کی فکر میں لگا رہے ہندوستان کے آخری مسلمان فرمارو ابہادر شاہ ظفر نے خوب فرمایا۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر　　رہے دیکھتے لوگوں کے عیب وہنر
پڑی جب اپنی برائیوں پر نظر　　تو جہان میں کوئی برا نہ رہا

تیسری چیز جس سے قرآن میں ممانعت کی گئی ہے وہ کسی کو برے لقب سے پکارنا ہے جس سے وہ ناراض ہوجائے جیسے کسی کو "لنگڑی، لولی، اندھی، بہری" وغیرہ کہہ دیا جائے ہم کو ان تینوں چیزوں سے ضرور بچنا چاہئے کیوں کہ نص قرآن سے یہ چیزیں حرام ہیں۔

عورتوں کی بعض کوتاہیاں اور ضروری اصلاحات

اب بعض اعمال عورتوں کے متعلق عرض کرتا ہوں (جن میں عورتیں بہت کوتاہی کرتی ہیں) ایک تو یہ کہ عورتوں میں نماز کی پابندی نہیں اور اگر اس کو چھوڑنا ہے

تو کھانا بھی چھوڑ دو، مگر حالت یہ ہے کہ نماز تو پانچ وقت کی قضا ہو جائے تو اس کی ذرا پرواہ نہیں مگر کھانے کا ایک وقت کا بھی ناغہ نہ ہو۔

عورتوں میں ایک مرض یہ ہے کہ زکوٰۃ کی عادت نہیں زیور کو عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ یہ تو استعمال کرنے کی چیز ہے اس میں زکوٰۃ کیوں ہوگی؟ خوب سمجھ لو کہ ہمارے امام صاحب کے نزدیک زیور پر بھی زکوٰۃ واجب ہے اور ایک کوتاہی یہ کہ عورتیں حج بھی نہیں کرتی ہیں ان کو حج کا بھی اہتمام کرنا چاہئے اور آج کل تو حج کے ذرائع بہت آسان ہوگئے ہیں حج نہ کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔ ایک خاص مرض عورتوں میں یہ ہے کہ خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہیں گو بعض مرد بھی ظلم کرتے ہیں، مگر بعض عورتیں ایسی ہیں کہ خاطر مدارات کے باوجود بھی شوہر کو تنگ کرتی ہیں۔

ہندوستانی عورتوں کی خوبی

ہندوستان کی عورتوں کی خدمت کا انکار نہیں مگر اس کا حاصل یہ ہے کہ جسم کو راحت پہنچاتی ہیں اور روح کو تکلیف دیتی ہیں، ان کی زبان ایسی ہے کہ جو جی میں آیا کہہ دیا کچھ روک نہیں اس سے شوہر کی روح کو تکلیف ہوتی ہے، اس کی اصلاح کا آسان طریقہ یہ ہے کہ زبان کو بند رکھیں اس میں شروع شروع میں بے شک دشواری ہوگی مگر عادت ہو کر اس مرض سے نجات ہو جائے گی، اصل علاج تو یہ ہے نہ کہ وہ جو بعض عورتیں نمک پڑھواتی ہیں تاکہ خاوند تابع ہو جائے۔

ایک کوتاہی یہ ہے کہ عورتوں کو پردہ کا لحاظ نہیں ہوتا اکثر گھروں میں دور دور کے رشتہ داروں کے سامنے آئیں گی اور پھر تعریف کی بات یہ ہے کہ یہی عورتیں اپنے آپ کو پردہ دار اور باہر پھرنے والی عورتوں کو بے پردہ کہتی ہیں حالانکہ پردہ دار عورت وہ ہے کہ جس سے شریعت میں پردہ ہے ان سے پردہ کے ساتھ قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ مرد کے

ساتھ نرم لہجہ میں گفتگو بھی مت کرو اسی طرح آواز کا بھی پردہ ہے۔ (العاقلات ملحقہ حقوق الزوجین)

عورتوں کو اس بات کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ کپڑا شریعت کے موافق ہو بڑا چھوٹا نہ ہو اس میں بدن نہ جھلکتا ہو۔

عورتوں میں فیشن زیادہ آ گیا

آج کل بہت سی عورتوں کو فیشن کا بہت اہتمام ہو گیا ہے، دوسری قوموں کی وضع بناتی ہیں ساڑی پہننے لگی ہیں بعضی عورتیں (مردانہ) کھڑے جوتے پہنتی ہیں، حدیث شریف میں اس پر لعنت آئی ہے کہ عورتیں گھر میں حاکم (ذمہ دار) ہیں گھر کے انتظام کے متعلق ان سے پوچھا جائے گا نگرانی نہ کرنے سے گھر میں چوری ہوتی ہے اس کا بہت خیال رکھنا چاہئے اور گھر کا کام کرنا چاہئے دوسروں پر نہ چھوڑنا چاہئے۔

(العاقلات الغافلات)

چند اور کوتاہیاں

عورتوں کی معاشرت بالکل خراب ہے اکثر عورتوں میں پردہ بہت ہی کم ہے اور سر تو ہمیشہ کھلا رہتا ہے خصوصاً آدھا سر تو گویا ڈھانپنا ضروری ہی نہیں۔

اکثر عورتیں زیور ایسا پہنتی ہیں جس میں آواز پیدا ہوتی ہے یاد رکھو! ایسا زیور پہننا جائز نہیں۔ ہاں! آپس میں لگ کر بجے اور قدم بھی آہستہ سے رکھا جائے کہ اس میں زیادہ آواز پیدا نہ ہو تو جائز ہے۔

عورتوں میں ایک مرض یہ ہے کہ اپنے گھر میں تو بالکل میلی کچیلی خراب حالت میں رہیں گی اور جب برادری میں جائیں گی تو خوب بن سنور کر بلکہ پڑوسن تک کے زیور مانگ کر لے جائیں گی اور بجتا ہوا زیور ضرور پہنیں گی اور لباس ایسا پہنیں گی کہ اس میں ذرا بھی پردہ نہیں ہوتا اور سارا بدن جھلکتا ہے۔

عورتیں اگر یہ طریقہ اختیار کریں کہ کپڑے میلے ہوں تو بدل لیا کریں ورنہ ہر گز نہ بدلیں بلکہ جہاں جانا ہو ویسے ہی ہو آیا کریں تو بہت فتنوں سے نجات ہو جائے اس کو معمولی بات نہ سمجھیں۔

بہت سی عورتیں سلام نہیں کرتیں

یہ منجملہ ضروریاتِ دین کے ہے کیوں کہ بناؤ سنگھار کر کے جانے کا سبب محض تکبر ہے ہر شخص چاہتا ہے کہ میں بڑا ہوں اس عادت کو بدلیے کیوں کہ بڑا بننے کی عادت بری ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا۔ (ملفوظاتِ اشرفیہ) اور ایک جز معاشرت کا ہے کہ عورتیں سلام نہیں کرتیں اور جو کرتی ہیں وہ بالکل شریعت کے خلاف کرتی ہیں بعض عورتیں تو صرف سلام کہتی ہیں اس قدر تخفیف کہ چار حرف بھی زبان سے نہ نکلیں اور جواب دینے والی سارے خاندان کی فہرست گنوا دے گی کہ بھائی جیتا رہے اور بیٹا زندہ رہے اور شوہر خوش رہے لیکن ایک لفظ وعلیکم السلام نہ کہا جائے گا۔ (تفصیل التوبہ)۔

عورتوں کو نماز اور عبادت کا اہتمام کرنا چاہئے

آج کل ہماری ماؤں اور بہنوں میں نمازوں کے سلسلہ میں بڑی کاہلی اور سستی پائی جا رہی ہے۔ سارا کام کاج کریں گی گھنٹوں گھنٹوں بیٹھ کر گپ شپ کریں گی دوسروں کی برائیاں چغلیاں اور غیبتیں کریں گی مگر نمازوں کی توفیق نہیں ہوگی میں سب کو تو نہیں کہہ رہا ہوں بہت سی ایسی میری مائیں اور بہنیں آج بھی ہیں جو گھر کا سارا کام کاج بھی کرتی ہیں شوہروں کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا شعار اور اس کی رضا و خوشنودی کو سرمایۂ سعادت سمجھتی ہیں اور اس کے ساتھ نماز پنج گانہ پابندی سے ادا کرتی ہیں لیکن ایسی خوش نصیب عورتیں کم ہیں ناشکری تو عورتوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں جہنم میں زیادہ داخل ہوں گی اور اسکی وجہ یہی بیان فرمائی کہ یہ شوہروں کی ناشکری بہت کرتی ہیں شوہر زندگی بھران کی ایک ایک فرمائش کو پورا کرتا رہے سوئے اتفاق اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کبھی کوئی ایک فرمائش پوری نہیں کرسکا تو شوہر کی پوری محنت اور کمائی پر پانی پھیر دیا کہ جب سے اس گھر میں میں نے قدم رکھا آج تک میری کوئی بھی آرزو پوری نہیں کی گئی۔ عورتوں کو اس سے باز رہنا چاہئے حقوق اللہ اور حقوق الزوج دونوں کا مکمل خیال کرنا چاہئے بالخصوص نماز یہ تو کسی بھی حال میں بھی نہیں چھوڑنی چاہئے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

"محشر کا دن جان کو پگھلا دینے والا ہوگا وہاں سب سے پہلے نماز کی پوچھ ہوگی"۔

اللہ عورتوں کو پابندی کے ساتھ صوم صلوٰۃ اور ہر ایک کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

نورِ محمد ﷺ کی جلوہ گری

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ،وَاِذْقَالَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ. یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِ اسْمُهٗ اَحْمَدُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

"اور جس وقت عیسی بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں اللہ کا فرستادہ ہوں تمہاری طرف اور تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے ہے اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ﷺ ہوگا"

عزت مآب میری ماؤں اور بہنو! آج کی اس عظیم الشان مجلس میں ایک بڑے ہی اہم عنوان یعنی نورِ محمد ﷺ کی جلوہ گری پر کچھ لب کشائی کرنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک آمد سے اس دنیا اور اہل دنیا کو نئی زندگی ملی، نبیوں کا

سلسلہ جو منقطع ہو چکا تھا اس کی وجہ سے ساری دنیا میں جہالت کا دور دورہ تھا لوگ ایک خدا کو چھوڑ کر سیکڑوں بتوں کو معبود تسلیم کر چکے تھے حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کا نتیجہ اور ثمرہ ہے جیسا کہ مسند احمد کی ایک روایت میں ہے۔

”عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاَنَّ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمُنْجَدِ لٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ وَسَاُنَبِّئُکُمْ بِاَوَّلِ ذَالِکَ دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَبَشَارَةُ عِیْسٰی بِیْ وَرُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ وَکَذَالِکَ اُمَّهَاتُ النَّبِیِّیْنَ تَرَیْنَ.“

(المسند للامام احمد بن حنبل، ج ۴/ص ۱۲۷)

حضرت عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس وقت اللہ کا بندہ اور خاتم النبیین تھا جب کہ آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر میں تھے، اور میں تم لوگوں پر واضح کرتا ہوں کہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعاء اور حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں اور انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھتی ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت نے روایت بیان کی کہ میں سات یا آٹھ سال کی عمر کا ایک ہوش و گوش والا سمجھدار بچہ تھا، میں نے سنا یثرب کا ایک یہودی صبح کے وقت اپنے قلعہ کی چھت پر کھڑا ہوا، اور پکار کر کہا اے گروہ یہود دیکھو آس پاس سارے یہودی جمع ہو گئے، میں سن رہا تھا، ان لوگوں نے اس سے کہا تیری خرابی ہو کیوں شور مچاتا ہے، یہودی نے چھت پر سے کہا احمد کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے، جس کو آج رات میں کسی وقت پیدا ہونا ہے۔ (بیہقی)

ولادت کے وقت حیرت انگیز معجزات

حضرت عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ میری والدہ نے بتایا کہ میں گھر میں ہر طرف روشنی اور نور پاتی اور محسوس کرتی جیسے کہ ستارے قریب سے قریب

تر ہو رہے ہیں، حتی کہ مجھے گماں ہوا کہ یہ میرے اوپر گر پڑیں گے، پھر جب آمنہ نے وضع حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا، جس سے کہ ہر شئی روشن ہو گئی، یہاں تک کہ میں نور کے سوا کچھ نہ دیکھتی تھی۔ (بیہقی)

ابن سعد نے روایت کی موسیٰ عبید رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے بھائی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو پیدائش کے بعد زمین پر رکھا گیا تو آپ نے دونوں ہاتھ ٹیکے اور سر کو آسمان کی طرف اٹھایا اور دست مبارک میں مٹی لی، جب بنی لہب کے ایک شخص کو اس بات کی خبر ملی تو اس نے کہا اگر راوی سچا ہے تو یہ نومولود روئے زمین پر غالب ہوگا۔

ابو نعیم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے اور انہوں نے اپنی والدہ اشفاء بنت عمرو بن عوف سے روایت کی کہ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو وہ میرے ہاتھوں میں آئے اور رونے لگے اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا ”رحمک اللہ ورحمک ربک“ اشفاء بیان کرتی ہیں کہ مجھ پر مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن ہو گئی حتی کہ میں نے روم کے کچھ محلات کو دیکھا وہ بیان کرتی ہیں، اس کے بعد میں نے آپ کو لباس پہنایا اور لٹا دیا کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے جسم کے دائیں حصہ پر ایک لرزش طاری ہو گئی اور وہ تاریکی میں ڈوب گیا، اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا تم حضور کو کہاں لے گئے تھے، کسی نے جواب دیا مغرب کی طرف اس کے بعد میری حالت درست ہو گئی، مگر تھوڑی دیر بعد دوبارہ میری بائیں طرف ویسی ہی کیفیت ہو گئی جیسی دائیں طرف ہوئی تھی، ایک ظلمت اور ارتعاش طاری ہو گیا، پھر میں نے سنا تم حضور ﷺ کو کہاں لے گئے تھے، دوسرے نے جواب دیا مشرق کی جانب اشفاء کہتی ہیں میں نے یہ واقعہ ہمیشہ یاد رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ تمام دنیا کے لئے باعث رحمت

ابو نعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا اور وہ علوم کے مخزن تھے کہ جب حضرت آمنہ کے یہاں ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دو، اور فرشتوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا، فرشتے باہم مژدے سناتے اترے اور دنیا کے پہاڑوں کا ارتفاع بڑھ گیا، سمندر کی سطح گہرائی اور دریا کی روانی تیز ہوگئیں، شیطان ملعون کو ستر طوقوں میں جکڑ کر بحر عمیق میں الٹا کر کے ڈال دیا گیا، اور اس کی ذریات وسرکش جنوں کو پابہ زنجیر کر کے بند کر دیا گیا، آفتاب عالم تاب کو نور عظیم کا لباس پہنایا گیا، اور ستر ہزار حوریں خلاء میں اس کے سامنے ایستادہ کی گئیں۔

جو کہ ولادت رسول ﷺ کا انتظار کر رہی تھی، اور اس سال سارے جہاں کی عورتوں کے لئے بحرمت محمد رسول اللہ ﷺ حکم دیا کہ اولاد نرینہ سے حاملہ ہوں اور کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ آیا ہو، کسی قسم کا خوف نہ تھا، اور دور دراز علاقوں اور راہوں میں عافیت اور امن تھا جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تھی، سعادت کی بارشیں ہونے لگیں، ظلمت اور تاریکیاں چھٹ گئیں، سارا جہاں نزہت و نور سے معمور ہوگیا، ملائکہ آپس میں مبارک باد دینے لگے، اور ہر آسمان میں ایک ستون زبرجد کا قائم کیا گیا۔ اور ولادت باسعادت کی بدولت نور افشاں کر دیا گیا، آسمانوں میں یہ ستون مشہور و معروف ہیں، اور معراج کے موقع پر آسمان میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا اور فرمایا کہ یہ ستون میری ولادت کی خوشی میں قائم کئے گئے، اور جس رات میں سید الانبیاء کی ولادت ہوئی اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کناروں پر مشک اذخر سے معطر ستر ہزار درخت لگائے اور ان کے پھولوں کی خوشبو کو اول جنت کیلئے محور بنایا، اس روز

تمام آسمان والے اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعاء مانگتے تھے، اور تمام بت اوندھے گر پڑے، لیکن لات وعزیٰ کا یہ حال تھا کہ وہ دونوں اپنے اپنے مقامات سے بحکم رب اُٹھ کر نکل آئے تھے، اور کہتے تھے قریش کا بھلا ہوا ان کے یہاں امین آگئے ان میں صدیق تشریف لے آئے، اور قریش نہیں جانتے کہ انہیں کیا مصیبت پہنچی ہے۔ خانہ کعبہ کا یہ حال تھا کہ بہت دنوں تک لوگوں نے اس سے یہ آواز سنی اب اللہ تعالیٰ میرے نور کو لوٹا دے گا، اور جوق در جوق توحید پرست میری زیارت کو آئیں گے، اب اللہ تعالیٰ مجھ کو جاہلیت سے پاک کر دے گا، اے عزیٰ تو ہلاک ہوگا، اور تین شب وروز بیت اللہ کا زلزلہ نہ رُکا۔ ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی علامات حمل میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات قریش کا ہر پرورده چوپایہ گویا ہوا رب کعبہ کی قسم آج کی رات رسول اللہ ﷺ مادرِ شکم میں آئے، اور اہل دنیا کیلئے امان اور آفتاب ہیں۔ نہ صرف قریش کا ہن بلکہ تمام جزیرہ نمائے عرب کے کاہن اپنے کہانت اور فنی کمال سے معرا ہوگئے اور دنیاوی بادشاہوں کا کوئی تخت نہ تھا جو اوندھا نہ پایا گیا ہو اور ہر بادشاہ گونگا ہوگیا تھا، اور اس دن وہ بولنے سے قاصر تھا، اور مشرق کے چرند پرند مغرب کے جانوروں کے پاس مژدہ اور مبارکباد لے کر گئے، اور یہی عمل آبی جانوروں کا تھا، حمل کے ہر ماہ کے اختتام پر زمین وآسمان دونوں پر یہ ندا تھی مژدہ سنو کہ نبی آخر کی ولادت کی گھڑی نزدیک آگئی وہ زمین پر امن والے مبارک بن کر تشریف لانے والے ہیں۔

درِ یتیم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور حمل میں نو ماہ کامل رہے، اُمُّ النّبی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس عرصہ کوئی گرانی تکلیف بدمزگی یا اس طرح کی کوئی دوسری

شکایت جوان ایام میں عموماً خواتین کو لاحق ہو جاتی ہیں، محسوس نہیں کی، اور حضرت عبداللہ نے اس دوران وفات پائی، جب کہ آپ منزل حمل ہی میں تھے، فرشتوں نے جناب باری میں عرض کیا اے ہمارے معبود انبیاے کا سردار اور تیرا نبی یتیم ہو گیا، حق تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہم ان کے محافظ و مددگار اور والی ہیں، ان پر صلوٰۃ وسلام پڑھو اور ان کے لئے برکتیں طلب کرو، اور ان کے لئے دعا مانگو ''وَصَلوٰةُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَالنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِا لْمُطَّلِبِ وَبَرَكَاتُهٗ وَسَلَامُهٗ''

حضرت آمنہ ذکر فرمایا کرتی ہیں کہ جب وقت آیا اور مجھے وہ کیفیت لاحق ہوئی جو وضع حمل کے وقت عورتوں کو ہوتی ہے، اور گھر کے افراد کو ابھی معلوم نہ ہوا تھا، کہ دفعتہً میں نے ایک ہیبت ناک آواز کو سنا جس کی وجہ سے میں خوف زدہ ہو گئی، اس کے بعد ایک عجیب شئے جس کو میں سفید پرندے کے بازو سے تشبیہ دے سکتی ہوں، نمودار ہوا، اور اس نے میرے دل کو ملا، جس سے وہ خوف وہراس اور تکلیف میں، دور ہو گئی، پھر میں نے رُخ پھیر کر دیکھا، تو ایک دودھ کا پیالہ نمودار ہوا، مجھے پیاس تھی میں نے اُسے پی لیا، پھر مجھ سے ایک بلند نور چمکا، اس کے بعد میں نے چند ایسی دراز قد عورتوں کو دیکھا جیسے کہ وہ عبد مناف کی بیٹیاں ہوں، انہوں نے مجھے اپنے جھرمٹ میں لے لیا، اس پر تعجب ہی کر رہی تھی کہ میں نے دیکھا آسمان وزمین کے درمیان سفید فرش بچھایا گیا، اور کسی نے کہا اس نومولود کو لوگوں کی آنکھوں سے بچاؤ، حضرت آمنہ فرماتی ہیں، میں نے دیکھا کہ کچھ مرد فضا میں اپنے ہاتھوں میں چاندی کے برتن لئے کھڑے ہیں، اور یہ بھی دیکھا کہ پرندوں کی ایک ٹکڑی میرے روبرو آئی، اور پھر انہوں نے میری آنکھوں سے حجابات بالکل دور فرما دیئے، میں نے اس وقت دنیا کے مشارق ومغارب کا معائنہ کیا، میں نے دیکھا تین جھنڈے نصب کئے گئے، ایک

مشرق اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا، اس وقت مجھے دردزہ ہوا، اور حضور ﷺ پیدا ہوئے۔

ولادت کے بعد میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ سجدے کی حالت میں ہیں، اور انگلیوں کو اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں جیسے کوئی گریہ وزاری کرنے والا اٹھاتا ہے، پھر میں نے سفید ابر دیکھا جو آسمان کی جانب سے آرہا تھا، یہاں تک کہ اس نے آپ کو مجھ سے روپوش کر لیا، پھر وہ غائب ہو گیا، پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ محمد ﷺ کو زمین کے مشارق ومغارب میں لے جاؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تا کہ وہ سب آپ کے نام نامی اوصاف گرامی اور صورت گرامی کو پہچان لیں، اور جان لیں کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی اور نام نامی دریاؤں میں ماحی رقم کیا گیا ہے، کیوں کہ شرک اور اس کے لوازمات واسباب کو آپ کے زمانے میں مٹا دیا جائے گا۔

حضور اکرم ﷺ جمیع انبیاء علیہم السلام کے اوصاف کے حامل

پھر وہ ابر جلد ہی آپ کے پاس سے ہٹ گیا اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سفید اون کے کپڑے میں ملبوس ہیں، اور آپ کے نیچے سبز بچھونا ہے اور آپ آب دار موتیوں کی تین کنجیاں ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں۔ اس وقت کسی کہنے والے نے کہا محمد ﷺ نے نصرت غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں، اس کے بعد ایک اور ابر سامنے آیا، اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے بازوؤں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، یہاں تک کہ اس نے بھی آپ ﷺ کو مجھ سے پوشیدہ کر دیا، اور آپ ﷺ میری نظر سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے منادی کو ندا کرتے سنا کہ محمد ﷺ کو شرق وغرب اور انبیاء علیہم السلام کے مقامات پر لے جاؤ، اور آپ کے حضور

جن وانس اور وحوش وطیور کی روحوں کو پیش کرو، اور آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی صفا اور حضرت نوح علیہ السلام کی رقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان حضرت یعقوب علیہ السلام کی مسرت، حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یحیٰ علیہ السلام کا زہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کرم عطا کرو اور تمام نبیوں کے اخلاق حمیدہ اور فضائل جلیلہ سے آراستہ کردو، اس کے بعد وہ ابر چھٹ گیا اور میں نے آپ ﷺ کو موجود پایا۔

آپ ﷺ لیٹے ہوئے سبز حریر کو تھامے ہوئے تھے، پھر کسی کو کہتے سنا کہ خوش ہے خوش ہے، محمد ﷺ نے تمام دنیا کو تھامے رکھا ہے، اور کوئی مخلوق نہیں جو آپ کے حلقۂ نبوت سے باہر ہو، بعدازاں میں نے دیکھا کہ تین افراد میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا، اس نے اس حریر کا سرا کھولا اور ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں، پھر اس آفتابہ سے آپ ﷺ کو سات مرتبہ غسل دیا اور دونوں شانوں کے درمیان اس انگشتری سے مہر لگائی اور حریر میں آپ ﷺ کو لپیٹ دیا، پھر آپ کو اٹھایا اور کچھ دیر اپنے بازوؤں میں رکھ کر میری طرف بڑھا دیا۔ (خصائص کبریٰ)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

عفت اور پاک دامنی

عورت کا اصل زیور ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

میری ماؤں اور بہنو! آج جس پر پیچ دور سے ہم گذر رہے ہیں اس میں قدم قدم پر عفت و پاکدامنی تار تار ہو رہی ہے ایک عورت کے لئے سب سے بڑھ کر چیز جو ہوسکتی ہے وہ اس کی عفت و پاکدامنی ہے عورت کا خاص وصف جو قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے وہ اس کی پاکیزگی ہے گھر میں رہنا اس کے حسن کی بات ہے پوری دنیا

کا چکر کاٹنا اور سیر و تفریح کرنا عورت کا کام نہیں ہے عفت و عصمت کی حفاظت مکمل طور پر اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ عورت اپنے گھر کی چہار دیواری کو ہی اپنا دائمی مسکن بنائے شوہر کے حقوق بجالائے اور اس کے بچوں کی صحیح طور پر دیکھ بھال کرے گھر کے اندر کی ذمہ داریاں عورت سنبھالے اور گھر کے باہر کی ذمہ داریاں شوہر سنبھالے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے۔ "عَنْ اَبِی اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰهِ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ" حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن بندہ نے تقویٰ کے بعد کوئی ایسی بھلائی حاصل نہیں کی جو اس کے حق میں نیک بیوی سے بڑھ کر ہو پھر نیک بیوی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر شوہر کسی کام کا حکم دے جو خلاف شرع نہ ہو تو اس کا کہا مانے اور شوہر اس کی طرف دیکھے تو شوہر کو خوش کرے اور اگر شوہر کسی کام کے بارے میں قسم کھا بیٹھے کہ ضرور تم ایسا کرو گی اور وہ شرعاً جائز ہو تو اس کی قسم سچی کردے اور اگر وہ کہیں چلا جائے اور یہ اس کے پیچھے گھر میں رہ جائے تو اپنی جان اور اس کے مال کے بارے میں خیر خواہی کرے۔

عورت کی چار صفتیں

اس حدیث شریف میں رسول اکرم ﷺ نے عورت کی چار صفات کا ذکر کیا ہے سب سے پہلے عورت شوہر کی فرمانبردار ہو کبھی عورت شوہر کی نافرمانی نہ کرے اس کا دل نہ دکھائے لیکن اگر شوہر خلاف شرع کسی کام کا حکم کرے تو اس کی بھی اطاعت نہ کرے کیوں کہ خالق و مالک کی نافرمانی کر کے کسی مخلوق کی اطاعت وفرمانبرداری

جائز نہیں ہے دوسری صفت یہ بیان کی گئی کہ عورت اپنے رنگ ڈھنگ اور بناؤ سنگھار سے اس طرح رہے کہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے بعض عورتیں نماز روزے کی بڑی پابند ہوتی ہیں اور اسی بنیاد پر وہ اپنے آپ کو دیندار سمجھتی ہیں اور شوہر کی نافرمانی بھی کرتی ہیں حالانکہ نیک بننے کے لئے شوہر کی فرمانبرداری اور اطاعت لازم ہے عورت کے لئے شوہر کو خوش رکھنا بڑی نیکی ہے۔

بے راہ روی کی اصل وجہ مرد وزن کا اختلاط

تیسری صفت یہ بیان کی گئی کہ اگر شوہر کسی جائز امر پر قسم کھالے کہ تو ضرور اس کام کو کرے گی تو ایک نیک بیوی کا کام یہ ہے کہ اس کی قسم پوری کردے کیوں کہ یہ قسم کھالینا کہ تو اس کام کو ضرور کرو گی یہ حد درجہ الفت و محبت کی بات ہے اور یہ وہی شوہر کرتا ہے جس کو اپنی بیوی پر بڑا ناز ہوتا ہے اور جن عورتوں کو شوہروں سے قلبی تعلق ہوتا ہے وہ شوہر کو راضی رکھنے کا خاص خیال رکھتی ہیں۔

چوتھی صفت یہ ذکر کی گئی ہے کہ اگر شوہر کہیں چلا جائے اور بیوی کو گھر چھوڑ جائے جیسا کہ عموماً شوہر بیویوں کو چھوڑ کر معاش کے لئے چلے جاتے ہیں تو ایک نیک بخت اور صالح بیوی کا فریضہ یہ ہے کہ اپنی جان اور مال کے بارے میں وہی رویہ اختیار کرے جو شوہر کی موجودگی میں رکھتی ہے۔

اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھے اور نہ اس کے مال کو بیجا خرچ کرے اور آج کل تو موبائیل اور فون کا زمانہ آ گیا ہے اور ہر شخص ہر وقت کسی سے بات کر سکتا ہے اس لئے اگر میکے میں یا کہیں اور جانا رہے تو شوہر کی اجازت کے بغیر ہرگز گھر سے باہر قدم نہ اٹھائے اور جب اجازت مل جائے تبھی جائے اور بلا پردہ ہرگز نہ جائے کیوں کہ عموماً فتنوں کی اصل جڑ بے پردگی ہے۔

شریعت کا قانون جوان ہے

پردہ کا مسئلہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس قدر اہم ہے کہ اگر اس کو تمام معاشرتی مسائل کی بنیاد قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا، خانگی زندگی کی ساری مسرتیں اور خوشحالیاں اسی میں مضمر ہیں صرف افراد کا بننا اور بگڑنا ہی نہیں بلکہ حکومت کے ضعف واستحکام کا بھی کافی حد تک اس پر انحصار ہے تو اس سے صرف معاشرتی زندگی ہی متاثر نہیں ہوتی بلکہ اس کے نتیجہ میں اخلاقی اقدار بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے، یہ ہماری نادانی اور بدنصیبی ہے کہ ہم نے پردہ کی اہمیت کا اندازہ لگائے بغیر اسے یوں ہی بالائے طاق رکھ دیا ہے۔

اور ظلم بالائے ظلم یہ کہ شریعت نے جن لوگوں سے پردے کے لئے کہا ہے ہم اس کا بھی لحاظ نہیں کرتے بالخصوص شادیوں کے موقعوں پر خالہ زاد بھائی پھوپھی زاد بھائی اسی طرح سے اور بھی قریبی رشتہ دار ہیں جن سے ہم پردہ نہیں کرتے اور اس کو کوئی گناہ ہی تصور نہیں کرتے ایک فیشن سمجھ کر اس کو انجام دیتے ہیں ایک بوڑھی عورت ایک بزرگ کے پاس آئیں جن کی عمر ستر سال سے بھی زیادہ تھیں، تو بزرگ نے فرمایا کہ پردے کے اندر یہ چادر کا کنارہ پکڑ کر بیعت کرو تو انھوں نے کہا کہ ہم دونوں تو واقعی بوڑھے ہو چکے ہیں کیا اب بھی کوئی اندیشہ ہے تو بزرگ صاحب نے کہا کہ ہم دونوں بوڑھے ہو چکے ہیں مگر شریعت اور اس کا قانون جوان ہے۔

مسلم خواتین میں بے پردگی کا رجحان بڑی تیزی سے فروغ پا رہا ہے اور یہ مغربی تہذیب اور جدید فیشن کی پیداوار ہے موجودہ دور میں جتنی بھی بے راہ روی اور انتشار پایا جاتا ہے اس کی اصل وجہ مردوزن کا اِختلاط ہے، جس کی وجہ سے آج کی عورتیں خصوصاً نوجوان بہنیں شدید بحران میں مبتلا ہیں، ان کی عفت وعصمت غیر

محفوظ ہے، معاشرہ میں عورتوں کا وقار ختم ہو رہا ہے اور انہیں عام مردوں کی غلامی قبول کرنی پڑ رہی ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ یہی بے پردگی ہے۔

افسوس آخر ان کے دلوں کی غیرت کہاں مردہ ہوگئی، اکبرالہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

بے پردہ نظر آئیں جو کل چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ کیا ہوا؟
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

اکبرالہ آبادی کا زمانہ تو آج سے ساٹھ ستر سال پہلے کا ہے وہ اس وقت بے پردگی پر اپنی غیرت قومی کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں اور آج کا دور جسے ترقی کا دور کہا جاتا ہے جس مرد وعورت کو دیکھو خواہ اپنے ہوں یا پرائے ایک ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں اور اس کو فیشن اور ترقی کا دور کہا جاتا ہے اگر اس دور میں اکبرالہ آبادی ہوتے تو کن الفاظ میں اپنی غیرت قومی اظہار کرتے ہمارے اندر سے غیرت وحمیت نکل چکی ہے اور ہم نے غیروں کے طریقوں کو اچھا سمجھ لیا ہے اور اس کی ہر چیز قبول کرنے کے لئے تیار ہیں جب کہ اسلام ہمیں کسی کا محتاج اور دست نگر نہیں بنایا بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں ہمارے لئے نمونہ اور اسوہ چھوڑا ہے تاکہ ہم انھیں کو اپنا کر دین ودنیا میں ترقی کرسکیں۔

جب دیا غم بتوں نے تو خدا یاد آیا

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر پردہ کا حکم دیا گیا ہے، مثلاً: سورۂ احزاب میں فرمایا گیا: ''وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰی

وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَوٰةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ" (۳۳) اور اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھو اور سابق دورِ جاہلیت کی طرح زیب وزینت کا اظہار نہ کرتی پھرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

عفت و پاکدامنی کی اہمیت ایک مسلمہ حقیقت ہے جسے مسلم اور غیر مسلم سبھی تسلیم کرتے ہیں، چنانچہ روس کا شہرۂ آفاق مفکر ٹالسٹائی لکھتا ہے: ''پاکدامنی عورت کا زیور ہے اور پاکدامن عورت وہی ہوسکتی ہے جو گھر کی چہار دیواری میں رہے۔''

اسلام جو نوعِ انسانی کے لئے سراپا رحمت ہے وہ معاشرہ کے بگاڑ کو قطعاً پسند نہیں کرتا ہے اس لئے اسلام نے پردہ کا حکم دے کر عورتوں پر احسان عظیم کیا اور عزت ووقار کو بڑھایا ہے ورنہ جہاں آج مردوزن کا آزادانہ میل جول ہے وہیں جنسی آوارگی اور حیوانی خواہشات اور اخلاقی ومعاشرتی بگاڑ کا ایک مہلک سیلاب آیا ہوا ہے، دنیا کے مسلم اور غیر مسلم ممالک میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی دوش بدوش کام کرتی ہیں، اس سے عورت چند پیسے ضرور کما لیتی ہے لیکن اس کے نتیجہ میں خاندان برباد ہوجاتا ہے، قومیں برباد ہوجاتی ہیں اور سب سے بڑھ کر برے اخلاق نشونما پاتے ہیں، یہ سبھی حالات بے پردگی کا خمیازہ ہیں۔

اسلام اپنے نظامِ معاشرت میں اس قسم کی اخلاق سوز حرکتوں کو پسند نہیں کرتا، اس لئے مردوعورت کی الگ الگ حدود مقرر کی گئی ہیں، جہاں تک تعلیم کا مسئلہ ہے تو اس کی اسلام صرف اجازت ہی نہیں دیتا بلکہ اسے فریضہ قرار دیتا ہے بشرطے کہ وہ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید سے بچی رہے اور اس تعلیم میں شمع محفل بننے سے گریز کرے جسے علامہ اقبالؒ مرحومؒ نے موت سے تعبیر کیا ہے۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
اس علم کو کہتے ہیں اربابِ نظر موت

خاندان ومعاشرے میں عورت کا کردار اہم

مگر افسوس ہے ہماری اس زبوں حالی پر کہ ہم کو پیسے کی قدر ہے ہمیں اچھے کھانے پینے اور رہنے سہنے کی فکر ہے خواہ عزت باقی رہے یا نہ رہے چار پیسے حاصل کرنے کے لئے اپنا سب کچھ کھودیتی ہیں اور اس کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ قرآن کیا کہہ رہا ہے شریعت کس چیز کا مطالبہ کررہی ہے مسلم خواتین کو اپنے اندر وہ خوبیاں اور صلاحیتیں پیدا کرنی چاہئے کہ غیر مسلم خواتین ان کو دیکھ کر اسلام سے قریب ہوں اور یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ عورت حقیقی معنوں میں یہی ہیں جو نہ غیروں کو دیکھنا پسند کرتی ہیں اور نہ غیر ان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ سکتے ہیں ان کے لئے سب کچھ ان کے شوہر ہیں۔ اس لئے تربیت اس ڈھنگ پر کریں کہ یہ بچے جب بڑے ہوکر کسی بھی معاشرے اور کسی بھی شعبہ اور محکمہ میں جائیں تو ان کی اپنی ایک الگ پہچان ہو ان کی اپنی ایک شناخت ہو جو غیروں کو متاثر کرنے والے ہوں ان کو لوگ اپنا قائد اور راہبر بنانے میں فخر محسوس کریں لیکن یہ سب کچھ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ خواتین کو خود ان سب چیزوں کی فکر ہو اور اپنے آپ کو احکام اسلام کا پابند بنائیں اور شریعت کا ہر ہر حکم زندگی میں آجائے اور کوئی بھی کام ہم خلاف شرع نہ کریں کیوں کہ عورت کے بننے سے پورا خاندان بنتا ہے اور عورت کے بگڑنے سے پورا خاندان بگڑ جاتا ہے۔

بے پردگی کا نتیجہ عریانیت اور جنسی آوارگی

عورت کو چراغ خانہ اور گھر کی زینت قرار دیا گیا ہے، اس کی حقیقی پوزیشن یہ نہیں کہ وہ بازار کی تاجر، دفتر کی کلرک، عدالت کی جج اور فوج کی سپاہی بنے، بلکہ اس کے عمل کا حقیقی دائرہ کار اس کا گھر ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اسلام نے

عورت کی فکری نشونما کا لحاظ کیئے بغیر اسے چہار دیواری میں قید کر دیا ہے بلکہ اسلام نے اس کی پرواز کے لئے ایک وسیع دائرہ عمل مہیا کیا ہے، عورتوں کو حصول علم کا پورا حق دیا ہے، ایک مرد اگر امام ابن تیمیہ کی شکل میں ظاہر ہوسکتا ہے تو عورت کو رابعہ بصری بننے سے اسلام ہرگز منع نہیں کرتا، لیکن اس شرط پر کہ آداب اسلامی اور احکامِ خداوندی اور قوانین قدرت کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے، لیکن آج کے ترقی یافتہ دور میں ہم آئے دن یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ بے پردگی عریانیت، بے حیائی جنسی آوارگی کا سیلاب امنڈ آیا ہے، مسلم خواتین میں بے پردگی کے ساتھ حصولِ تعلیم کے بعد لازمی طور پر ملازمت کا رجحان فروغ پا رہا ہے، دوکانوں، میلوں، کارخانوں، فیکٹریوں اور دفاتر کی طرف ان کی توجہ مرکوز ہے، غیر مردوں سے ہنسی مذاق، اظہارِ زینت اور پرکشش الفاظ میں ان سے ہم کلام ہونا ان کا شیوہ بن گیا ہے، افسوس کہ اسلام کی گراں قدر تعلیمات کو ہماری ماؤں اور بہنوں نے فراموش کر دیا ہے۔

جس کے نتیجے میں ہم خود تباہ و برباد ہو رہے ہیں اور ہماری آنے والی نسلیں بھی بداخلاقی کا شکار ہو رہی ہیں اور ان کے اندر طرح طرح کی برائیاں بچپن ہی سے جڑ پکڑ رہی ہیں نہ ان کی تعلیم کا کوئی خیال نہ پرورش کا صالح نظام ہم سے قیامت میں ان سب چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا ہم اپنی ذمہ داری کا احساس کریں او راس کو سمجھیں کہ اللہ اور رسول ہم سے کیا چاہتے ہیں اگر بے پردگی کا یہی عالم رہا تو خدا معلوم کہاں جا گریں گے۔

۔۔۔۔۔۔مگر حیا نہیں کھوئی

یہ بات واضح ہے کہ اسلام عورتوں کو گھر کے اندر بالکل قید رہنے کا حکم نہیں دیتا بلکہ ضرورت کے وقت گھر سے نکلنے کی اجازت دیتا ہے، عورت گھر سے باہر نکلتی تھی اور

لوگوں کے درمیان اپنے حسن وزینت کو دکھاتی ہوئی چلتی تھی، بس وہی جاہلیت کا تبرج ہے، جس کی ممانعت کی گئی، کیا آج کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہمارے دل صحابہ وصحابیات کے دلوں سے زیادہ پاک ہیں یا ہماری آنکھیں صحابہ کی آنکھوں سے زیادہ حیادار ہیں، ہرگز نہیں، جب ازواجِ مطہرات کو پردہ میں رہنے کا حکم دیا گیا تو پھر آج کی عورتوں کو کیوں نہیں دیا جائے گا، پردہ اسلام کے اچھے آداب واخلاق کے طور پر پیش کیا گیا ہے، پردہ کرنا ایک دائمی حکم ہے جس پر کوئی برا شخص ہی تنقید کرسکتا ہے، اچھا شخص ہرگز اسے برا نہیں کہہ سکتا۔ ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں جو پردہ کرنے کے اہتمام کا ثبوت بہم پہونچاتا ہے: ''ایک خاتون ام خلاد کا لڑکا جنگ میں شہید ہوگیا، وہ اس کے متعلق دریافت کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئیں، مگر اس حال میں بھی ان کے چہرہ پر نقاب پڑی ہوئی تھی، بعض صحابہؓ نے حیرت سے کہا کہ اس وقت بھی تمہارے چہرہ پر نقاب ہے، بات قابل غور ہے کہ بیٹے کی شہادت کی خبر سن کر تو ماں کو تن بدن کا ہوش نہیں رہنا چاہیئے تھا اور تم اس اطمینان کے ساتھ باپردہ آئی ہو، ذرا ان خاتون کا جواب سماعت فرمائیں کتنا معقول جواب انہوں نے دیا، میں نے اپنا بیٹا ضرور کھو دیا ہے مگر حیا نہیں کھوئی ہے۔'' کیا آج ایسی عورت ہے جس کو پردہ اور حیا کا اتنا پاس ولحاظ ہو جب کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّه'' حیا تو سب سے اچھی ہے ایک موقع پر جناب رسول اللہ ﷺ نے حیاء کو ایمان کا شعبہ قرار دیا'' اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ'' حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

پردہ صرف اپنوں سے بھی اور غیروں سے بھی

عزیز بہنو! کیا یہ ہمارے ایمان کی کمزوری نہیں، کیا یہ اسلامی آداب واخلاق کے ساتھ مذاق نہیں کہ جب اپنے اہل وطن اور عزیز واقارب کے درمیان ہوں تو پردہ

کریں اور جب ان سے دور کہیں دوسری جگہ جائیں جہاں کے لوگ غیر اسلامی آداب واخلاق کے عادی ہوں وہاں پردہ نہ کریں، کیا آپ یہ سوچتی ہیں کہ اب تو ہم اپنے عزیز واقارب سے دور ہیں، اب ہمیں کوئی ملامت کرنے والا نہیں، لیکن کیا کبھی یہ غور کیا کہ اپنے اس خیال پر ہم اللہ کی رحمت سے بھی محروم ہو گئے اور فرشتوں کی لعنت کا نشانہ بنے۔ ہمارے نبی آخر الزماں ﷺ نے حیا کو یوں تو ہر انسان کیلئے ایمان کا جزء قرار دیا، لیکن شرم وحیا عورت کا ایک بیش بہا زیور ہے اور اس کو خدا کا بہترین عطیہ بھی! حیا کو اللہ تعالیٰ نے عورت کی فطرت میں رکھ دیا ہے، یہ کوئی مصنوعی چیز نہیں کہ ہم اس کا انکار کریں، ارشاد نبوی ﷺ ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی ہی رہیں اور دوسروں کو رجھائیں اور خود بھی رجھیں اونٹ کی طرح گردن ٹیڑھی کر کے چلیں وہ ہرگز جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اسکی خوشبو پائیں گی۔

مذکورہ بالا حدیث میں انتہائی سخت الفاظ میں ان عورتوں کو تنبیہ کی گئی ہے جو فیشن کی اندھی تقلید کرنے والی ہیں، ایسی مسلم خواتین کیلئے یہ بات کافی فکر وتشویش کا باعث ہونی چاہیئے، ایسی عورتیں جو کپڑے پہن کر بھی ننگی ہی رہتی ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ فیشن پرستی میں ایسے باریک کپڑے پہنتی ہیں جو ستر پوشی کی قید سے آزاد ہوتے ہیں، ساڑی پہنتی ہیں تو وہ بھی باریک اور پھر بلاوز بھی ایسا جنکے گلے کے تراش بڑے اور کمر سے اوپر ہوتے ہیں، جس سے پیٹ اور پیٹھ آدھی کھلی رہتی ہے اور بازو بھی عریاں ہوتے ہیں، اتنے تنگ وچست کپڑے کا استعمال کرتی ہیں، جو اپنی ٹائٹ فٹنگ کے سبب جسم سے چپکے ہوتے ہیں، برقعہ بھی ہوتا ہے تو جسم کے نشیب وفراز کو چھپانے میں ناکام رہتا ہے جس سے برقعہ پوشی کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے، یا پھر اتنے باریک کپڑے استعمال کرتی ہیں جو ستر کے باوجود جسم کے اعضاء کو چھپانے میں ناکام رہتے ہیں۔

شریعت ہم سے کیا کہہ رہی ہے

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے جہاں مردوں کو نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے وہیں عورتوں کو بھی نگاہ پست رکھنے کا حکم دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ“ اے نبی مومنوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اسی طرح عورتوں کو بھی حکم دیا گیا ہے۔ ”قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ.

اے نبی مومن عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں پست کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کے مواقع کو ظاہر نہ کریں مگر جو ان میں کھلا رہتا ہو اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں۔

قرآن کریم نے تو نگاہ نیچی رکھنے کا حکم کیا ہے مگر خواتین ہیں کہ سینے کو کھلا رکھتی ہیں اور برقعہ پہنتی ہیں تو برقعہ کے اندر سے غیر محرموں کی بھی زیارت کرلیا کرتی ہیں حالانکہ کسی عورت کے لئے غیر محرم مرد کو بھی دیکھنا جائز نہیں ہے ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے پاس تشریف فرما تھیں۔

کہ ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ عنہ آ گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان سے تم دونوں پردہ کرو تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا یہ نابینا نہیں ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو تم دونوں ان کو دیکھ نہیں رہی ہو؟ اب آپ اندازہ لگائیں کہ جب کسی عورت کے لئے کسی غیر محرم مرد کا دیکھنا جائز نہیں ہے تو ایسا کپڑا پہننا جس سے بدن نظر آئے اور غیروں کی ہوس بھری نگاہیں اٹھیں یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

چوم لے گی کامیابی خود قدم بڑھا کر

اسلام کی نظر میں وہ لباس درحقیقت لباس ہے ہی نہیں جس سے جسم جھلکتے ہوں، آج ہمارے مسلم معاشرہ میں بھی اس طرح کے لباس عام ہیں جنہیں ہماری مائیں اور بہنیں بڑے فخر سے استعمال کرتی ہیں، کتنے افسوس کی بات ہے ذراسی خود نمائی کی خواہش کے نتیجہ میں اتنی بڑی ہولناک سزا کہ جنت میں جانا تو درکنار اس کی خوشبو تک سے محروم رہیں گی۔

ہرایک کواپنی ذمہ داریوں کو پہچاننا چاہئے جن کے لئے اللہ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے، اپنی پچھلی حرکتوں پرتوبہ کرنی چاہئے اور اللہ سے عہد کرنا چاہئے کہ اللہ کے دین اوراحکام کے ساتھ کسی قسم کے مذاق اور کھلواڑ کو ہرگز نہیں اپنائیں گے۔اور ساتھ ہی پردہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اسے عملی جامہ پہنانے کی بھی کوشش کریں، آج اس ماحول میں جہاں ہم اورآپ پہونچے ہیں اس میں پردہ کسی کی نظر کو متوجہ نہیں کرتا بلکہ خوداسلامی آداب واخلاق کوعملی جامہ پہنا کر اس کو پھیلانے میں مفید ثابت ہوگا۔

اگرآپ اپنی شرافت پرمضبوطی سے جمی رہیں گی اوران لوگوں کے مطالبات کو ٹھکرادیں گی جوآپ کو دوبارہ جانوروں کی صف میں لاکھڑا کرنا چاہتے ہیں تو یقین جانئے ہمارے راستہ میں حائل آہنی دیواریں خود ہی ریت کی مانند ڈھئے جائیں گی اور یقیناً چوم لے گی کامیابی خود قدم بڑھا کر

عورتیں بھی بہت کچھ کرسکتی ہیں

لیکن شرط یہ ہے کہ آپ اپنے اندراحساس تو پیدا کریں اوراپنے کو اس کے لئے تیار تو کریں اگرآپ کرنے پرآئیں تو کوئی مشکل کام نہیں مگر ہمت اورجذبہ شرط

ہے ایک عورت پورے خاندانوں کی کایا پلٹ سکتی ہے قوموں میں سدھار پیدا کرسکتی ہیں اوروہ کارہائے نمایاں انجام دے سکتی ہے جوایک مرد ہزار خوبیوں اورصلاحیتوں کے باوجود نہیں کرسکتا ہے عورت کو بھی اللہ تعالیٰ نے خوبیوں اورصلاحیتوں سے مالا مال کیا ہے اب وہ دور چلا گیا جب کہ ایک عورت کو محض خواہش نفس کی تکمیل کا ایک آلہ تصور کیا جاتا تھا عورت کو منحوس تصور کیا جاتا تھا اب تو عورت کو باعزت مقام دیا گیا ہے اس کی اپنی ایک شخصیت ہے وہ بہت سی چیزوں کی مالک ہے۔

”لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ“

مردوں کے لئے ان کے اعمال سے حصہ ثابت ہے اورعورتوں کے لئے ان کے اعمال سے حصہ ثابت ہے اس لئے عورتوں کو احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حقوق کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔”وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ“ اورعورتوں کے لئے مردوں پر اسی طرح حقوق نہیں جس طرح مردوں کے لئے عورتوں پر حقوق ہیں لیکن اسی کے ساتھ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ہماری کامیابی کا راز اسی میں مضمر ہے کہ شوہر کو خوش رکھنا ہمارے لئے عبادت ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا”اَلْمَرْأَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَائَتْ“ عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھے اوررمضان کے مہینہ کا روزہ رکھے اورشوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے۔

اسلام سے پہلے عورت کا مقام

یہودی ملت کی ”کتاب مقدس“ عہد عتیق کا عورتوں کے متعلق یہ فیصلہ تھا، کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے، کوئی نہیں! (ایوب، باب ۱۴) پھر دوسری جگہ ہے کہ انسان

کون ہے جو کہ پاک ہو سکے اور جو عورت سے پیدا کیا ہے صادق ٹھہرے (ایوب/باب ۱۵ درس ۱۴) اس سے صاف طور پر تین باتیں معلوم ہوئیں (۱) عورت ناپاک ہے (۲) عورت ''صدق معاملہ'' کا جوہر اپنے اندر نہیں رکھتی، یہ عورت پر اتنا بڑا الزام ہے کہ شرافت وعصمت شرم سے سر جھکا لیتی ہے (۳) انسان اس وجہ سے کہ وہ عورت سے پیدا ہوا ہے پاک نہیں ہوسکتا، کیوں کہ عورت سرتا پا ناپاک ہے، لہٰذا کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے عیسائی ملت کا فیصلہ اس سے بھی ایک قدم آگے ہے، بلکہ ہر انسان کی انسانیت کا دامن گناہ سے داغدار ہے۔

ڈاکٹر گستاد لی بان نے ''تمدن عرب'' میں ہندو قانون کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ ''کتاب مقدس بھی اس سے کم سخت نہیں ہے، اس میں بھی لکھا ہے کہ عورت موت سے زیادہ تلخ ہے، جو کوئی خدا کا پیارا ہے، وہ اپنے کو عورت سے بچائے گا، تمام عالم کی عورتوں میں ایک عورت بھی ایسی نہیں جو خدا کی پیاری ہوئی۔ ہندو مذہب کہتا ہے کہ تقدیر، طوفان، موت، جہنم، زہر اور زہریلے سانپ ان میں سے کوئی اس قدر خراب نہیں ہے جتنی عورت۔ پھر دوسری جگہ لکھا ہے مشرقی جو بالطبع کسی قدر فلسفی بھی ہیں، خیال کرتے ہیں کہ عورت کی فطرت میں ایسی ہی بے وفائی ہے جیسے چڑیا کی فطرت میں اڑنا۔ (اسلام میں عورت کا مقام)

اہل چین میں مثل ہے اپنی بیوی کی بات سنی چاہئے، لیکن اس پر ہرگز یقین نہیں کرنا چاہئے، روسی مثل ہے، دس عورتوں میں ایک روح ہوتی ہے، اطالیوں کا قول ہے گھوڑا اچھا ہو یا برا اسے مہمیز کی ضرورت ہے، عورت اچھی ہو یا بری اسے مار کی ضرورت ہے، اسپینی زبان میں مثل ہے، بری عورت سے بچنا چاہئے مگر اچھی عورت پر کبھی بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔ (اسلام میں عورت کا مقام)

اسلام آنے کے بعد عورت کا مقام

مختلف مذاہب کی کتابوں کے اقتباسات میں نے آپ کے سامنے پیش کئے اس سے آپ اندازہ لگا سکتی ہیں کہ قبل از اسلام عورت کا کیا مقام ومرتبہ تھا اور تو اور خود وہ مقام وہ شہر جس کو مہبط وحی ہونے کا شرف حاصل ہوا جس جگہ خانہ خدا ہے جہاں سے ہدایت کے چشمے پھوٹے اور ساری دنیا سیراب ہوئی جہاں کے رہنے والوں نے عدل وانصاف کی وہ حکومت کی اور ملکوں کے نظم ونسق کو اس طرح درست کیا کہ نہ تو اس جیسی حکومت وسلطنت کی مثال پیش کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس سے بہتر ملکی نظم ونسق کا تصور کیا جاسکتا ہے لیکن اس مقدس وبابرکت شہر کے رہنے والے بھی بچیوں اور عورتوں کے تعلق سے کوئی اچھا تصور نہیں رکھتے تھے بلکہ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو لڑکیوں کی پیدائش کو باعث عار سمجھتے تھے اور پیدا ہوتے ہی سنگدلی اور خشاوت قلبی کا وہ مظاہرہ پیش کرتے جو ایک جانور بھی اپنے بچوں کے ساتھ نہیں کرتا ہوگا یعنی پیدا ہوتے ہی لے جا کر زندہ درگور کر دیتے جب انسانیت اس درجہ گر گئی تھی اور اپنا مقام اس قدر کھو دیا تھا کہ جانور بھی ایسی حرکت کرنے سے شرما جائے تو اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو اس شہر مکہ میں مبعوث فرمایا آپ کی بعثت ساری انسانیت کے لئے باعث رحمت تھی لیکن صنف نازک پر تو بے پایاں کرم آپ ﷺ کا کہ آپ علیہ السلام نے عورتوں کو اتنا بڑا مقام ومرتبہ عطا کیا کہ قبل از اسلام لوگوں کو تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ کسی دور میں ایسا بھی ہوگا کہ عورت کو یہ مقام ملے گا۔

اسلام نے عورت کو عزت دی

اسلام نے آکر ایک حیرت انگیز کارنامہ یہ انجام دیا کہ عورت کے گلے سے ظلم کا طوق نکال پھینکا، اور مردوں کے خیال سے نفرت اور حقارت کی جڑ اکھاڑ دی،

ارشادِ خداوندی ہے۔ ’’خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا‘‘ (نساء ع اپ ۴) ترجمہ: اس نے تم سب کو ’’نفس واحدہ‘‘ سے پیدا کیا اور اسی نفس واحدہ سے اس کا جوڑ پیدا کیا۔

(۱) اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ نوعی حیثیت سے انسانی حیثیت سے یہ دونوں صفت باہم ایک ہیں۔ (۲) خلقت اور پیدائش بھی دونوں کی ایک طرح ہوتی ہے یعنی مرد وعورت کے ملاپ سے ارشاد ہے ’’اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى‘‘ الخ ہم نے تم کو مرد وعورت (کے ملاپ) سے پیدا کیا۔

(۳) عورت اپنے صنف مقابل کے مقابلہ میں خوش آئند اور محبوب بنائی گئی ہے، ارشاد ہے ’’زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ‘‘ الخ (آل عمران ۳) لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی محبت خوش آئند بنادی گئی ہے، (ان میں سے ایک) عورتیں ہیں، یعنی قدرتی طور پر ان کی جسمانی ساخت میں، ان کے کردار میں، ان کی حرکات وسکنات کی ہر ادا میں جمالیات کو اس طرح سمودیا گیا ہے کہ مرد کی نگاہ میں خوش آئند بنادی گئی ہے، اس بناء پر عورت مرد پر بھاری ہے۔

(۴) معاشرتی لحاظ سے عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے مرد کو خصوصی خطاب فرمایا ہے۔ (۵) ضمیر کی آزادی عورتوں کو اسی طرح حاصل ہے جیسے مردوں کو خواہ دینی معاملہ ہو، یا دنیاوی۔ (۶) شریعت نے جس طرح ازدواجی رشتہ کے قیام میں عورت کو آزادی دی ہے، اسی طرح اس رشتہ کے قائم ہوجانے کے بعد اسے اس پر مجبور نہیں کیا کہ وہ مظلومیت کی زندگی گزارے، سخت خطرہ (خواہ جان کا ہو یا عزت کا) کی صورت میں خلع یا فسخ کے ذریعہ شوہر سے جدا ہوسکتی ہے۔

(۷) عورت اپنے مال میں تصرف کرنے میں آزاد ہے اور شریعت نے وراثت کے علاوہ ھبہ وتجارت وغیرہ سے بھی اس کے مالک ہونے کو تسلیم کیا

ہے، بڑی بات یہ ہے کہ شریعت نے اس کی عزت وعصمت کی حفاظت کی مختلف حکمتیں اپنائیں اور دوسرے احسانات کے ساتھ بڑا احسان یہ کیا کہ اسے کسب وتجارت کا ذمہ دار نہ بنا کر دوسروں پر اس کی کفالت سپرد کرکے اسے ملکۂ خانہ بنادیا اور اس طرح اسے ’’ماڈل گرل‘‘ اور ’’سیلز گرل‘‘ ہونے سے بچالیا۔ (اسلام میں عورت کا مقام)

نان ونفقہ شوہر ہی کے ذمہ ہے

عورت خواہ کتنی ہی رئیس ومالدار کیوں نہ ہو مگر اس کا نان نفقہ شوہر ہی کے ذمہ ہے وہ کسی طرح کما کر لائے اور اپنی بیوی پر خرچ کرے اور ہر ایک شخص کے ذمہ خرچ اس کی حیثیت کے برابر ہے ’’عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ‘‘ صاحب وسعت پر اس کی طاقت وقدرت کے بقدر خرچہ دینا ضروری ہے اور اسی طرح ہر موسم کے اعتبار سے کپڑے وغیرہ کا بندوبست کرنا بھی شوہر ہی کے ذمہ، کھانے پینے میں کبھی تنگی نہ کرنا اور جس قدر ہوسکے اس کو اچھی حالت میں رکھنا۔ ’’اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ‘‘ تم ان عورتوں کو اپنی وسعت کے مطابق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لئے ان کو تکلیف مت پہونچاؤ الغرض قرآن وحدیث اور سیرت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے عورت کو بہت بڑا مقام ومرتبہ عطا کیا ہے بہت سے حقوق عورت کو عطا کئے ہیں بات کافی طویل ہوگئی معذرت خواہ ہوں اور اللہ سے یہ دعا ہے کہ مسلم عورتوں کو اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے اور ان کو اپنے مقام ومرتبہ کی قدر کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

برقعہ

شریف اور مہذب عورتوں کا لباس ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّابَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

معزز خواتینِ اسلام ماؤں اور بہنو! میں نے اس وقت سورۂ احزاب کی ایک آیت آپ لوگوں کے سامنے پڑھی ہے اس سورت میں بکثرت احکام ذکر کئے گئے

ہیں اور یہ آیت بھی احکام ہی سے متعلق ہے اس میں پردے کا حکم ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے یہ فرمارہے ہیں کہ اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحب زادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ (سرسے) نیچی کرلیا کریں اپنے (چہرے کے) تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلد پہچان ہوجایا کرے گی تو آزار نہ دی جایا کریں گی۔ یہ اس دور کی بات کی جارہی ہے جس کو خیر القرون کا کہا جاتا ہے یعنی وہ زمانہ اور وہ صدی سب سے بہتر ہے کیوں کہ سب سے بہتر لوگ موجود ہیں اور آج تو چودہ سو سال سے زائد کی دوری ہوگئی جس دور میں بے حیائی فحاشی وعریانیت اپنی انتہا کو پہونچی ہوئی ہے ہر عورت کیلئے اپنی عصمت وعفت کی حفاظت ایک مشکل چیز بن گئی ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اب تو سرعام بے حیائی ملکی پیمانہ پر انجام پارہی ہے اس کو کوئی عیب تصور نہیں کیا جاتا ہے جگہ جگہ قحبہ خانے بنے ہوئے ہیں جس میں لوگ سیکڑوں اور ہزاروں روپے خرچ کرکے اپنی خواہش نفس کی تکمیل کیلئے جاتے ہیں جس کے نتیجے میں پورے معاشرے میں تباہی پھیل رہی ہے اور مغربی ممالک تو اس معاملہ میں سب سے آگے ہیں سیکڑوں اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ایسے بچے ملیں گے جن کو اپنے والدین کا پتہ تک نہیں یعنی وہ یہ نہیں جانتے کہ ہمارے باپ کون ہماری ماں، کون پوری دنیا میں جو برائیاں پھیل رہی ہیں (خدا سچ کہلوائے) اس کا سرچشمہ مغربی مالک ہی ہیں اور وہ اپنے مقصد کے حصول کیلئے اپنی عصمت وعزت کا سودا کرلیتے ہیں۔

بے پردگی گناہوں کی جڑ

ان سب کے باوجود اگر آپ تنہائی میں بیٹھ کر کبھی عہد کریں اور سوچیں کہ آخر اس کا کیا سبب ہے کہ اتنی برائیاں معاشرے میں پھیل رہی ہیں اور بڑی وافر مقدار

میں عورتوں کی عصمتیں تار تار ہو رہی ہیں تو آپ اس نتیجے پر پہونچیں گی کہ اس کا اصل سبب بے پردگی ہے جبھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا کہ بے پردہ باہر مت نکلیں کیوں کہ جیسے ہی عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان کو اچھا موقع مل جاتا ہے لوگوں کو پھانسنے کا اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا ''اَلنِّسآءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ'' عورتیں شیطان کی جال ہیں ایک عورت گھر کی چہار دیواری کے اندر رہے یہ شیطان کو کبھی پسند نہیں آتا اور عورت جیسے ہی بن سنور کر باہر نکلتی ہے تو اس کی مراد بر آتی ہے پھر دوسروں کی نظریں اس عورت پر پڑتی ہیں اور نتیجہ میں ایک دوسرے سے تعلقات ہوتے ہیں اور معاشرہ خراب ہوتا ہے اس لئے پھر اس کی حفاظت اور بچاؤ کیلئے برقعہ ایک بڑا ہتھیار ہے۔

اسلام دشمنی کی بدترین مثال

لیکن افسوس کہ! فرانس میں برقعہ پر پابندی لگائی جارہی ہے، کیوں کہ یہ سر سے پیر تک کا برقعہ فرانسیسی معاشرے میں قابلِ قبول نہیں۔ فرانس کے ملحد صدر نکولس سرکوزی کی تنگ نظر میں برقعہ مذہبی علامت بھی ہے اور عورتوں کی محکومیت اور غلامی کی نشانی بھی۔ یہ وہی سرکوزی ہیں جو معروف اسلام دشمن تسلیمہ نسرین کے بھی بڑے گرویدہ ہیں اور اسلام کے خلاف لکھنے اور بولنے پر تسلیمہ کو فرانسی ایوارڈ سے نواز چکے ہیں۔ سرکوزی ترقی یافتہ ملک فرانس کے صدر ہیں، پہلے درجے کے دہریے اور اسلام دشمن۔ ۲۰۰۶ء میں ان کی عقل پر پردہ پڑا تو انہوں نے پہلے اسکارف پر پابندی لگائی اور اب برقعہ پر پابندی عائد کرنے جارہے ہیں۔ یہ فرانس کی تاریخ میں پہلے روایت شکن صدر ہیں جنھوں نے فرانسیسی دستور کی خلاف ورزی کر کے پارلیمنٹ میں برقعہ کی مخالفت میں تقریر کی۔ خبر کے مطابق صدر سرکوزی نے برقعہ کے خلاف تقریر کرتے ہوئے اسے غلامی کی نشانی قرار دیا اور کہا کہ عرب ملکوں میں لوگ اپنی عورتوں کو غلام بنائے رکھتے

تھے، اس لیے انہیں برقعہ پہننے کا حکم دے رکھا تھا! یہ ہے ان کی تاریخ سے واقفیت اور برقعہ کے بارے میں قیمتی معلومات۔ اس سے ان کی ثقافتی آمریت، نسل پرستی اور اسلام دشمنی بھی واضح ہوتی ہے۔ فرانس ایک سیکولر اسٹیٹ ہے اور وہاں مسلمانوں کی تعداد ساٹھ لاکھ کے قریب ہے۔ ان میں خاصی تعداد نو مسلموں کی ہے جن کی عورتیں اسلام قبول کرنے کے بعد مغربی معاشرے کے ننگے پن کے مقابلہ میں برقعہ پسند کرتی ہیں اور اپنے کو محفوظ اور باوقار محسوس کرتی ہیں۔ یہ عرب یا مسلم ممالک سے نہیں آئی ہیں بلکہ فرانس ہی میں پیدا ہوئی، پلی، بڑھیں اور تعلیم حاصل کی ہے۔

میں فرانسیسی ہوں

صدر سرکوزی کو یاد ہوگا کہ کچھ دنوں پہلے ایک ۲۳ سالہ لڑکی انجیلیکا ونٹراسٹین کو، جو سر سے پیر تک برقعہ میں ملبوس جارہی تھی ایک کار نشین نے اپنی کار روک کر بڑی نفرت بھری نظر سے دیکھا اور کہا کہ ''تم وہیں کیوں نہیں واپس چلی جاتی جہاں سے آئی ہو''۔ جانتے ہیں انجیلیکا ونٹرسٹین نے کیا جواب دیا؟ اس نے کہا:

''میں فرانسیسی ہوں، میری پیدائش اسی ملک میں ہوئی ہے، یہیں پلی بڑھی ہوں، میں نے اسی ملک میں تعلیم پائی ہے۔ میرا تعلق یہیں کے ایک کیتھولک عیسائی گھرانے سے ہے، ۱۸ سال کی عمر میں میں نے اسلام قبول کرلیا، اس کے بعد سے اسلامی شعائر اپنا رہی ہوں، پہلے تو اسکارف پہنتی تھی، اب برقعہ استعمال کرتی ہوں۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے......

اس واقعہ سے فرانسیسی لوگوں کی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے اور برقعہ سے ان کی نفرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ ان کو مذہب اسلام سے کس قدر تعصب ہے کہ

اپنے ہی ملک کے باشندوں کے ساتھ وہاں کے لوگ کس طرح کا رویہ رکھتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسلام اور مسلمان صرف عرب کی سرزمین ہی تک محدود ہیں اور وہیں کے لوگ صرف شعائر اسلام اور احکام اسلام کو اپنا سکتے ہیں اور اسلام سے نفرت ودشمنی اور بغض وعداوت کوئی نئی چیز نہیں ہے یہ تو ازل ہی سے ہے اسلام کی ترقی وارتقاء کون دیکھنا پسند کرسکتا ہے دشمنان اسلام نے تو اس کو مٹانے اور ختم کرنے کی انتھک کوششیں بھی کیں اور کر بھی رہے ہیں لیکن جیسا کہ کسی اردو شاعر نے کہا ہے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی وہ اُبھرے گا جتنا کہ دَباؤ گے

"یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِؤُا نُوْرَاللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَأْبَی اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْکَرِهَ الْکَافِرُوْنَ" دشمنان اسلام یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منھوں سے پھونک کر بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کئے بغیر نہیں رہیں گے اگرچہ کافر ناک بھوؤں چڑھائیں، مذہب اسلام کو کوئی کتنا ہی نقصان پہنچانا چاہے مگر اللہ تعالیٰ اس کو غالب ومنصور کر کے رہیں گے اور اسلام کی ایک ایک چیز باقی اور محفوظ رہے گی چوں کہ دنیا میں عموماً بے حیائی عام ہوگئی ہے پھر جو دشمنان اسلام کی گندی سازش اور ناپاک ذہنیت کا شاخسانہ ہے وہ یہ نہیں چاہتے کہ کوئی عورت عفت وپاکدامنی کے ساتھ زندگی بسر کرے اسلئے کسی عورت کا پردے اور برقعہ کے ساتھ رہنا ان کو بھاتا نہیں۔

پردہ عزت وناموس کا محافظ

جب کہ برقعہ، چادر، گھونگھٹ وغیرہ شریف، مہذب اور شائستہ عورتوں کا لباس رہا ہے، اسے مسلمانوں کے علاوہ راہبائیں بھی استعمال کرتی آئی ہیں بہت ساری غیر متعصب امریکی اور یورپی خواتین اسے اپنی ناموس کے تحفظ کا ذریعہ مانتی

ہیں۔ یہ ننگی تہذیب کے آوارہ مزاجوں کو گوارا نہیں کہ کوئی فرد یا جماعت اپنی پسند کا لباس پہنے اور اپنے بنیادی حقوق کا فائدہ اٹھائے۔ اور ہر ایک پر اپنے ناپاک عزائم اور گندی ذہنیت کی حکمرانی کرنا چاہتے ہیں بڑے اور شریف گھرانے کے غیر مسلم افراد بھی اپنی عورتوں کو پردے میں ہی رکھنا پسند کرتے ہیں مگر مغربی تہذیب کے دلدادہ جن کو مغرب سے آئی ہر چیز ان کو اچھی لگتی ہے خواہ انسانیت کا ننگا ناچ کیوں نہ ناچا جائے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے اگر ایک شخص ننگا پھرے، سرے عام بدکاریاں ہوتی رہیں تو اسے کوئی عیب تصور نہیں کرتا بلکہ ایک فیشن سمجھا جاتا ہے اللہ بچائے، آج کل پارکوں اور سمندروں کے کنارے چلے جایئے اور دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ انسان جس کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا سارے فرشتوں کو جسے سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے جسے خلافتِ ارض کا تمغہ عطا کیا ہے لیکن افسوس کہ اسی انسانیت کے افراد آج اس درجہ کو پہونچ چکے ہیں حیا وشرم تو اتنی بھی نہیں جتنی ایک بولتے جانور اور غیر شعور رکھنے والے حیوان میں ہوتی ہے شیطان کو بھی شاید شرم آجاتی ہو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اِذَالَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ" جب تمہارے اندر حیا نہیں تو جو چاہو کرو انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے حیا کا ایک ایسا عظیم وصف رکھا ہے جو اس کو تمام برائیوں اور گناہوں سے بچاتا اور روکتا ہے ایک اور حدیث میں نے فرمایا "اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلِّهٖ" حیا تو سب اچھی ہی ہے اور پھر عورتوں میں تو اللہ تعالیٰ نے حیا سب سے زیادہ رکھی ہے ایک عورت کبھی یہ پسند نہیں کرسکتی ہے کہ اس کی حیا سے کھلواڑ کیا جائے برقعہ عورتوں کی حیاء وپاکدامنی کا کفیل اور ضامن ہے جب عورت برقعہ لگا کر چلتی ہے تو لوگوں کی ہوسناک نگاہیں اس کے چہرے کو نہیں دیکھ سکتی جس کی وجہ سے عورت محفوظ رہتی ہے لیکن جس کی عقل پر پردہ پڑ جائے اور عورت کی عفت وعصمت کا خیال نہ ہو وہ سب کچھ کرسکتا ہے جیسا کہ فرانس میں ہو رہا ہے۔

کیا واقعی پردہ غلامی ہے؟

فرانسیسی صدر سرکوزی سے پہلے برطانیہ کے وزیر جیک اسٹرا نے بھی برقعہ کے خلاف خوب شور مچایا تھا۔ برقعہ کے خلاف نکتہ چینی کرنے والے اسے عورت کی مظلومیت اور محکومیت کا نام دیتے ہیں، کبھی اس کو شدت پسندی کی علامت قرار دیتے ہیں، یہاں تک کہ اسے دہشت گردی کے فروغ کا ذریعہ مانتے ہیں۔آوارہ اور بے حیا تہذیب و معاشرے کے دلدادہ حکمرانوں اور شہریوں کے لیے برقعہ اس لیے نا قابل برداشت ہے کہ یہ ان کی اس تحریک نسواں کے خلاف ہے، جس کا مقصد عورتوں کو زیادہ ٹاپ لیس کرنا، آزادانہ اختلاط کا ماحول بنانا، عصمت وآبرو کے اخلاقی تصور کو مٹا ڈالنا اور ایک ایسا حمام تیار کرنا ہے جس میں مرد وعورت سب ننگے ہوں۔

یہ کیسی منطق ہے کہ جو عورتیں لباس سے آزادی چاہتی ہیں ان کے جذبات کا تو احترام کیا جاتا ہے اور ان کو ننگا کرنے میں مدد دی جاتی ہے، لیکن جو عورتیں ساتر لباس اور برقعہ کی شرعی پابندی کرنا چاہتی ہیں ان کو اس آزادی سے محروم کیا جارہا ہے اور ان کے مذہبی رواداری کے صریح خلاف ہے اور کسی جمہوری حکومت کے لیے یہ بے حد شرم ناک اور ظالمانہ عمل ہے۔

برقعہ کا مطالبہ کوئی سعودی عرب، مصر اور پاکستان کی عورتیں نہیں کررہی ہیں بلکہ فرانس کی شہری مسلم عورتیں کررہی ہیں، کیا یہ عورتیں ''غلامی'' کا مطالبہ کررہی ہیں؟ صدر سرکوزی سوچیں کہ کیا واقعی غلامی کی نشانی ہے!!!

کیا کوئی شخص غلام بننے کو پسند کرتا ہے اگر پردہ غلامی کو اختیار کرنا اور بنیادی حقوق سے محروم کرنا ہے تو پھر فرانس کی عورتیں کیوں برقعہ پہننے کا اور برقرار رکھنے کا مطالبہ کررہی ہیں اگر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ یہ لوگ عورتوں کے ساتھ خیر خواہی

نہیں بلکہ بدخواہی کررہے ہیں اور ان پر بڑا ظلم کررہے ہیں کیوں کہ پردہ عورتوں کا بنیادی حق ہے اس سے محروم کرنا عورت کو اس کے حق سے محروم کرنا ہے۔

لمحہ فکریہ

آج آزادیٔ نسواں کا نعرہ بلند کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کیا یہی آزادی ہے کہ وہ ایک چیز کا مطالبہ کررہی ہے اور ہم اس کو پورا کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں کیا سیکولرزم اور جمہوریت اسی کا نام ہے؟ عورت کا حسن اس کے پردے میں چھپا ہوا ہے اگر آپ اس سے پردہ چھیننے کی کوشش کررہے ہیں تو اس سے بڑی حق تلفی اور ناانصافی کی چیز اور کیا ہوسکتی ہے اگر ٹھنڈے دل سے وہ سوچیں تو شاید ان کی سمجھ میں بھی یہ بات آجائے کہ ہم کو پردے کے خلاف آواز نہیں اُٹھانی چاہئے۔

پردے کے تعلق سے ایک نومسلم خاتون کا تأثر

برطانیہ کی ممتاز نومسلم خاتون اور صحافی ودنی رڈلی جو ۲۰۰۱ء میں رپورٹنگ کے سلسلے میں افغانستان گئی تھیں اور جنہیں قانونی بے ضابطگی کے سبب طالبان نے قید کر لیا تھا۔ طالبان کی قید میں اسلامی حسن سلوک کا ان کو زندگی بخش تجربہ ہوا اور انہوں نے ۲۰۰۳ء میں اسلام قبول کرلیا۔ رڈلی، لندن کے ''اسلام چینل ٹی وی'' کی پولیٹکل ایڈیٹر ہیں۔ وہ ایک مضمون میں لکھتی ہیں کہ ''آج دہشت گردی، انتہا پسندی اور تاریک خیالی کی مخالفت کے نام پر جو عالمی مہم اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف چلائی جارہی ہے وہ دراصل اسلام سے امریکی استعمار کی خوفزدگی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کئی طرح کی سازشوں میں ایک سازش یہ بھی ہے کہ اصل اسلام کی شکل کو مسخ کر کے اس کا ایک ایسا جدید ایڈیشن تیار کیا جائے جو اسلام مخالف نظریات بالخصوص مغربی کلچر کے

قابل قبول ہو۔انہوں نے دنیا بھر کی اپنی بہنوں سے کہا کہ وہ حجاب کا اہتمام ضرور کریں کہ اس میں مغرب کی بے راہ روتہذیب کیلئے پیغام ہے۔اہل مغرب اسکارف کی مخالفت جتنی کریں اس سے زیادہ شدت سے ہمیں اسے اختیار کرنا چاہیئے''۔

فرانس کے صدر اگر سمجھتے ہیں کہ برقعہ پر پابندی عائد کردینے سے مسلم عورتیں ان کی آوارہ تہذیب اختیار کرنے پر مجبور ہوں گی یا جس تیز رفتاری سے اسلام ان کے ملک میں بھی پھیل اور بڑھ رہا ہے اس میں ٹھہراؤ پیدا ہوجائے گا تو یہ ان کی خام خیالی ہے بلکہ اس جارحانہ طرز عمل کا الٹا اثر ہوگا اور اسلام کے سیلاب کو برقعہ اور داڑھی پر پابندی سے نہیں روکا جاسکے گا۔

اسلام ایک سچا اور برحق مذہب

بلکہ مزید اسلام ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا صدر سرکوزی سے پہلے بھی بہت سے لوگ آئے اور اسلام کے خلاف آواز اٹھائی مگر پانی کے بلبلوں کی طرح ان کی آواز میں کوئی دم نہیں تھا اور نتیجہ یہ ہوا کہ خود اسی ملک کے باشندوں نے ہی اس آواز کو مٹی کے نیچے دفن کردیا اور خود وہ اپنی موت آپ مرگئے کیوں کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے یہ اللہ کا دیا ہوا پیغام ہے جو رہتی دنیا تک کیلئے ہے اور تمام انسانوں کو ان کی پیدائش سے لے کر وفات تک رہنے سہنے اور مرنے جینے کے تمام اصول وقواعد مقرر کردئے ہیں اور خدا سے ملنے کیلئے اصول وضوابط مقرر کردیا ہے آدمی ان اصول پر چل کر زندگی کا حقیقی لطف حاصل کرسکتا ہے آج ساری دنیا سکون وراحت کیلئے حیران وپریشان ہے لیکن جس چیز میں اللہ نے سکون رکھا ہے اس کی طرف توجہ نہیں ہورہی ہے اگر کوئی صحیح معنوں میں انسان بن کر زندگی گذارنا چاہیئے تو اسے احکام اسلام پر ہی عمل پیرا ہونا پڑے گا اس کے بغیر سکون ہرگز نہیں مل سکتا ہے میں برقعہ کے تعلق سے عرض کررہا تھا۔

برقعہ پر پابندی حقوق انسانی کے خلاف

برقعہ پر پابندی نہ صرف مذہبی آزادی پر پابندی ہے بلکہ یہ اقوام متحدہ کے جاری کردہ حقوق انسانی کے بین الاقوامی قانون کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔وہ ضمانت دیتا ہے کہ دنیا کے ہر گوشے میں مذہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہب پر عقیدہ رکھنے اور اس کے ارکان پر عمل کرنے کی پوری آزادی ہوگی۔وہ تمام ممالک کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ اپنی سرزمین پر اس اصول کی خلاف ورزی نہ ہونے دیں۔فرانسیسی صدر نے ان بین الاقوامی قوانین کی پابندی کو یقینی بنانے کے بجائے خود ہی اپنی غلط پابندی سے بدترین خلاف ورزی کی ہے۔

سرکوزی کو اپنے ملک میں برہنگی کی آزادی مبارک ہو لیکن وہ ستر پوشی اور پردہ کی آزادی کا حق بھی تسلیم کریں۔فرانس کو پردے کے خلاف فیصلے کا کوئی اخلاقی اور قانونی حق نہیں ہے۔کیا وہ اب فرانس کے ساٹھ لاکھ مسلمانوں کو کھانے پینے اور شادی بیاہ اور لباس وپوشاک کے تعلق سے فرانسیسی کلچر کا پابند بنائیں گے اور سب کو ایک سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں گے؟

مسلمان اپنے کلچر وتہذیب میں کسی کے محتاج نہیں

دنیا کے کسی گوشہ میں آپ چلے جائیں ایک ہی ذہنیت ایک ہی مسلک اور ایک ہی مذہب کے تمام لوگ نہیں ملیں گے اور آج کل تو عموماً جمہوریت اور سیکولرزم ہی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے ہر شخص کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی مکمل آزادی ہے کسی کو مداخلت کرنا اس کے حق سے محروم کرنا ہے ہمارا اپنا کلچر ہے ہماری اپنی تہذیب ہے ہم اس میں کسی کے محتاج اور دست نگر نہیں ہم جس طرح چاہیں اس پر عمل

کر سکتے ہیں یہ ہماری مذہبی چیز ہے رہ گیا مسئلہ حکومت کا تو حکومت تو آنے جانے والی چیز ہے "وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ" اور یہ ایام ہیں جو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں ممکن ہے کہ حکومت وطاقت کی بنیاد پر اپنے حکم کو کسی پر لاگو کر دے لیکن پوری قوم اور پورے مذہب کی کسی ایک چیز کو بدلنا اور ختم کرنا آسان کام نہیں ہے تاتاریوں نے گویا اسلام کے مٹانے کا بیڑہ اپنے سر لے لیا تھا لیکن کیا اسلام مٹ گیا تھا؟ اس کا کوئی ایک قانون مٹا بلکہ اللہ رب العزت نے انھیں تاتاریوں سے دین اسلام کی وہ عظیم الشان کام لے لیا جس پر آج بھی اہل اسلام فخر کرتے ہیں لیکن اسی مغربی قوم نے سازش کے نتیجے میں پوری خلافت اسلامیہ کو تہس نہس کر کے مختلف ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا جس کا ہر ایک دردمند مسلمان رونا روتا ہے اگر مصطفیٰ کمال پاشا نے ذرا خیال کیا ہوتا تو خلافت اسلامیہ کا وجود ختم نہ ہوتا اور آج کے مختلف فتنوں کا سامنا کرنا نہ پڑتا اور فرانس میں یہ صورت حال پیدا نہ ہوتی۔

جیسا بیج ویسا پھل

بات دراصل یہ ہے کہ سرکوزی کی جس ماحول اور معاشرے میں تعلیم وتربیت اور پرورش وپرداخت ہوئی ہے وہ مذہبی اخلاق واقدار سے بعید ہے اس میں عفت وعصمت، شرم وحیا اور نسوانی امتیاز کا تصور مٹ گیا ہے، اس لیے ایسے لوگوں سے برقعہ اور حجاب کی توقع نہیں کی جاسکتی ان ہی لوگوں نے تو آزادی کے نام پر عورتوں کو اپنے نفس کو محکوم اور کنیز بنا رکھا ہے اور الزام عائد کرتے ہیں مذہب پر۔

سرکوزی نے برقعہ کو غلامی کی نشانی بتایا ہے اور عرب ملکوں پر حملہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ عربوں نے اپنی عورتوں کو غلام بنانے کے لیے برقعہ پہننے پر مجبور کیا۔ اس گھناؤنے ریمارک پر O.I.C.، عرب لیگ یا کسی عرب ملک کی طرف سے اس کے

خلاف ردِعمل کا اب تک اظہار نہیں ہوا، مسلم ممالک بھی خاموش ہیں، وہ کس منہ سے سرکوزی کی سرزنش کر سکتے ہیں جب کہ ان کی عورتوں نے خود عملاً پردہ ترک رکھا ہے اور اسے فرسودہ رواج اور روایت کی علامت سمجھ کر یہودی اور نصرانی عورتوں کی پیروی میں فخر محسوس کر رہی ہیں!!!

قصور اپنا بھی ہے

اگر ہم احکام اسلام پر عامل ہوتے تو آج دشمنان اسلام کو اس طرح کی حرکتوں کا موقع ہاتھ نہ آتا، آج غیر جو ہم پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور نئے نئے طریقے اپنا رہے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم خود ہی اسلام کا پاس ولحاظ نہیں کرتے ہیں آج اگر سروے کریں کہ کتنی خواتین پردہ کر رہی ہیں تو بمشکل بیس فیصد ایسی خواتین ملیں گی جو شرعی طور پردے اور برقعہ کا استعمال کرتی ہیں اور باقی اسی فیصد یا تو پردہ ہی نہیں کرتی ہیں یا اگر کرتی ہیں تو صرف ایک فیشن کے طور پر یا تو یہ ظاہر کرنے کے لئے ہم بھی مسلمان ہیں اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا کہ ایک زمانہ وہ آئے گا کہ عورتیں کپڑا پہنے ہوئے ہوں گی مگر پھر بھی ننگی ہوں گی یعنی ان کا لباس یا تو اتنا چست ہوگا کہ جسم کے اعضاء نمایاں ہوں گے یا اتنا باریک ہوگا کہ اس سے بدن ظاہر ہوں گے کیا آج ایسا نہیں ہو رہا ہے، کہ مسلم خواتین اپنی بچیوں کو باریک اور چست لباس پہناتی ہیں اور ایسا لباس کہ جس سے دونوں ہاتھ مکمل ننگے ہوتے ہیں ابھی لاڈ پیار میں پہناتی ہیں اس بنیاد پر کہ بچی فلاں جگہ غیروں کے طریقہ کو دیکھ کر آئی ہے اور آپ سے کہہ رہی تو آپ نے ویسا ہی لباس پہنا دیا لیکن اس میں غلطی تو آپ ہی کی ہے آخر آپ نے بچی کو ایسی جگہ پر کیوں بھیجا کہ جہاں کے لوگوں کے طور وطریق اسلامی نہیں ہیں ان کا رہن سہن اسلامی نہیں ہے آج تو یہ بچی ہے لیکن کل

جب جوان ہو جائے گی اور شرعی طور پر اس کے لئے پردہ لازم اور ضروری ہو جائے گا تو چوں کہ اس کی عادت غلط پڑ چکی ہے اس لئے ویسے ہی لباس کا وہ مطالبہ کرے گی اس وقت آپ کہیں گے کہ بچی بگڑ رہی ہے اور ہماری بات نہیں مانتی لیکن ذرا گریباں میں جھانک کر دیکھیں کہ اس بچی کو بگاڑنے والے کون ہیں اگر شروع ہی سے بچی کی دیکھ ریکھ کی جاتی، پردے کو لازم پکڑتے تو آج یہ نوبت کیوں آتی کسی فارسی شاعر نے کیسی اچھی بات کہی ہے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

معمار اور گھر بنانے والا جب پہلی ہی اینٹ غلط رکھ دے گا تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی خواہ وہ آسمان تک کیوں نہ بلند ہو جائے اس لئے بچوں کی تربیت جیسی کریں گے ویسے ہی وہ بچے آگے چل کر ہوں گے اگر اولاد کی صحیح تربیت نہیں کی گئی تو یہی اولاد کل قیامت کے دن ہمارا گریبان پکڑے گی اس وقت سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا لیکن اگر اولاد کی صحیح طور پر تربیت کریں گی تو کل یہی اولاد ہمیں نفع دے گی اسلئے ضروری ہے کہ بچوں اور بچیوں کی شروع ہی سے مکمل نگرانی کی جائے اور احکام اسلام کا پابند بنایا جائے تا کہ جب بڑے ہو جائیں تو سچے پکے مسلمان بن کر زندگی گذاریں اور اسلام کے داعی اور مجاہد بنیں اسلام کے خادم اور سپاہی بنیں اور پردے پر بطور خاص توجہ دیں کیوں کہ آج کل جتنی برائیاں پھیل رہی ہیں اور معاشرہ تباہی و بربادی کا شکار ہو رہا ہے اس کی ایک بڑی وجہ خواتین ہیں بے پردگی کا بڑھتا ہوا رجحان ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اَلنِّسَآءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ'' عورتیں شیطان کی جال ہیں شیطان عورت کے ذریعہ لوگوں کو پھانستا ہے اور گناہوں میں مبتلا کرتا ہے جب ایک عورت بن سنور کر نکلتی ہے تو شیطان تاک جھانک لگاتا ہے لیکن

جب عورت پردے کے ساتھ نکلتی ہے تو شیطان کو اس کا موقع نہیں ملتا اس لئے ہماری وہ مائیں اور بہنیں جو پردہ نہیں کرتیں ان سے بڑے ہی ادب واحترام کے ساتھ گذارش یہ ہے کہ وہ آج ہی سے پردے کا ضرور اہتمام کریں اور اپنے گھر کی دیگر خواتین کو بھی اس کا پابند بنائیں کہ بغیر پردے کے گھر سے باہر قدم بھی نہ رکھیں اللہ ہم سب کو احکام اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور بطور خاص پردے کا اہتمام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

شریعت کی نظر میں

مسلم عورتوں کا صبر وتحمل

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ . وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ . اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ، صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

اے ایمان والوصبر کرو اور ثابت قدم رہو اور کمر بستہ رہو (خدمت دین کے لئے) اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ۔

میری معزز ماؤں اور بہنو! آج کی اس عظیم الشان مجلس میں مسلم خواتین کے صبر وتحمل سے متعلق کچھ اہم معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں میں نے سورہ آل عمران کی آخری آیت تلاوت کی ہے اس میں نہایت ہی مختصر اور جامع الفاظ میں یہ بتایا جارہا ہے کہ صبر، ثابت قدمی دشمنوں کے لئے مقابلہ میں اور خدمت دین کے لئے کمر بستہ رہنا اور تقویٰ ان چاروں میں دنیا وآخرت کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔

صبر کے اصل معنی ہے نیک اعمال کرنے اور برے اعمال سے باز رہنے پر نفس کو پابند رکھنا، صابر کہتے ہیں دشمنوں کے پے در پے حملوں کے مقابلہ میں فولاد بن کر کھڑے رہنا اور رباط نفس کو نیت حسنہ پر آمادہ رکھنا اور جسم کو عبادت پر کار بند رکھنا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ انسان جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کمر بستہ رہے اور گھوڑا تیار رکھے اور نفس کو نماز کا خوگر بنائے اور تقویٰ کے معنی ہیں اپنے اندر اللہ کا ڈر اور خوف پیدا کرے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آدمی اعمال صالحہ کرے گا اور برائیوں سے اپنے کو بچائے گا جب کسی قوم یا فرد میں یہ صفات پائی جائیں تو رحمت الٰہی اور نصرت خداوندی اس کی پاسباں ہوتی ہے مشکلات کے پہاڑ از خود راستہ چھوڑ دیتے ہیں دنیا میں بھی عزت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی سرخرئی۔

خیر القرون کی خواتین صحابیات تابعیات اور تبع تابعیات میں یہ اوصاف بدرجہ اتم پائے جاتے تھے ان کے لئے رسول اکرم ﷺ کے اشارے پر مرمٹنا آسان تھا مگر یہ گوارہ نہ تھا کہ حضور ﷺ کی منشاء کے خلاف کوئی کام کریں مصیبتوں پر صبر نعمتوں پر شکر ان کا وصف خاص تھا ہر حال میں اللہ ورسول کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے والی تھیں آج ان کی سیرت پڑھ کر اپنے اوپر افسوس ہوتا ہے کہ آخر ہم بھی تو امت محمدیہ ہی میں سے ہیں لیکن بات بات پر ناشکری ہمارا شیوہ ہے۔

مصیبت کے وقت صبر وشکر ضروری

انسان پر مختلف حالتیں آتی ہیں، کبھی وہ اپنی کامیابی پر خوش ہوتا ہے، کبھی مصیبتیں اس کو چور چور کر دیتی ہیں۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ مصیبت اور پریشانی میں لوگوں کے منہ سے بہت برے برے کلمے نکل جاتے ہیں۔ انسان بعض وقت مصیبت کے موقع پر ایسی ایسی بیہودہ باتیں زبان سے نکال دیتا ہے کہ اگر ان کے معنیٰ پر غور کریں تو وہ کلمے کفریہ ہوتے ہیں۔

مصیبتوں کے وقت انسان کا فرض ہے کہ وہ صبر اور شکر سے کام لے۔ کوئی کلمہ زبان سے ایسا نہ نکالے جس سے اللہ میاں ناراض ہوں۔ بہت جگہ دیکھا گیا ہے کہ جب کسی کا کوئی عزیز مرتا ہے یا کسی رشتے دار کا انتقال ہوتا ہے تو اس گھر کی عورتیں اپنے کپڑے پھاڑ لیتی ہیں۔ اپنے بالوں کو نوچتی ہیں۔ اپنی چھاتی کوٹتی ہیں اور بعض دفعہ تو یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ ان کی زبان سے سخت گستاخانہ باتیں نکلتی ہیں، مہینوں مردے کی قبر پر جا کر روتی پیٹتی ہیں۔ قرآن شریف میں ہے۔

مسلمانو! تم کو کسی طرح کی مشکل پیش آئے تو اس کے مقابلے کیلئے ضرور نماز سے مدد لو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

حضرت رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ جب کسی کا بچہ مرتا ہے تو اللہ میاں فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ تم نے میرے بندے کی روح قبض کی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: ہاں، اس کے باپ کے دل کی خوشی کو چھین لیا۔ فرشتے کہتے ہیں: ہاں، پھر اللہ میاں پوچھتے ہیں کہ میرے بندے نے یعنی اس بچے کے باپ نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس بندے نے آپ کی تعریف کی اور ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا۔ ''ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں''

پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم گواہ رہو میں نے اس بچے کے والدین کی مغفرت فرمادی۔ اللہ اکبر!

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے بین کرنے والے مرد اور بین کرنے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

چیخ وپکار جاہلیت کی علامت

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول پاک ﷺ ایک قبر سے گزرے دیکھا کہ ایک عورت قبر کے پاس بیٹھی ہوئی رو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔ اس عورت نے کہا جاؤ تم پر میری جیسی مصیبت نہیں پڑی۔ جب حضرت رسول پاک ﷺ تشریف لے گئے تو لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ رسولِ پاک ﷺ تھے۔ دوڑی ہوئی دربار میں حاضر ہوئی اور کہا میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ صبر کا ثواب مصیبت کے شروع ہی میں ہے۔

صحابیات رضی اللہ عنہن بڑی بڑی مصیبتوں پر صبر کرتی تھیں اور ایک بول بھی شریعت کے خلاف ان کی زبان سے نہ نکلتا تھا۔ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتیں اور صبر وشکر کے ثواب کو ہاتھ سے نہ جانے دیتی تھیں۔

صبر کے نمونے

بی بی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے لڑکے کو جب مصر میں شہید کر دیا گیا اور ظالموں نے ان کی نعش کی بے حرمتی کی تو اس سے زیادہ تکلیف دینے والی خبر بی بی اسماء رضی اللہ عنہا کے لئے اور کیا ہو سکتی تھی، مگر انہوں نے اس خبر کو صبر اور شکر کے ساتھ سنا اور جانماز بچھا

کر نماز میں مشغول ہو گئیں۔ اُحد کی لڑائی میں رسول پاک ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ کافروں نے ان کی لاش کے ساتھ برا سلوک کیا۔ ناک اور کان کاٹ ڈالے آنکھیں نکال لیں۔ جگر کو نکال کر چبایا۔ ان کی بہن بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا بھائی کی میت پر آرہی تھیں، رسول پاک ﷺ نے ان کو آتا دیکھ کر حضرت زبیر سے فرمایا دیکھو صفیہ رضی اللہ عنہا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش دیکھنے نہ پائیں کیوں کہ لاش کی حالت ایسی تھی جس سے اندیشہ تھا کہ اسے دیکھ کر وہ ضبط نہ کر سکیں گی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فوراً ہی بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے ان سے کہا کہ رسول پاک ﷺ تم کو واپس جانے کا حکم دیتے ہیں......... بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں جانتی ہوں کہ میرے بھائی کے ناک کان کاٹ لئے گئے اور لاش کی بے حرمتی کی گئی۔ خدا جانتا ہے مجھے پسند نہیں مگر پھر بھی اللہ نے چاہا تو میں ضبط سے کام لوں گی۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کا یہ جواب رسول پاک ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کر دیا۔ یہ سن کر بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا کو لاش پر آنے کی اجازت دے دی۔ بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا وہاں پہنچیں تو بھائی کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھا مگر سوائے اِنَّــا لِلّٰــهِ وَاِنَّــا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اور بخشش کی دعا کے ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکلا۔

احد کی لڑائی سے جب رسول پاک ﷺ واپس لوٹے تو سب صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے عزیزوں اور رشتے داروں کا حال پوچھنے کے لئے آئیں۔ ان میں بی بی حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش بھی تھیں۔ حضرت رسول پاک ﷺ نے ان سے فرمایا۔ اے حمنہ رضی اللہ عنہا تمہارے بھائی عبداللہ شہید ہوئے صبر کرو۔ انہوں نے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور ان کی بخشش کے لئے دعا کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے حمنہ رضی اللہ عنہا تمہارے ماموں حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ ان پر بھی صبر کرو، اس پر بھی انہوں نے اِنَّــا لِلّٰــهِ وَاِنَّــا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور چپ ہو گئیں۔

مسلم عورتوں کی بہادری

انسان کی اچھی عادتوں میں بہادری اور دلیری ایک بہت بڑا وصف ہے۔ اگر یہ وصف انسان میں نہ ہو تو سب عادتیں اس کے سامنے کمزور ہیں، اس عادت کا اثر تمام اچھی عادتوں پر پڑتا ہے۔ اور دلیری اور بہادری کا اثر اولاد پر بھی ہوتا ہے۔ لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں میں بھی اس وصف کا ہونا لازمی ہے۔ ماؤں کو چاہئے کہ وہ بچپن ہی سے بچوں کے دل کو بڑھائیں۔

حضرت رسول پاک ﷺ کے ایک بہت مشہور صحابی حضرت ہیں زبیر رضی اللہ عنہ بچپن میں ان کی کسی سے تکرار ہو گئی۔ اس نے بچہ جان کر ان کو دبانا چاہا، مگر انہوں نے ایسا ہاتھ جڑا کہ جوان کا ہاتھ ہی ٹوٹ گیا، وہ فریاد لے کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی ماں کے پاس پہنچا۔ ماں نے سب سے پہلے یہ فرمایا کہ تم نے زبیر کو کیسا پایا بزدل یا بہادر؟

خندق کی لڑائی میں حضرت رسول پاک ﷺ نے عورتوں کو ایک قلعے میں بھیج دیا تھا، اور ان کی حفاظت کے لئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تھا، اس قلعہ میں سب عورتیں ہی عورتیں تھیں۔ یہودی نے یہ دیکھ کر کہ سب مرد رسول پاک ﷺ کے ساتھ ہیں، قلعے پر حملہ کرنا چاہا، اس ارادے سے ایک یہودی قلعہ کے پھاٹک تک پہنچ گیا، اور قلعہ پر حملہ کرنے کا موقع تاک ہی رہا تھا کہ بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس کو دیکھ لیا۔ چوں کہ وہ بہادر اور سمجھ دار تھیں۔ فوراً حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جا کر اس کو قتل کر دو ورنہ یہ دشمنوں میں جا کر مخبری کرے گا، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ایک روگ تھا جس کی وجہ سے لڑائی کی طرف رُخ بھی نہ کر سکتے تھے۔

انہوں نے کہا کہ اگر میں اس کام کا ہوتا تو آج عورتوں کے ساتھ کیوں ہوتا۔ بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا نے خیمہ کی ایک چوب اٹھا کر یہودی کے سر پر اس زور سے

ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ زندہ نہ رہ سکا۔ جب وہاں سے پلٹیں تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جاؤ ہتھیار کھول لاؤ، وہ بولے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ خیر اتنا تو کرو کہ اس کا سر کاٹ کر قلعے کے نیچے پھینک دو، لیکن انہوں نے اس سے بھی انکار کیا۔ آخر بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا ہی نے اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دیا جس سے یہودی یہ سمجھے کہ قلعہ میں کچھ لوگ موجود ہیں۔ پھر انہوں نے قلعہ پر حملہ کرنے کی ہمت نہ کی۔

صحابیات کی شجاعت

بی بی ام عمارہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اُحد کی لڑائی میں جب کافر، رسول اکرم ﷺ کی طرف بڑھے تو میں اُن کے حملے کو ڈھال سے روکتی تھی اور میں نے اس وقت ترکیب نکالی تھی کہ جب کوئی سوار حضرت رسول پاک ﷺ پر حملہ کرتا تو میں اس کو روکتی۔ جب وہ پلٹتا تو اس کے گھوڑے کے آگے بڑھتے ہی پیچھے سے تلوار اس زور سے مارتی کہ اس کے گھوڑے کے پاؤں کٹ جاتے اور گھوڑا سوار سمیت زمین پر گر پڑتا۔ حضرت رسول پاک ﷺ یہ دیکھ کر میرے بیٹے کو آواز دیتے اور میری مدد کے لئے بھیجتے، پھر میں اور وہ اس کو ختم کر دیتے۔

بی بی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا، سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کی حکومت کا زمانہ تھا۔ مدینہ منورہ میں سخت غدر مچا ہوا تھا۔ چوں کہ فساد کا دور دورہ تھا، چوریوں اور ڈکیتیوں کا زور تھا۔ اس لئے یہ ایک خنجر اپنے سرہانے رکھ کر سوتیں۔ لوگوں نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتی ہیں۔ بولیں جب کوئی چور آئے گا اور مجھ پر حملہ کرے گا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں ایک لشکر مسیلمہ کذاب کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ اس میں بی بی ام عمارہ رضی اللہ عنہا شامل تھیں۔ اس

لڑائی میں وہ بہت بہادری کے ساتھ لڑیں یہاں تک کہ بدن پر گیارہ زخم آئے اور ایک ہاتھ کٹ گیا۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا بدر اور اُحد کی لڑائی میں اس وقت جب گھمسان کی لڑائی ہوتی تھی، کاندھے پر مشک رکھے ہوئے زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

حنین کی لڑائی میں جب کافروں نے بہت زور شور سے حملہ کیا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ تلوار ہاتھ میں لئے کھڑی ہیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول پاک ﷺ سے کہا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا تلوار لئے کھڑی ہیں۔ حضرت رسول پاک ﷺ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا ارادہ ہے، بولیں اگر کوئی کافر میرے سامنے آئے گا تو اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔

عزیز بہنو! دشمنوں اور ظالموں کے سامنے تلواروں کی چھاؤں تلے حق بات کہنے سے نہ رُکنا اور موت کو سامنے کھڑا دیکھ کر بھی سچ بولنا اور اس پر جمے رہنا بہت بڑی دلیری ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت رسول پاک ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیے۔ حضرت رسول پاک ﷺ نے ان کو بہت سی نصیحتیں کیں، ان میں ایک نصیحت یہ کہ سچ بولو چاہے دوسروں کو بُرا ہی کیوں نہ معلوم ہو اور حق بات کہنے میں کسی کے بُرا بھلا کہنے کی پرواہ نہ کرو۔

سچ بولنا نیکی ہے

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ سچ بولنا ایک نیکی ہے اور نیکی آدمی کو جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ جھوٹ بولنا ایک برائی ہے اور برائی آدمی کو دوزخ میں ڈالتی ہے۔ مکہ میں بی بی اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر عبد الملک بن مروان بادشاہ کے حکم سے حجاج بن یوسف نے جو ایک بہت بڑا ظالم گزرا ہے چڑھائی کی۔ اس نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں

پر بڑے بڑے ظلم کیئے اور خدا کے گھر یعنی خانہ کعبہ کی بے حرمتی کی، اخیر میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا۔اس کے بعد حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ بی بی اسماء رضی اللہ عنہا کو بلایا، بی بی اسماء رضی اللہ عنہا نے جانے سے انکار کیا، پھر دوسری مرتبہ اس نے اپنے آدمی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ خیریت چاہتی ہو تو آجاؤ ورنہ اب جو آدمی بھیجا جائے گا وہ تم کو بال پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لائے گا۔

آپ نے پھر بھی یہی جواب دیا کہ میں نہیں جاسکتی۔تیسری مرتبہ خود حجاج بن یوسف بی بی اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا دیکھا میں نے خدا کے دشمن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔اس پر بی بی اسماء رضی اللہ عنہا بالکل بے خوف ہو کر حق بات کہنے سے نہ چوکیں اور فرمایا۔''تو نے ان کی دنیا بگاڑی اور انہوں نے تیری آخرت خراب کی اور ہاں تو جو میرے بیٹے کو''ذات النطاقین'' کا بیٹا کہہ کر طعنہ دیتا تھا بے شک میں نے حضرت رسول پاک ﷺ اور اپنے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کھانا نطاق ورومال سے باندھا تھا مگر میں نے حضرت رسول پاک ﷺ سے سُنا تھا کہ ثقیب کے قبیلے یا خاندان میں ایک بہت بڑا جھوٹا اور ایک ظالم ہوگا سو وہ تو ہے۔'' حجاج نے رسول اکرم ﷺ کی یہ حدیث سنی تو اُٹھ کر چلا گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ایک دن حجاج بن یوسف منبر پر بیٹھا ہوا تھا، بی بی اسماء رضی اللہ عنہا اپنی باندی کے ساتھ آئیں اور پوچھا امیر کہاں ہے؟ معلوم ہوا تو حجاج کے پاس گئیں۔وہ بی بی اسماء رضی اللہ عنہا کو دیکھتے ہی بولا کہ تمہارے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خدا کے گھر (خانہ کعبہ) میں بے دینی پھیلا رکھی تھی، خدا نے ان کو بڑا بھاری عذاب دیا۔بی بی اسماء رضی اللہ عنہا نے فوراً ہی جواب دیا کہ تو جھوٹ کہتا ہے میرا بیٹا پکا مسلمان دین دار اور راتوں میں عبادت کرنے والا اور بڑا پارسا تھا۔

صبر وتحمل اور اخلاق حسنہ کی پیکر خاتون

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا انتہائی زیرک اور ہوشیار خاتون تھیں جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو کئی مہینہ تک مسلمان مہاجرین کے یہاں کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی تو یہودیوں نے کہا کہ ہم نے جادو کر دیا ہے کہ مسلمانوں کے یہاں کوئی اولاد نہیں پیدا ہوگی پھر سب سے پہلے مہاجرین میں حضرت عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے تو مسلمانوں نے خوشی میں نعرہ بلند کیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بڑی ہی صبر وتحمل اور اخلاق حسنہ کی پیکر خاتون تھیں اللہ تعالیٰ تمام عورتوں کو بھی صحابیات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق بخشے۔آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

مغرب نے بنادیا عورتوں کو بکاؤ مال

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۔ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

”اور جب زندہ درگور کی گئی لڑکیوں کے بارے میں پوچھا جائے گا کس جرم میں ان کو قتل کیا گیا۔“

عزت مآب میری ماؤں اور بہنو! تاریخ کے مختلف ادوار میں صنف نازک پر جس قدر مظالم ڈھائے گئے وہ شاید کسی پر بھی نہیں ڈھائے گئے ہوں گے اللہ رب العزت نے مرد کی طرح عورت کو ذی روح ہی بنایا تھا لیکن افسوس کہ اس کے ساتھ برتاؤ مٹی کی بے جان مورتیوں کی طرح کیا جاتا تھا جوے میں داؤ پر لگایا جاتا تھا خاوند کی لاش کے ساتھ اس کو جلنا پڑتا تھا کہیں اسے تمام برائیوں کی جڑ اور انسان کی ساری بدبختیوں کا سرچشمہ یقین کیا جاتا تھا اور کہیں چوٹی کے نامور فلسفی اس کے انسان ہونے کو بھی مشکوک نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے اس کو کسی طرح کی ملکیت کے حقوق حاصل نہ تھے اسے ازدواجی بندھنوں میں مقید کرنے سے پہلے اس سے کوئی رائے لینے کا تصور تک نہ تھا بلکہ اس سے بھی بدتر حالات تھے جن میں صنف نازک گرفتار تھی جہاں کنبہ کے نصف افراد کی بے بسی کا یہ عالم ہو وہاں خوشی ومسرت کا گذر کہاں؟ عرب میں یہ رسم تھی کہ باپ اپنی بیٹی کو نہایت سنگدلی اور بے رحمی سے زندہ زمین میں گاڑ دیتا تھا بعض تو تنگدستی اور شادی بیاہ کے اخراجات کے خوف سے یہ کام کرتے تھے اور بعض کو یہ عار تھی کہ ہم اپنی بیٹی کسی کو دیں گے وہ ہمارا داماد کہلائے گا قرآن نے آگاہ کیا کہ ان مظلوم بچیوں کی نسبت بھی سوال ہوگا کہ کس گناہ پر ان کو قتل کیا تھا یہ مت سمجھنا کہ ہماری اولاد ہے اس میں ہم جو چاہیں تصرف کریں بلکہ اولاد ہونے کی وجہ سے جرم اور زیادہ سنگین ہوتا ہے۔

عورت آج بھی مظلوم

پہلے اگر لڑکیوں پر ظلم کیا جاتا تھا تو آج بھی کچھ کم ظلم نہیں کیا جاتا حمل کے وقت اگر یہ معلوم ہو جائے کہ لڑکی ہے تو میڈیکل چیک اپ کے ذریعہ یا دیگر آلات و ادویات کے ذریعہ رحم مادر ہی سے ختم کر دیا جاتا ہے اور پیدا ہونے کے بعد بعض دفعہ اس کو کوڑے دان اور نالوں میں لے جاکر ڈال دیا جاتا ہے اور اگر پرورش کرتے ہیں تو لڑکوں جیسی توجہ اس پر نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ احساس کمتری کا شکار رہتی ہے یہ تو حال ہے اکثر ممالک کا مگر مغربی ممالک اس سے بھی چند قدم آگے عورتوں کو صرف اور

صرف شہوانی تکمیل کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اسلام سے قبل جتنی خرابیاں تھیں وہ ساری کی ساری پھر درآئیں بلکہ ان سے بھی کہیں زیادہ ہیں صرف طریقہ میں فرق ہے آج ترقی وارتقاء کے نام پر عورتوں کا جس طرح استحصال کیا جارہا ہے اوراس کی عفت وعصمت تارتار ہورہی ہے اوراس کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا ہے وہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ مغرب کی مادی ترقیوں کی چکاچوندھ اور طاقت کے زور سے ہم مرعوب ہوکراس قابل بھی نہ رہے کہ اس کے اسباب عرج اوراسباب تنزل میں کچھ فرق کرتے، اورکم ازکم اس کے ان طریقوں کو تو نہ اپناتے جو ہمارے دین وایمان کو خاکستر کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری دنیا برباد کرکے عبرت کا نمونہ بنادینگے۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

مغرب نے اپنے دین ومذہب سے بیزار ہوکر اپنی شہوت رانیوں کے ہاتھوں حیاوعفت کی چادروں کو تارتار کیا تو مشرق کے مردانِ مغرب نے شیخ کے نقش قدم پر اس کوچے میں بھی قدم رکھ دیئے اوراب صورت یہ ہے کہ مغرب خوداس آگ میں جھلس رہاہے، آگ کی لپٹیں خوداس کے وجود کو لپیٹ میں لیتی جارہی ہیں، مگراپنی خود فریبی میں ایسامست ہے کہ اس کواحساس ہی نہیں ہورہاہے کہ وہ کس بری طرح جھلستا جارہاہے، طرہ یہ ہے کہ اس کواس پر بھی اصرار ہے کہ وہ اپنے سارے مریدوں کو ’’شیطانی راستے‘‘ کے یہ مرحلے بھی ضرور طے کروائے گا۔

مغرب کے پاس دعوت وابلاغ کے وسائل ہیں

اس نے ان کے ذریعہ انسان کے جذبات کواپیل کرکے بے حیائی کی اس دعوت کو دوآتشہ بنادیاہے، اب مشرق کے یہ ذہنی غلام جن کے پاس نہ کوئی آزاد فکر

ہے، نہ قوت انتخاب وتمیزاور نہ پرکھنے کی صلاحیت، یہ اس کے سامنے بالکل بے بس ہوگئے، پہلے اگر ذہنی غلامی اور مرعوبیت کے غلافوں میں ڈھکی ان کی عقلوں میں کوئی دریچہ آزادیٔ فکر ونظر کا تھا بھی تو اب اس جذبات انگیزی نے ان کو بالکل ہی پابجولاں بنادیا، اب اگر مغرب کی اس جنسی آزادی کو کسی درجہ میں وہ نامناسب خیال بھی کرتے ہیں تب بھی اپنے جذبات کے ہاتھوں مجبور ہوکر وہ کشاں کشاں ادھر کھنچے چلے جارہے ہیں بلکہ اب تو صورت یہ ہے مشرق کے وہ معاشرے جو مغرب کی اس بے راہ روی کو انسانی تمدن کے لئے سخت خطرناک اوراس کی بنیادوں کو ڈھادینے والا خیال کرتے ہیں وہ بھی اپنی عقلوں کی آزادی کے باوجود اپنے جذبات کے ہاتھوں مجبور ہوکر مغرب کی راہ پر چل نکلے ہیں۔

ان معاشروں میں ایک بہت بڑی تعداد مسلم عوام کی ہے، جواس طرزعمل کو علی وجہ البصیرت انسانی تمدن کے لئے سنگین خطرہ سمجھنے کے علاوہ اس کو اپنے دینی اصولوں کے خلاف بھی سمجھتے ہیں، اوراس پر آخرت کے شدید مواخذہ کا اندیشہ بھی رکھتے ہیں، مگر جذبات انگیزی کی موجیں ان کے قدم بھی اکھیڑ رہی ہیں۔

اخلاقی بے راہ روی کا نتیجہ

اخلاقی بے راہ روی جس کی ابتداء بے پردگی اور مردوزن کے آزادانہ اختلاط سے ہوتی ہے ہمارے لئے اصلاً تو اس لئے ناقابل قبول ہے کہ اللہ اور رسول نے اس سے سختی سے منع کیا ہے، اوراس کی پاداش میں قبراور آخرت کے دردناک عذاب سے ڈرایا ہے اوراس سے بچنے والے کیلئے دنیا کی برکتوں اور آخرت کے ایسے غیر معمولی ثواب کی خبر دی ہے جس کا انسان اپنی اس محدود قوت تخیل سے تصور نہیں کرسکتا۔ ایک سچے ایمان رکھنے والے بندے کے لئے پھر کوئی اور بات قابل غور رہنی ہی نہیں چاہئے

لیکن ہمارے ایمان کمزوری کے اس در پر پہنچ چکے ہیں کہ آخرت کی جواب دہی ہم کو کسی حد پر روک نہیں پا رہی ہے کم از کم اس معاملہ میں تو اب خود مغرب کا حال عبرت کا نمونہ بن چکا ہے، اب یہ بات کوئی پوشیدہ نہیں رہی، کہ مرد وزن کے آزادانہ اختلاط اور اخلاقی بے راہ روی سے معاشرہ میں کیا ٹوٹ پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور سکون کیسا عنقا ہوتا ہے۔

مغرب کے تعلق سے رسالہ ''المجتمع'' کی رپورٹ

المونڈ (ALMOND) نامی ایک فرنچ اخبار نے مغرب کی موجودہ صورت حال کو ''خاندانی نظام کا خاتمہ'' قرار دیا ہے، یعنی مغرب کا معاشرہ تہذیب وتمدن کے دائروں سے نکل کر اس جنگلی نظام زندگی میں داخل ہونے جا رہا ہے، جس میں جانور رہتے ہیں، انسانی معاشرے جو تہذیب وتمدن کی عمارتیں بناتے ہیں اس کی اساسی اینٹ خاندان کا ادارہ ہوتا ہے اگر وہ ختم ہو گیا تو معاشرت ہی ٹوٹ کر بکھر گئی۔ پھر انسانوں کی کسی قسم کی اجتماعی ہیئت نہیں بن سکتی۔

سوال یہ ہے کیا ہم بھی اسی انجام کے منتظر ہیں؟ کیا ہم کو بھی فطرت کی انھیں تعزیروں کا انتظار ہے جنھوں نے عبرت انگیز حد تک مغربی دنیا کا سکون غارت کر دیا ہے؟ ''نیشنل فرنچ انسٹی ٹیوٹ فار ڈیموگرافک ریسرچز'' کی ایک رپورٹ کے مطابق ہر دس جوڑوں کے مقابلہ میں نو ۹ر کسی سماجی یا دینی شادی کے بغیر ایک ساتھ رہتے ہیں۔ ۵۳ر فیصدی ولادتیں ایسے ہی جوڑوں کے یہاں ہوتی ہیں، اور ان میں سے ۲۵ر فیصد زندگی بھر باپ کے چہرے کو ترستے رہتے ہیں، فرانس میں تقریباً سالانہ سات لاکھ بچے پیدا ہوتے ہیں اور اس میں سے تقریباً دس ہزار بچوں کی ماؤں کی عمر دس سے تیرہ سال تک ہوتی ہے جو اپنے اسکول سے یہ ''تحفہ'' بھی ساتھ لاتی ہیں اور اس رپورٹ نے بجا طور پر فرنچ انتظامیہ کو اس تعداد پر قابو رکھنے اور اس کو دس ہزار تک

محدود رکھنے پر داد دی ہے کہ اس نے بچوں میں وسائل مانع حمل تقسیم کرکے اس پریشان کن صورت حال کو قابو میں رکھنے کی قابل ستائش کوشش کی، اس مقصد کے لئے اسکولوں میں خصوصی میڈیکل اسٹورس کھولے گئے۔ اور ان وسائل کے استعمال کی تربیت کیلئے نرسوں کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ (بحوالہ المجتمع، کویت، اشاعت ۲۳ر صفر ۱۴۲۱ھ)

گھر سے باہر نکلنے کا نتیجہ طلاق، بے حیائی اور عریانیت

اس افراتفری اور خاندانی سسٹم کے بکھراؤ کا کیا نتیجہ نکلا؟ طلاقوں کی شرح حیرتناک حد تک بڑھ رہی ہے، بچوں کی پرورش طلاق شدہ ماں باپ میں سے کسی ایک کے زیر سایہ ہو جائے تو بہت غنیمت سمجھا جاتا ہے اس لئے طلاق کے بعد ماں باپ بھی بچوں کو کسی کرائے کے ہوم میں چھوڑ دیتے ہیں۔ جو جوڑے شادی کرتے ہی نہیں ہیں ان میں تو کوئی قانونی بندھن ہوتا ہی نہیں، وہ تو جنگل کے جانوروں کی طرح بس موسم بہار میں ساتھ گذر کرتے ہیں اور جب جی میں آیا الگ ہو جاتے ہیں۔ (واضح رہے کہ ان کی شرح اوسطاً ۴۵ فیصد ہے) ان کے علاوہ جو ''رجعت پسند'' اپنے آپ کو شادی کے قانونی بندھن میں ''جکڑنے کی زحمت'' کرتے بھی ہیں ان میں بھی طلاق کی شرح اتنی ہے کہ عام حالات میں ناقابل تصور ہے۔

سویڈن جو یورپ کے چند انتہائی ترقی یافتہ ملکوں میں شمار ہوتا ہے اس میں ۶۵ فی صد طلاق ہو جاتی ہے، تہذیب حاضر کے معلم اکبر امریکہ میں یہ تناسب ۴۵ فیصد ہے، جرمنی میں ۳۵ فیصد، روس میں ۳۳ فیصد یہ جائزہ ایک بین الاقوامی سروے رپورٹ میں دیا گیا ہے، جرمن اخبار ''شتیرن'' کے مطابق اس جائزہ میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ فرانس میں طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورتیں دو تہائی گھر کے باہر کام کرتی ہیں۔ (مجلّہ ''البیان لندن شمارہ اپریل مئی ۲۰۰۰ء)

میاں بیوی کے افتراق وانتشار سے اولاد کا نقصان

اس افراتفری اور انتشار نے مغرب کی زندگی اجیرن کررکھی ہے، سکون واطمنان مفقود ہے۔مغرب کے انسان کے پاس کوئی نہیں جواس کے درد کا شریک اور غم کا ساجھی ہو۔ع

ہوس کی دھوم دھام ہے نگر نگر گلی گلی

ہر جگہ انسان بک رہے ہیں اس بے اطمنانی کی صورت حال نے نفسیاتی اور دماغی امراض اتنے عام کر رکھے ہیں، کہ ہر امریکی عمر میں ایک مرتبہ ضرور دماغی امراض کے ماہر کے پاس جاتا ہے۔جن معاشروں میں خاندان پانی کے بلبلوں کی طرح محض ہوا کی تحریک پر پیدا ہوتے اور ایک ہلکی سی حرکت سے تحلیل ہوجاتے ہوں ان میں بچوں اور عورتوں پر کیا گزرتی ہوگی بچے بچپن کی عمر میں ہی اپنے ماں باپ کی تربیت سے محروم اور ان کی توجہ اور شفقت کو ترستے رہتے ہیں، مردوزن کی ایک دوسرے سے بے وفائیاں گھر میں شدید تناؤ پیدا کئے رہتی ہیں۔اور اس کا انجام بالعموم علیحدگی اور طلاق پر ہوتا ہے اور اس چکی کے بیچ پستا ہے معصوم بچہ۔

۱۹۹۰ء میں امریکہ میں ۵۶۰۰ر بچے اپنی ماؤں کے ذہنی تناؤ کا نشانہ بنے اور اسپتال میں داخل کئے گئے، ان کی اکثریت معذور ہوگئی۔(البیان) طرز زندگی نے بے چاری عورت پر کیا کیا مظالم ڈھائے ہیں اس کی تفصیل بھی بڑی دل خراش ہے۔

عورت کے تعلق سے مغرب کی ذہنیت

مغرب نے عورت کو ایک بکاؤ مال بنادیا ہے، اس کی شخصیت (Personality) میں سوائے جنس کے اور کوئی چیز قابل توجہ نہیں بچی، مغربی وسائل ابلاغ میں عورت بس ایک

لذت اندوزی کے ذریعہ کے طور پر پیش کی گئی۔اس کا رول بس اپنے جسم کی نمائش اور ظالم مرد کی دماغی عیاشیوں کا سامان بننا ہے، مغرب نے عورت کو تہذیب کے نام پر بس یہی سکھایا ہے کہ وہ مردوں کو اپنی جانب مائل کرے، ہر تاجر اپنے سامان کے ساتھ عورت کی بھی تجارت کر رہا ہے، دوکانوں کے کاؤنٹر، اور ہوٹلوں کی خدمت سے لے کر آفسوں کی میزوں اور کمپنیوں کے اشتہاروں تک ہر جگہ عورت بیچی جارہی ہے، اسکے سہارے بلکہ اس کے حسن کے سہارے تجارت کی جارہی ہے اور اس طرح عورت بس کمانے کا ذریعہ ہے۔

اعلیٰ سے اعلیٰ معیار زندگی کے حصول کی دوڑ نے عورت کو بھی کسب معاش کی دوڑ میں لگا دیا، اور اس کے ساتھ ہی اس پر گھر کی ذمہ داریاں بھی باقی رہیں۔

ڈاکٹر کلین لیڈیز اسپتالوں کے ڈاکٹروں کی یونین کے صدر ہیں انھوں نے جرمنی میں ایک کانفرنس کے دوران انکشاف کی کہ گھر سے باہر کام کرنے والی عورتیں تقریباً ۱۴ فیصد دل اور اعصابی بیماریوں کا شکار ہیں، اور اس کا سبب وہ غیر فطری بوجھ ہے جو ان پر پڑتا ہے۔امریکہ میں ۴۷ فیصد، سویڈن میں ۶۵ فیصد اور جرمنی میں ۳۷ فیصد کام کرنے والی عورتیں دماغی اور نفسیاتی الجھن کا شکار ہیں، اور ان مارکٹوں میں تسکین بخش دواؤں میں سے ۷۶ فیصد عورتوں پر صرف کی جاتی ہیں۔(البیان)

اللہ ہمارا حامی وناصر ہے

اب سوال یہ ہے کہ ہم کدھر جارہے ہیں، اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ کی ہیجان انگیز تبلیغ نے مسلمانوں اور ایشیائی مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے، وہ بھی اسی طرز زندگی کو اپنانے لگے ہیں۔اس رجحان کو ایک عالمی حکمراں تہذیب سے بھی تقویت مل رہی ہے اور اس کے لئے نئی نئی پالیسیاں بنانے پر مجبور کر رہے ہیں۔

ان حالات میں ہمارے پاس مقابلے کے ہتھیار بہت کم رہ گئے ہیں، ذاتی عزم وارادہ اور قوت فیصلہ کی طاقت سے ہی ہم اس سیلاب میں بہنے سے بچ سکتے ہیں۔اس سلسلہ میں سب سے پہلا فیصلہ گھروں کی سطح پر لینا ہے، ہمارے گھروں کا ماحول گندے میڈیا، اخلاق تہذیب سے عاری اسکول، اور بگڑے ہوئے ماحول سے تیزی کے ساتھ متاثر ہو رہا ہے اور گھر کے بڑوں نے عموماً عملی طور پر شکست تسلیم کر لی ہے۔یہ وقت ہمارے امتحان اور آزمائش کا ہے اگر ہم بھی اسی تباہی کے کھڈ میں جا گریں جس میں مغرب گر رہا ہے تو اللہ ہی ہمارا حامی وناصر ہے۔

ملازمت کرنے سے پیسے مل سکتے ہیں محبت نہیں

قدرت نے عورت کے جسم اور اس کے اعضاء کو جس انداز پر بنایا ہے اس کی حالت اس بات کی متحمل نہیں کہ مرد جیسے کام انجام دے اسی لئے شریعت مطہرہ نے اس کو گھر کے اندر کی ذمہ داریاں سونپی ہیں اور گھر کے باہر کی ذمہ داریاں شوہر کو دی اگر یہ دونوں اپنے اپنے فرائض وواجبات کی انجام دہی مکمل طور سے کریں تو دونوں میاں بیوی بڑی سکون کی زندگی بسر کریں اور پیدا ہونے والی اولاد پرورش کے اچھے اثرات پڑیں۔اور جب سے عورت نے کسب معاش کے لئے چہار دیواری کے باہر قدم رکھا اور مرد اپنی ذمہ داری سے غافل ہوا تو گھر کا سکون غارت ہو گیا دونوں کی جیبیں ہمیشہ گرم ہیں مگر وہ محبت والفت جو میاں بیوی میں گھر کو خوشحال بنانے کے لئے ہونی چاہئے وہ ہرگز نہ رہی آج مغرب میں میاں بیوی میں محبت والفت اسی لئے عنقا ہے کہ عورت بھی خوب کما رہی ہے اس کو شوہر کی خدمت کرنے اور اس کے بچوں کی پرورش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہمارے ہندوستان میں بھی یہ چیزیں آہستہ آہستہ داخل ہوتی جارہی ہیں بلکہ نوجوان بچیاں تو مغرب کی ایک ایک چیز کی تقلید کرنے میں

فخر محسوس کر رہی ہیں خواہ اس سے ان کی عزت پر بٹہ لگے یا ان کی شریعت کی دھجیاں اڑیں معاشرہ اور خاندان برباد ہو والدین کی عزتیں نیلام ہو جائیں اس کی چنداں فکر نہیں ہے خدا ہم کو سمجھ دے اور مغرب کی تقلید سے ہماری حفاظت فرمائے خاص کر ہماری نوجوان بچیوں کی حفاظت فرمائے۔آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

جنسی بے راہ روی سے

امریکہ تباہی کے دہانے پر

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِّمَایَصْنَعُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

عزت مآب خواتین معلمات اورعزیز بہنو!

اس وقت جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنی نگاہیں پست کرلو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اسی طرح دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ۔ آج کل جنسی بے راہ روی پوری دنیا میں پھیل رہی ہے اس کا ایک بہت بڑا سبب عورتوں میں بے پردگی اور مردوں کی طرح سڑکوں بازاروں اور پارکوں اور کلبوں میں پھرنا اور مغربی ممالک خاص کر کے امریکہ اس راہ روی اور جنسی آوارگی کا منبع وسرچشمہ ہیں مساوات حقوق مرد وزن کے بلند و بانگ نعرے تو بہت لگا تا ہے مگر ترقی یافتہ امریکہ کا حال یہ ہے کہ عورتیں ظلم وستم کی چکی میں پس رہی ہیں اور عورت کے حقوق کے نام پر جو آزادی ان لوگوں نے دے رکھی ہے وہ عورتوں کیلئے بڑی ہی ذلت ورسوائی کی چیز ہے مذہب اسلام نے سیادت وقیادت کا حق مردوں کو عطا کیا ہے اور عورت کو گھریلو ذمہ داریاں سونپی ہیں۔

قبل از اسلام جاہلیت کے زمانے میں اگر عورتوں پر ظلم وستم کیا جاتا تھا تو آج جب کہ اسلام سے کافی بعد ہو گیا تو پھر عورتوں پر اسی طرح کا ظلم وستم ہونے لگا اس جنسی بے راہ روی کو ختم کرنے کی سب سے بڑی تدبیر یہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق اور پردے کے جو احکام بیان کئے ہیں ان پر عمل کیا جائے عورتوں کو کسب معاش کا مکلّف بنانا یہ سراسر ظلم ہے یہ صرف مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ کہیں سے بھی کما کر لائے اور عورت کے خرچہ کا انتظام کرے۔

آہ! جرائم کو بھی قانونی تحفظ؟

اسلام نے عورتوں کو ان کی عزت وناموس کی حفاظت کی خاطر یہاں تک حکم دیا ہے کہ اپنے مقام زینت کا اظہار نہ کریں اور نہ ہی غیر محرموں کے سامنے چہرہ کھول کر جائیں غیر محرم سے باتیں کرنا ان سے ہاتھ ملانا جس کو آج کی دنیا میں کوئی معیوب نہیں سمجھا جاتا اسلام نے اس کو حرام قرار دیا ہے حتی کہ عورتوں کیلئے یہ بھی جائز نہیں کہ اپنے پھوپھی زاد بھائی چچا زاد بھائی خالہ زاد بھائی اور دیگر بھائیوں کے سامنے آئیں اگر ان احکام پر عمل کیا جائے تو کیا آئے دن زنا وغیرہ کی ناگوار اور معاشرے کو پراگندہ کردینے والی صورت حال پیدا ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ امریکہ ویورپ میں تو آج زنا ور لواطت جو آپسی رضامندی سے ہو اسے کوئی گناہ ہی نہیں تصور کیا جاتا بلکہ اس طرح کے جرائم کو قانونی تحفظ دیا جارہا ہے۔

آج امریکہ نے دنیا کو تباہی وبربادی کے عمیق غار پر لا کھڑا کیا ہے اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے۔

رہبر ہی رہزن ہے

دنیا میں اس وقت امریکہ کو تہذیب اور تمدن کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے، تمدن کی حد تک تو بات سمجھ میں آتی ہے مگر تہذیب کا اس ملک اور یہاں کے باسیوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اس سلسلے میں دنیا کو امریکیت کے بخار میں سوچی سمجھی ذہنیت کے تحت مبتلا کیا گیا، پاکستان میں بھی کچھ ادارے اور شخصیات اس مشکل کام میں جٹے ہوئے ہیں جن کے نزدیک امریکی تہذیب انسانیت کی نجات دہندہ ہے مگر اصل حقائق اس سے بالکل مختلف ہیں، ان حقائق کو اگر غیر امریکی ذرائع اجاگر کریں تو شاید اسے امریکہ

دشمنی پر مبنی کہا جائے مگر جب خود امریکی عوام اپنی قاتل تہذیب کے مکروہ چہرہ سے پردہ اٹھانے لگیں تو اسے کیا کہا جائے گا؟ اس سلسلے میں امریکہ کے ہی اداروں کی مختلف رپورٹوں کے حوالے سے عرض کررہا ہوں کہ انسانیت کے لیے مہلک ترین یہ معاشرہ خود کس طرح اپنے ہی ملک کو کھا رہا ہے۔

امریکہ اخلاق سے گر چکا ہے

کولمبیا یونیورسٹی کے پروفیسر جوزف اے کیلفانو اپنی ایک رپورٹ میں انکشاف کرتے ہیں کہ: ''امریکہ جن اخلاقی اور معاشرتی بیماریوں میں آج مبتلا ہو چکا ہے اس کی مثال پہلے نہیں ملتی جس کی وجہ سے امریکہ تیزی کے ساتھ کھوکھلا ہورہا ہے اور یہ اندیشہ پیدا ہورہا ہے کہ یہ سپر طاقت اپنی ہی اخلاقی گراوٹ کی زد میں آکر تباہی سے دوچار ہوجائے گی''۔

ایک اور رپورٹ میں پروفیسر کیلفانو لکھتے ہیں:

امریکی تباہی میں اگر کسی عوامل نے سب سے زیادہ کردار ادا کیا تو شراب نوشی اور منشیات کا بے تحاشہ استعمال ہے یہی اصل برائی کی جڑ ہے، (اسلام میں ڈیڑھ ہزار سال پہلے اسے ام الخبائث قرار دیا گیا تھا)

کیلفانو کے مطابق انہوں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے طویل عرصے کی محنت کے بعد جو اعداد وشمار حاصل کئے اس کے مطابق: بھی سن لیجئے۔

امریکہ میں طوفانی شراب نوشی

امریکہ میں ٧٦ ملین امریکی باقاعدہ خاندان میں بیٹھ کر کثرت کے ساتھ شراب نوشی کرتے ہیں، ١١ملین امریکی دن میں ۵ مرتبہ سے زیادہ شراب نوشی کرتے

ہیں۔۶۱ملین امریکی سگریٹ کے ساتھ منشیات کا استعمال کرتے ہیں جب کہ ۷ملین سے زیادہ امریکی بغیر دھویں کی سگریٹ استعمال کرتے ہیں، اس میں سخت ترین منشیات استعمال کی جاتی ہے، ۳ملین سے زیادہ امریکی نشہ آور گولیاں کثرت سے استعمال کرتے ہیں ان لوگوں میں پہلے یہ رجحان پایا جاتا تھا کہ اس قسم کی ادویات کے استعمال سے نفسیاتی امرض کا علاج ممکن ہے مگر وقت گزرنے کے بعد انکشاف ہوتا ہے کہ انہیں ایک اور مرض لاحق ہو چکا ہے۔امریکیوں کی کثیر تعداد جو کئی ملین افراد پر مشتمل ہے باقاعدہ کوکین کا استعمال کرتی ہے جب کہ ایک ملین سے کچھ کم امریکی سونگھنے والے نشہ میں مبتلا ہیں، اس نشے کو امریکہ میں (PCP:LSD,) کہا جاتا ہے۔

بارہ سال سے کم عمر لڑکے نشہ کے عادی

ایک اور رپورٹ کے مطابق:

ایک اندازے کے مطابق نشہ کرنے والوں کی تعداد میں ۷۰ملین افراد ایسے ہیں جن کی عمریں بارہ سال سے کم ہیں، ۳۱ملین امریکی کوکین کی ایک ایسی ممنوعہ قسم کا استعمال کرتے ہیں جو انسانی زندگی کو تیزی کے ساتھ چاٹ جاتی ہے، ۱۹۸۳ء کی ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت ۵۳ملین امریکی اس خوفناک نشے کے عادی تھے۔

اس سلسلے میں یہ جان لینا ہی کافی ہے کہ امریکہ میں سالانہ ایک لاکھ سے زیادہ اموات صرف الکحل کے استعمال سے ہوتی ہیں امریکہ میں چالیس فیصد اموات سڑکوں پر نشے کی حالت میں ہوتی ہیں، جب کہ امریکہ اس ہلاکت خیز نشے کی بنیاد پر اپنی ''اقتصادیات'' مضبوط کر رہا ہے۔۱۹۹۵ء میں امریکہ نے صرف الکحل کے سلسلے میں ۱۵۰ارملین ڈالر کا منافع کمایا، ۱۹۹۳ء میں دیگر منشیات کی مد میں منافع کی شرح ۵۰بلین ڈالر تھی، یہ منافع صرف کوکین سے حاصل کیا گیا تھا ایک اندازے کے مطابق گذشتہ بارہ

سالوں کے دوران منشیات کا ۲۷۶ملین ڈالر امریکہ میں آیا جس میں سے بڑی منشیات کے استعمال سے باز رکھنے کے پروگراموں پر صرف کی گئی.........!ایک دعویٰ یہ بھی کیا جاتا ہے کہ نشے کی وجہ سے تباہ ہونے والے افراد کی صحت کے پروگراموں میں صرف ہونے والی رقم کا ۵۵فیصد فنڈ بھی منشیات ہی کی رقم سے ادا ہوتا ہے۔

۲۴ملین افراد نفسیاتی مریض

یہ صرف نشے کے اعداد و شمار ہیں اس کے بعد امریکیوں کی دماغی امراض کی تفصیل آتی ہے، گذشتہ بیس سالوں کی تحقیق کے بعد موجودہ دور کے جو اعداد و شمار سامنے آئے ہیں اس کے مطابق ۷.۱/۲۴.۲ملین امریکی نفسیاتی امراض میں مبتلا ہیں۔۱۸۸۹ء میں ۸.۷۱۴ملین امریکیوں کا اضافہ ہوا جن کے علاج پر ۳۲.۶بلین ڈالر صرف کئے گئے، شیزوفرینیا کے مریضوں پر ۳۲.۵بلین ڈالر صرف ہوئے، جب کہ دیگر دماغی امراض کے مریضوں پر مجموعی طور پر ۳۰.۴بلین ڈالر صرف ہوئے، اس سال کے آخر تک ۳۸.۴بلین ڈالر خرچ ہوں گے۔

اس وقت ۲۷ملین امریکی خود اپنے علاج کی غرض سے ڈاکٹروں کے پاس پہنچ جاتے ہیں جس سے ان پر سالانہ ۲۳.۹ملین ڈالر صرف ہوتے ہیں۔۲۸ملین امریکی ایسے ہیں جو ڈاکٹروں کے اخراجات اٹھانے سے قاصر ہیں، ان پر اٹھنے والے علاجوں کا تخمینہ ۱۸ملین ڈالر کے قریب ہے۔

ہر ۱۷منٹ میں ایک خودکشی

ان اعداد شمار کے علاوہ امریکہ میں خودکشی کے بڑھتے ہوئے رجحان نے اس معاشرے کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے، ایک رپورٹ کے مطابق ہر ۱۷منٹ

کے بعد امریکہ میں ایک خودکشی کی کوشش کی جاتی ہے۔ سالانہ دولاکھ امریکی خودکشی کی کوشش کرتے ہیں جن میں سے ۳۰؍ ہزار موت سے ہم کنار ہوجاتے ہیں جب کہ دیگر مغربی معاشرے میں یہ تعداد نصف کے قریب بتائی جاتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ہنگری، ڈنمارک، فن لینڈ اور سویڈن میں زیادہ تر لوگوں کی خودکشی کی وجوہات نشہ آور ادویات اور دیگر منشیات کے ساتھ ساتھ عائلی زندگی میں ناکامی بڑی وجہ ہے، بے لگام آزادی اس ملک کو تیزی کے ساتھ اندر سے کھا رہی ہے۔

تشدد اور قتل وغارت میں امریکی معاشرے کا دنیا میں کوئی اور ثانی نظر نہیں آتا، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں روزانہ ۶۵؍ افراد قتل ہوتے ہیں جب کہ چھ ہزار امریکی تشدد سے زخمی ہوتے ہیں، سالانہ قتل ہونے والوں کی تعداد ایک اندازے کے مطابق ۳۷۲۵؍ افراد پر مشتمل ہے جب کہ زخمی ہونے والوں کی تعداد ۲،۱۹۰،۰۰۰ ہے۔

ہر سال چار لاکھ لڑکیاں اسقاط حمل کراتی ہیں

اسقاط حمل کے بارے میں جو رپورٹ مرتب کی گئی ہے اس کے مطابق مانع حمل کی تمام تر سہولت ہونے کے باوجود ہر سال امریکہ میں ایک ملین لڑکیاں حاملہ ہوجاتی ہیں ان میں تین لاکھ ایسی لڑکیاں ہیں جن کی عمر پندرہ سال کے قریب ہوتی ہیں، چار لاکھ لڑکیاں اسقاط حمل کے دوران پیچیدہ بیماریوں کی زد میں آجاتی ہیں۔

جنسی بے راہ روی میں امریکہ دیگر ”شعبوں“ کی طرح صف اول پر ہے، جس کے یہاں کوئی قید نہیں، اس کی وجہ سے انسانوں کی خرید وفروخت بھی جاری ہے، ان میں سب سے زیادہ تعداد لڑکیوں کی ہے، یہ اعداد وشمار دنیا میں ان حلقوں کو حیرت زدہ کردینے کیلئے کافی ہیں جن کیلئے یہ اخلاقی تباہی سے معمور معاشرہ مثال بنا ہوا ہے۔

انسانیت کا جنازہ نکل چکا

ہم جنس پرستی نے یہاں رہی سہی انسانیت کا جنازہ نکال دیا ہے، تین مشہور امریکی ماہرین کنزی، جانسن اور ماسٹیر کی تحقیق کے مطابق تقریباً پچاس فیصد امریکی اپنی زندگی میں کم ازکم ایک مرتبہ لواطت کے عمل سے گزرتے ہیں، اس تعداد میں تشویش ناک حد تک تیزی کے ساتھ اضافہ ہورہا ہے جس کے مناظر اب کھلے عام امریکی سڑکوں پر دیکھے جاسکتے ہیں، انہی ذرائع کے مطابق مردوں کے علاوہ ۱.۵ ملین امریکی عورتیں اور لڑکیاں اس بدفعلی میں مبتلا ہیں۔

اس مقصد کیلئے امریکہ کی سڑکوں سے بے شمار لوگ تشدد کے ذریعے اغواء کئے جاتے ہیں ان میں عورتیں اور مرد مساوی طور پر شامل ہیں جن سے بدفعلی کرائی جاتی ہے، ایک رپورٹ کے مطابق ان کی تعداد بیس تا تئیس فیصد ہے حیرت کی بات ہے کہ جرائم دیہی علاقوں کے بجائے بڑے شہروں میں ہوتے ہیں۔

اس جنسی بے راہ روی نے انسانیت کے قاتل امریکی معاشرے میں بے شمار بیماریوں کو جنم دیا ہے، جن کے علاج پر ۱۹۹۰ء میں اخراجات کا تخمینہ ۱۴۷.۸ بلین ڈالر تھا۔ جب کہ اس لعنت کی وجہ سے لگنے والی جنسی بیماریوں سے متاثرہ امریکیوں کی تعداد ۵۶ ملین سے تجاوز کرچکی ہے۔

۱۹۹۳ء میں یہ تعداد ۳۱ ملین تھی، بعض امریکی ماہرین کے مطابق ۱۵.۳ ملین افراد میں ایسے جنسی امراض پائے گئے ہیں جو طب کی دنیا کیلئے ابھی نئے ہیں ان امراض کی تحقیق پر ۸.۴ بلین ڈالر کا تخمینہ آئے گا۔

ہر تین آدمیوں میں سے ایک ایڈس کا شکار

امریکہ میں آبادی کا تیسرا بڑا حصہ ایسے لڑکوں اور لڑکیوں پر مشتمل ہے جن کی عمریں پندرہ سال سے زیادہ نہیں ہیں، ان میں ۳۰۶۳۲، ایسے تھے جو ۱۹۹۰ء کے آخر میں ایڈس کے وائرس سے متأثر تھے، اس وقت یہ وائرس زیادہ تر ۴۴۔۴۵ سال کی عمر کے افراد میں سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ (روزنامہ منصف حیدرآباد ۱۶/جنوری ۲۰۰۹ء)

جب شادیاں کثرت سے اور کم خرچ میں ہوں گی تو گناہ کم ہوں گے اور جب شادی کی عمر ہونے کے بعد بھی والدین کی توجہ شادی کی طرف نہیں ہوگی تو جوان لڑکے اور لڑکیاں گناہ کی طرف مائل ہوں گے پھر اس سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوں گی جب گناہ زیادہ ہوں گے تو بھوک مری فاقہ کشی ذلت وافلاس اور اللہ کا عذاب مختلف بیماریوں کی شکل میں مسلسل آتا رہے گا اللہ تعالیٰ ہمیں احکام اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

میدان جہاد میں

مسلم بہادر خواتین کی قربانیاں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اور سر توڑ کوشش کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس طرح کوشش کرنے کا حق ہے“۔

جلسہ میں شریک میری ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ جس سے چاہیں اپنے دین کی خدمت لے لیں اس میں مرد وعورت حتی کہ مسلم کی بھی کوئی تخصیص نہیں اللہ رب العزت نے غیروں سے بھی اپنے دین کا کام لیا ہے اللہ کے دین کی اگر ہم خدمت کررہے ہیں تو اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہم سے یہ کام لے لیا ورنہ ہم کہاں اس لائق تھے کہ اللہ کے دین کی خدمت انجام دے سکیں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔ ؎

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت بدشتت

یہ احسان مت جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کررہا ہے بلکہ اس کا احسان سمجھ کہ اس نے تجھے اپنی خدمت کے واسطے رکھ لیا۔ جس طرح دین کی خاطر مردوں نے قربانیاں دی ہیں اسی طرح عورتوں نے بھی دین اسلام کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کردیا ہے آج انھیں برگزیدہ خواتین میں سے چند شخصیات کا تذکرہ کروں گا لیکن قبل اس کے کہ میں ان خواتین کا تذکرہ کروں جہاد سے متعلق بھی کچھ باتیں گوش گذار کردینا چاہتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ“ اللہ کے راستہ میں اس طرح جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے لفظ جہاد کے کیا معنی ہیں جہاد کی تشریح کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں ”اَلْجِهَادُ وَالْمُجَاهَدَةُ اِسْتِفْرَاغُ الْوُسْعِ فِیْ مُدَافَعَةِ الْعَدُوِّ“۔ دشمن کا مقابلہ کرنے میں ہر امکانی قوت صرف کردینے کو جہاد اور مجاہدہ کہتے ہیں پھر لکھتے ہیں جہاد کی تین قسمیں ہیں مجاہدۃ العدو الظاہر۔(۱) ظاہری دشمن سے جہاد۔(۲) مجاہدۃ الشیطان شیطان سے جہاد۔(۳) مجاہدۃ النفس اور اپنے نفس کے خلاف جہاد۔ اس آیت کریمہ میں تینوں

قسم کے جہاد داخل ہیں۔ ”جَاهِدُوْا اَهْوَاءَكُمْ كَمَا تُجَاهِدُوْنَ اَعْدَاءَكُمْ“ اپنے ظاہری دشمن سے تم جس طرح جہاد کرتے ہو اسی طرح اپنی نفسانی خواہش کے خلاف بھی جہاد کرو آخر میں لکھتے ہیں کہ جہاد ہاتھ سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ”جَاهِدُوا الْكُفَّارَ بِاَيْدِيْكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ“ کفار کا مقابلہ زور بازو کے ساتھ بھی کرو اور زبان سے بھی گویا دشمن کے مقابلہ میں سردھڑ کی بازی لگا دینا جہاد کے مفہوم میں داخل ہے، امکانی وسائل مہیا کرنے میں جنگی تدابیر میں صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنے میں اگر کسی قسم کی غفلت برتی جائے گی تو گویا ایسی ادھوری کوشش کو قرآنی اصطلاح میں جہاد کا نام دینا زیادتی ہوگی جاھدوا کا یہ معنی ذہن نشین کرنے کے بعد یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ تمہاری یہ ساری تگ ودو یہ عدیم النظیر جانثاری اور فدائیت یہ بے مثال صبر واستقامت کسی ذاتی یا دنیوی مقاصد کی تکمیل کیلئے نہ ہو۔ بلکہ صرف اللہ کے نام کو بلند کرنے کیلئے ہو یہی وہ خصوصیت ہے جس کے باعث امت مسلمہ کی جنگ دوسری قوموں کی جنگوں سے غایت ومقصود کے اعتبار سے بالکل ممتاز ہوجاتی ہے۔

خواتین کی شجاعت و دلیری صفحۂ تاریخ پر عیاں ہے

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کو روز اول سے ہی مختلف چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا۔ طاغوتی طاقتیں اسلام اور اہل اسلام سے ٹکراتی رہی ہیں یہاں تک کہ مسلمانوں کو اپنے آبائی وطن مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کیلئے مجبور ہونا پڑا لیکن دشمنان اسلام نے وہاں بھی انہیں چین وسکون کی سانس لینے نہیں دیا۔ مکہ اور اس کے اطراف کے لوگوں نے انہیں برسرپیکار ہونے پر مجبور کردیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے جانباز صحابۂ کرام کو متعدد محاذوں کا سامنا کرنا پڑا اور ان

محاذوں میں جہاں مجاہدین اسلام نے حصہ لیا وہیں خواتین اسلام نے بھی اپنی شجاعت ودلیری اور بے باکی کا مظاہرہ کیا جن کے اسماء گرامی تاریخ کے صفحات پر روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

خواتین اسلام کی جنگی خدمات

ان چند خواتین اسلام کا مختصر تعارف عرض کرتا ہوں جنہوں نے پورے جوش وولولہ اور ایمانی جذبے کے ساتھ اسلامی محاذ پر مردوں کے ساتھ شانہ بہ شانہ شرکت کی، تاکہ آج کے اس دور کی خواتین اسلام کے اندر بھی وہ غیرت پیدا ہو اور اپنے اندر ایسی ہی جرأت وہمت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اس دور اولیں کی خواتین اسلام نے جنگی محاذ پر جو کارنامے انجام دیئے ہیں وہ مختصراً یہ ہیں:

۱۔زخمیوں کو پانی پلانا، ان کی مرہم پٹی کرنا اور دیگر طبی خدمات انجام دینا۔

۲۔لشکر کے لئے کھانے پینے کا انتظام کرنا۔۳۔شہداء کے لئے قبریں کھودنا اور زخمی سپاہیوں کو میدان جنگ سے اٹھا کر لانا۔۴۔زخمی مجاہدین کی ہر طرح سے خدمت انجام دینا۔۵۔موقع اور ضرورت کے پیش نظر مجاہدین اسلام کی ہمت افزائی کرنا ان کے اندر جرأت وہمت جوش وخروش اور بے باکی پیدا کرنا، ان کے ایمان کے جذبے کو ابھارنا نیز ان کا تعاون کرنا۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے حیرت انگیز کارنامے

جن خواتین اسلام نے اپنے دین کی سربلندی کے لئے شجاعت وبہادری کے نادر نمونے تاریخ کے صفحات پر نقش کیے ہیں ان کی فہرست بڑی طویل ہے۔انہیں میں

سے ایک حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کا مختصر تعارف یہ ہے: نام نسیبہ ہے لیکن یہ تاریخ میں کنیت ہی سے مشہور ومعروف ہوئیں، یہ کعب کی صاحبزادی تھیں۔ہجرت نبوی سے تقریباً چالیس سال قبل مدینہ میں پیدا ہوئیں، ان کا تعلق بنونجار سے جاملتا ہے۔سلسلہ نسب یوں ہے۔نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن غنم بن مازن بن نجار۔حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا دو خصوصیات کی حامل تھیں ایک تو انصاریہ تھیں دوسرے قبول اسلام کے اعتبار سے اولین مسلمانوں میں شامل تھیں، ہجرت نبوی کے تیسرے سال جب معرکۂ اُحد پیش آیا تو اس جنگ میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا بھی شریک ہوئیں اور شجاعت ودلیری جاں بازی وجاں فروشی، بلند ہمتی اور ثابت قدمی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ تاریخ نے انہیں خاتونِ احد کے نام سے یاد کیا۔جنگ احد میں مسلمان جب فتح کی طرف گامزن تھے، ام عمارہ رضی اللہ عنہا دوسری صحابیات کے ساتھ مشکیزے میں پانی بھر کر مجاہدین کو سیراب کر رہی تھیں، لیکن صرف ایک غلطی کی بنیاد پر جب جنگ کی کایا پلٹ گئی اور مجاہدین منتشر ہوگئے تو مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی، مسلمان بدحواس ہوگئے اور مغلوب ہونے لگے اس درمیان اللہ کے رسول کے ساتھ صرف چند جاں نثار صحابۂ کرام باقی رہ گئے تھے۔یہ حالت دیکھ کر حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے نہ رہا گیا انہوں نے مشکیزہ پھینک کر تلوار سنبھال لی اور اللہ کے رسول کے پاس پہنچ کر سینہ سپر ہوگئیں۔

ام عمارہ کی شجاعت

کفار جب اللہ کے رسول ﷺ کی طرف بڑھے تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا ثابت قدم صحابۂ کرام کے ساتھ تیر وتلوار کو اپنے جسم مبارک سے روکنے لگیں۔ایک کافر نے جب ان کے پاس آکر سر پر وار کیا تو ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے اپنی تلوار سے دفاع کیا اور اس کے گھوڑے کے پاؤں پر ایسا وار کیا کہ گھوڑا مع سوار زمین پر گر پڑا، اس

کے بعد ان کے لخت جگر عبداللہ نے اس کافر کا کام تمام کر دیا۔ اور اسی وقت ایک دوسرا کافر آیا اور حضرت عبداللہ کے بایاں بازوں کو زخمی کر دیا، حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے اپنے زخمی بیٹے کو دیکھ کر فرمایا، جاؤ، جہاں تک جسم میں جان باقی رہے لڑتے رہو، جب اللہ کے رسول ﷺ نے ان کا جذبۂ جاں نثاری وجاں فروشی دیکھا تو فرمایا: ''من تطیق تطقین یا ام عمارہ '' پھر وہی کافر پلٹ کر دوسری بار حملہ آور ہوا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا یہ وہی بد بخت ہے جس نے عبداللہ کو زخمی کیا تھا، حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر اس کافر پر اس طرح جھپٹیں کہ کافر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا یہ دیکھ کر اللہ کے نبی مسکرانے لگے اور فرمایا تو نے اپنے بیٹے کے خون کا بدلہ لے لیا۔

دوران جنگ ابن قمیہ نامی ایک کافر نے حضور ﷺ پر حملہ کیا آپ مغفر میں ملبوس تھے اس وجہ سے تلوار آپ کے مغفر پر لگی اور دو کڑیاں ٹوٹ کر رخسار مبارک میں گھس گئیں جس سے خون کے دھارے پھوٹ پڑے، ام عمارہ رضی اللہ عنہا بے تاب ہو گئیں آگے بڑھ کر اس کو روکا اس نے بھی جوابی کاروائی کرتے ہوئے وار کیا جس سے ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر شدید زخم آیا اللہ کے رسول ﷺ نے خود ان کے زخم پر پٹی بندھوائی اور کئی بہادر صحابیوں کا نام لے کر فرمایا کہ آج ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے ان سب سے زیادہ بہادری دکھائی ہے۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میرماں باپ آپ پر قربان ہوں میرے لئے دعا فرمادیجئے کہ جنت میں مجھے آپ کی معیت نصیب ہو چنانچہ نبی کریم ﷺ نے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ بآواز بلند یہ دعا فرمائی: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمْ رُفَقَائِیْ فِی الْجَنَّۃِ''۔

جنگ یمامہ میں شرکت

اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدعی نبوت مسلمہ کذاب سے یمامہ کے مقام پر جب زبردست لڑائی ہوئی تو اس میں بھی حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا

شریک تھیں اس کے علاوہ اور بھی بہت سے غزوات میں شریک ہوئیں یہاں تک کہ دیگر روایات کے مطابق فتح مکہ میں بھی انہیں شرکت کا شرف حاصل ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں ان کی بہادری اور دلیری کے کارنامے بھرے پڑے ہیں۔

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا

انہیں بہادر خواتین میں سے ایک دوسری حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا ہیں ان کا سلسلۂ نسب اس طرح سے ہے: ام حکیم بنت ولید بن مغیرہ۔ ماں کا نام فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ تھا جو حضرت خالد کی ہمشیرہ تھیں، شروع میں ان کی شادی عکرمہ بن ابو جہل سے ہوئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ جنادین میں شوہر کے شہید ہو جانے کے بعد حضرت خالد بن سعید کے عقد میں آئیں، نکاح ہونے کے چند دنوں کے بعد رخصتی ہوئی، دعوت ولیمہ کا خوب اہتمام کیا گیا، اسی اثناء میں رومیوں کا زبردست حملہ ہوا اور خالد بن سعید شہید ہو گئے اور ان کا سوہاگ اجڑ گیا، لیکن ام حکیم رضی اللہ عنہا دلہن بنی ہوئی تھیں شادی کے لباس ہی میں ملبوس تھی کہ مسلمانوں کو شہید ہوتے دیکھا تو جوش ایمانی کا ایسا منظر پیش کیا کہ جسے تاریخ کبھی نہیں بھلا سکتی۔ قربان جایئے ام حکیم رضی اللہ عنہا جیسی بہادر خواتین پر جن کا دل مسلمانوں کا بدلہ لینے کیلئے سمندر کی موجوں کی طرح جوش مار رہا تھا۔

کاش! آج کے اس دور کی مسلم خواتین ان واقعات سے عبرت حاصل کرتیں۔ جس خیمہ میں ام حکیم نے اپنے شوہر کے ساتھ رات گزاری تھی اسی خیمہ کا کھونٹا اکھاڑ کر دشمنوں پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ سات کافروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا! ایک صنف نازک کا بیک وقت سات دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دینا اور اپنے شوہر کی شہادت پر صبر وتحمل سے کام لینا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کے مجاہدانہ کارنامے

اسلامی جنگوں کی تاریخ میں ایک درخشاں نام حضرت خنسا رضی اللہ عنہا کا بھی ہے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ قادسیہ کے موقع پر لڑائی سے قبل اپنے بیٹوں کو جو نصیحت کی تھی وہ ماں اور بیٹے کی شوق شہادت کی آئینہ دار ہے، فرمان الٰہی: ’’اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةُ. یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ‘‘ وہ لوگ اس آیت کریمہ کی عملی تصویر تھے۔شہادت پانے کیلئے بے قرار و بے تاب رہتے تھے۔آج مسلم ماؤں اور بہنوں کو دنیاوی زیب و زینت سے فرصت نہیں۔حضرت خنساء رضی اللہ عنہا نے لڑائی سے پہلے اپنے بیٹوں کو جو نصیحت کی تھی ذرا سنیئے: ’’جاؤ پورے تجربہ کاری کے ساتھ اور اللہ سے نصرت کی دعا کرتے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑنا اور جب دیکھنا کہ لڑائی خوب تیز ہو گئی ہے اور اس کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں تو تم جنگ کے اندر گھس جانا اور راہ حق میں دیوانہ وار تلواریں چلانا، اگر کامیاب رہے تو بہتر اور اگر شہادت نصیب ہوئی تو اس سے بھی بہتر جنت کے مستحق ہوگے‘‘ صبح جنگ شروع ہوتے ہی حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کے چاروں صاحبزادے اپنی ماں کی نصیحت کے اشعار پڑھ پڑھ کر جوش اور امنگیں پیدا کرتے ہوئے اور بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے۔یہ ضعیف العمر خاتون چاروں بیٹوں کی شہادت کی خبر سننے کے بعد صبر و تحمل کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ چشم فلک نے کبھی اس کی نظیر نہ دیکھی تھی۔ان کی زبان سے جو الفاظ نکلے تھے وہ آج بھی تاریخ کے اوراق پر منور ہیں۔ضعیف العمر خاتون کہتی ہیں کہ: ’’اللہ کا شکر ہے کہ جس نے بیٹوں کو شہادت عطا فرمائی اس ذات سے امید ہے کہ وہ مجھے بھی اپنے سایۂ رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا‘‘۔

خواتین اسلام نے کس طرح مقابلہ کیا

غیرت مند بہنو! ان پردہ نشین خواتین اسلام نے اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جس طرح دشمنان دین کو ناکام بنانے میں براہ راست حصہ لیا اس سے کہیں زیادہ بالواسطہ باطل قوموں کا مقابلہ کرتی رہی اگر انہوں نے محاذ جنگ پر تیر نہیں چلائے تو دشمنان اسلام پر تیر چلانے والے ہاتھوں کو تیر فراہم کئے ہیں، اگر انہوں نے تلوار نہیں اٹھائی تو تیغ زنوں کو تیغ زنی کے قابل بنایا، اللہ کی راہ میں لڑنے والے زخمی ہوئے تو یہ ان کی مرہم پٹی کرتی رہیں، وہ بھوکے پیاسے ہوئے تو یہ ان کیلئے کھانا اور پانی لئے ہوئے دوڑیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ خواتین اسلام کسی خارجی دباؤ کے تحت یہ خدمات انجام نہیں دیتی تھیں، بلکہ مجاہدین کی رفاقت اور تعاون کو اپنے لئے باعث عزت سمجھ کر خود ہی پیش پیش رہا کرتی تھیں، انہوں نے صرف اپنے ہی کو حق پر ثابت رکھنے کی کوشش کی بلکہ معاشرہ میں جہاں کہیں بھی ان کو بگاڑ نظر آیا اس کو بدلنے اور اس کی جگہ خیر و فلاح کیلئے جدو جہد کرتی تھیں۔

یہ تاریخ اسلام کی چند شیر دل اور مجاہد خواتین کی روشن زندگی اور ان کے مجاہدانہ کارناموں کی ایک جھلک میں نے صرف اس لئے پیش کی ہے کہ ہماری مسلم ماؤں اور بہنوں میں بھی وہی جذبہ اور ولولہ پیدا ہو جائے اور ہمارے معاشرے میں وہی انقلابی شخصیتیں پیدا ہوں جس سے ہم اپنے کھوئے ہوئے وقار کو دوبارہ واپس لاسکیں۔اللہ سے دعا ہے ہمارے خواتین میں بھی وہی شوق و جذبہ پیدا ہو جائے۔ آمین یارب العالمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

سیرتِ رسول ﷺ کی روشنی میں

سسرال کا مقام

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ . وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ . اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَراً فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّ صِھْراً . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

''اور وہی وہ ذات ہے جس نے نطفہ سے انسان کو پیدا کیا اور اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا''۔

میری عفت مآب ماؤں اور بہنو! اللہ رب العزت نے ایک ناپاک اور گندے قطرہ اشرف المخلوقات بنا دیا کیسا حسین وجمیل چہرہ کہ دنیا کی بڑی سے بڑی اور خوبصورت سے خوبصورت چیز بھی اس کا اور مقابلہ نہیں کر سکتی اور ہر شخص اس کو محبت و پیار بھری نظروں سے دیکھتا اور اسکو گود میں اٹھاتا ہے اللہ پر یقین کرنے اور اس پر ایمان لانے کے لئے صرف یہی چیز کافی تھی لیکن اللہ نے صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ آگے فرمایا: ''فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِھْراً'' نسب اس رشتہ کو کہتے ہیں جو ماں اور باپ کی طرف سے ہو اور صِھْرَ اس رشتہ کو جو بیوی کی طرف سے ہو اللہ تعالیٰ نے اس نو مولود بچہ کو بعد میں پرورش کر کے کسی کا داماد بنا دیا یا کسی کا شوہر بنایا یا پھر کسی کا باپ بنایا پھر سلسلہ آگے بڑھا تو اس کو بھی کسی کا سسر بنایا پھر اس طریقہ سے ایک خاندان معرض وجود میں آیا یہ اللہ کی قدرت کی کتنی بڑی نشانی ہے سورہ دہر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْأً مَّذْکُوْرًا'' یقیناً انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت گذرا ہے کہ وہ قابل ذکر شئی نہیں تھا الحاصل دامادی رشتہ یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ اس کی وجہ سے دو اجنبی اور پرائے خاندان اس طرح مل جاتے ہیں اور ان میں اس طرح یگانگت اور یکتائی ہو جاتی ہے اس سے پہلے اس کا تصور وخیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے شادی سے قبل یقیناً ہم اپنی ماں کے پاس ہوتے ہیں جو ہماری ہر پریشانی کا خیال کرتی اپنے بھائی بہن اور والد کے پاس ہوتے ہیں اس وقت تک ہم کو کسی طرح کی کوئی ذمہ داری نہیں نبھانی پڑتی ہے مگر جب اللہ نے زندگی کا ایک نیا موڑ دکھایا اور خود گھر بسانے اور آباد کرنے والی ہو گئیں ہیں تو شوہر، ساس، سسر سب کے حقوق کی رعایت اور ان کی ادائیگی ایک اہم فریضہ ہے وہاں کی ہر چیز کو اپنے گھر کی چیز سمجھیں اور اس کی حفاظت اور ذمہ داری اپنا اہم فریضہ سمجھیں اسی سے ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ وجود میں آ سکتا ہے۔

مذہب اسلام ہرایک کے حقوق کی پاسداری کرتا ہے

اسلام انسانی رشتوں میں باہم محبت والفت، احترام واکرام، خلوص وہمدردی، ایثار وقربانی، عدل واحسان، وفا وباہمی تعاون کا درس دیتا ہے۔اہل قرابت کے باہمی حقوق سے متعلق تعلیمات اسلام کی ایک ایک ہدایت میں نسل آدم کی فوز وفلاح، خیر وبھلائی کا ابر رحمت پوشیدہ ہے، جو برستا تو سب پر ہے مگر افراد اپنی اپنی فطرت وقسمت کے مطابق اس سے فیضیاب ومستفیض ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رشتہ کے حقوق ادا کرنے،ان کا پاس ولحاظ رکھنے کا حکم قرآن مجید کی سورہ بقرہ کی آیت نمبر:۳۸۔۱۷۷/سورہ نساء:۱۔۳۶/سورہ نحل:۹۰/سورہ الاسراء: ۲۶/سورہ انفال:۴۱/سورہ نور:۲۲/سورہ روم:۳۸/سورہ شوریٰ۲۳ میں دیا ہے۔

دراصل عقد مسنون وہ تقریب باوقار ہے جس سے خاندان کے اساسی ارکان مردوعورت کے سسرال کا حساس رشتہ ظہور میں آتا ہے، پھر یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہےاور شعوب وقبائل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''یٰٓا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْباً وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا'' (الحجرات:۱۳) لوگو! ہم نے تم کوایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

ہم میں سے ہرایک کی خواہش ہے کہ اس کا داماد اس کا ادب واحترام کرے، عزت ووقار سے ملے۔اب غورطلب بات یہ ہے کہ کیا ہم نے بھی داماد کے حقوق کو ادا کیا ہے؟

سسرالی رشتہ سے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَباً وَّصِھْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْراً'' (الفرقان:۵۴) ''اور وہی ہے جس نے پانی سے ایک بشر کو پیدا کیا، پھر اس سے نسل اور سسرال کے دو الگ الگ سلسلے چلائے تیرا رب بڑا ہی قدرت والا ہے۔'' اہل قرابت کے حقوق میں بیمار کی عیادت جنازہ میں شرکت، وفات پر تعزیت، کسی تقریب پر تہنیت، ضرورت مند کی نصرت، ہدیہ وتحائف کا تبادلہ، باعث قربت قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کرنا شامل ہے۔

مذہب اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں فطرت انسانی کے موافق ہر ایک کے حقوق کی مکمل رعایت کی گئی ہے بیوی پر شوہر کے حقوق کی مکمل رعایت کی گئی ہے شوہر پر بیوی کے حقوق کی رعایت رکھی والدین کے کیا حقوق ہیں اولاد پر اور اولاد کے کیا حقوق ہیں والدین؟ ایک پڑوسی کے دوسرے پڑوسی پر کیا حقوق ہیں؟ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اگر اسلام کے احکام وقوانین اور ضوابط پر مکمل طور پر عمل کیا جائے تو امن وامان اور سکون واطمنان کا ماحول قائم ہوگا محتاجی اور فقیری کا دور ختم ہو جائے گا اور لوگ خوشحال زندگی بسر کرسکیں گے۔

سسرالی رشتہ کے متعلق وصیت

رحم کے رشتوں کا پاس ولحاظ رکھنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، حضور ﷺ نے اس رشتہ کے متعلق جو وصیت صحابہ کرام کو کی تھی وہ اس طرح ہے: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے یہ وصیت فرمائی: تم عنقریب ایک ملک (مصر) فتح کروگے، جہاں قیراط کا رواج ہے، وہاں کے باشندوں سے خیر وبھلائی کرنا، کیوں کہ ان کا تم پر حق ہے اور رشتہ داری بھی، یا حضور ﷺ نے فرمایا ''ان کا تم سے دامادی کا رشتہ بھی ہے اور رحم کا بھی'' (مسلم، باب وصیۃ النبیؐ باہل مصر حدیث:۲۵۴۳)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضور اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی والدہ ام المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ

دونوں کا تعلق مصر سے تھا، (مسلم شرح النووی) رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا صحابہ کرام نے اتنا زیادہ خیال رکھا کہ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر فتح کرنے گئے تو لڑائی سے رُکے رہے اور اپنے ترجمان سے کہلا بھیجا کہ ''ہمیں نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی ہے کہ آپ کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کیا جائے کیوں کہ آپ حضرات کے ساتھ ہماری قرابتداری ہے''۔ اہل مصر نے جب یہ سنا تو پکار اٹھے اتنی دور کی رشتہ داری کا لحاظ تو سوائے انبیاء کرام کے کوئی نہیں کرتا۔ (طبرانی)

غزوہ بنی المصطلق کے بعد جب ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ سے ہوا تو صحابہ کرام نے ان تمام قیدیوں کو جن کا تعلق ام المؤمنین سے تھا، رہا کر دیا اور کہا کہ جس قوم میں حضور ﷺ نے نکاح فرمایا ہو ان سے مصاہرت کے بعد اسی قوم کے افراد کو قیدی بنا کر رکھنا صلہ رحمی کے خلاف ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اپنی قوم کے حق میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر برکت والی کسی خاتون کو میں نہیں جانتی جن کی بدولت خاندان کے سینکڑوں افراد آزاد کردیئے گئے''۔

(ابوداؤد، کتاب العتق حدیث ۳۹۳۱)

حضور ﷺ کے متعدد نکاح کرنے کی مصلحت

میں آپ تمام کی توجہات ایک اہم نکتہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج دشمنان اسلام ہمارے حبیب ﷺ پر تعداد ازدواج کا مسئلہ بار بار اٹھاتے ہیں کہ اتنی ساری شادیاں حضور ﷺ نے کیوں کی ہیں نعوذ باللہ اس کو عیاشی سے تعبیر کرتے ہیں

اگر انصاف کی عینک لگا کر دیکھتے تو شاید کبھی بھی ایسی گندی ذہنیت نہ رکھتے کہ آخر پوری زندگی حضور ﷺ نے ایک بوڑھی عورت کے ساتھ گذار دی اور ان کے ہوتے ہوئے آپ علیہ السلام نے دوسرا نکاح نہیں کیا جب ان کا انتقال ہو چکا تو بعد میں بڑھاپے کی عمر میں حضور ﷺ نے متعدد شادیاں کی ہیں بہت سارے مقاصد اور مصلحت کے پیش نظر جیسے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ نے نکاح کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خوش کرنے کے لئے کیوں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ فکر تھی نیز قومی اور ملی مصلحت جیسے حضرت صفیہ اور جویریہ رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا تاکہ یہود بھی اسلام قبول کرلیں کیوں کہ دامادی رشتہ کا خیال کیا جاتا ہے اگر حضور ﷺ متعدد شادیاں نہ کرتے تو آج کیسے امت کے سامنے عورتوں سے متعلق مسائل وجود میں آتے؟

سسرال کی تکریم کا نمونہ نبی ﷺ

رسولِ اقدس نبی رحمت ﷺ کے سسرال میں جہاں حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما تھے وہیں اہل کتاب ومشرکین میں بھی آپ کے سسرالی تھے، آپ ﷺ نے داماد ہونے کے ناطے ان سب کے حقوق ادا فرما کر اپنی امت کے لئے قابل عمل اسوہ چھوڑا ہے۔

خادم رسول ﷺ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب رسول پاک ﷺ گھر تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ زوجہ محترمہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (جو قوم یہود سے تھیں) رو رہی ہیں، حضور ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی تو کہنے لگیں کہ: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مجھ پر بطور فخر وطنز کہتی ہیں ''میرا حسب نسب تو آپ سے بہت قریبی ہے، لہٰذا میں تم سے بہتر ہوں اور مجھے انہوں نے یہودی

کی بیٹی بھی کہا، یہ سن کر رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ (آخرتم کس بنیاد پر مجھ سے بہتر ہو سکتی ہو جب کہ) میرے باپ موسیٰ علیہ السلام، چچا ہارون علیہ السلام ہیں اور شوہر تو سید المرسلین محمد ﷺ ہیں۔ (ترمذی باب فی فضل ازواج النبی ۴۱۶۶)

ہم لوگوں کو بھی چاہئے کہ سسرال والوں کا اعزاز وکرام کریں نہ کہ مغرب والوں کے طرز پر چلیں کہ ان کے یہاں شوہر کے رشتہ دار بیوی کی اجازت کے بغیر اسکے گھر بھی نہیں جاسکتے وہ بھی بار بار نہیں۔ کبھی کبھی عورت صاف کہہ دیتی ہے میرا وقت ضائع مت کیجئے اسی طرح اس کے سسر بھی اپنے داماد کو کوئی عزت نہیں دیتے اور شوہر بھی اپنے گھر سسرال والوں کا آنا پسند نہیں کرتا اور صاف طور پر کہہ دیتا ہے کہ بھائی میرا وقت ضائع مت کرنا نہ بیوی کے دل میں شوہر کی اہمیت اور نہ شوہر کے دل میں بیوی کی کوئی قدر و قیمت اسی لئے تو مغرب میں پورا معاشرہ تباہ ہو رہا ہے۔

سسرال کے یہاں ہدیہ بھیجنا

ہدیہ تحفہ لینے دینے سے محبت وتعلقات میں اضافہ ہوتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کاشانہ نبوی ﷺ میں جب بھی گوشت پکتا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے پاس ضرور پہنچایا جاتا۔ (مسلم باب فضائل خدیجہ ام المؤمنین ۲۴۳۵)

ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے لونڈی آزاد کی، پھر اس کا ذکر حضور ﷺ سے کیا، یہ سن کر ارشاد فرمایا: ”اگر تم اس کو اپنے ماموں کے حوالہ کر دیتیں تو زیادہ اجر وثواب کی مستحق ہوتیں۔ (مسلم باب النفقہ والصدقہ علی الاقربین ۹۹۹) اس حدیث سے ثابت ہے کہ مالی تعاون کے اولین حقدار اعزہ واقارب ہیں اور اگر سسرالی قرابت میں مستحق افراد ہیں تو ان کا خیال رکھنا حکم نبوی ﷺ کی تعمیل ہے، پھر ایثار کرنے والا دوگنے اجر کا مستحق ہوگا کہ اس نے ادائیگی حق کے ساتھ صلہ رحمی بھی کی۔

لڑکی اور اس کے گھر والوں کے بڑے حقوق ہیں کہ انھوں نے اپنی بیٹی کی تعلیم وتربیت کی اور جب ان کے کام کاج میں ہاتھ بٹانے کے لائق ہوئی تو اجنبی مرد کے حوالے کر دیا یقیناً بہت بڑا احسان ہے اس کی قدر کرنی چاہئے اور تعلق کو مزید بدستور اور مضبوط کرنے کے لئے سسرال والوں کو اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق ہدیہ تحائف بھیجتے رہنا چاہئے اور اگر سسرال والے غریب ہیں تو ان کا بہت ہی خیال کرنا چاہئے جب کہ حضو ﷺ کا معمول تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو تلاش کر کے ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔

سسرال کے ساتھ تعلقات کو وسعت

سسرال کے ساتھ تعلقات کو خوشگوار، استوار کرنے اور اسے وسعت دینے کی بہترین شکل یہ ہے کہ سسرال میں معقول رشتہ موجود ہو تو اپنے بچوں سے کیا جائے، جیسے نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحب زادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجہ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ سے کیا تھا۔ (رحمۃ اللعالمین ج ۲ سیرت سیدہ زینب)

یہ بات نہایت افسوس کی ہے کہ بعض افراد مناسب وموزوں رشتہ کو صرف اس لئے رد کر دیتے ہیں کہ یہ سسرال والے اقرباء ہیں، یا ان فرضی خیالات وتصورات کی بنیاد پر بھی کہ نیا رشتہ ہونے کے بعد قدیم تعلقات میں بگاڑ وتلخی پیدا ہوگی، اس طرح بچوں کی ماں چاہتے ہوئے بھی اپنے اقرباء میں اولاد کا رشتہ نہیں کر پاتی اور شوہر کے اجتناب کو دیکھ کر اپنے ارمانوں کو قربان کر دیتی ہے۔

لیکن شوہر کو اتنا بھی خیال نہیں ہوتا کہ آخر بچے جوان ہو رہے ہیں ان کی عمریں ڈھلتی جارہی ہیں محض اس بنیاد پر کہ یہ پرانی رشتہ داری ہے اور وہاں وہ تواضع وخاطر نہیں ہوگی جو نئی رشتہ داریوں میں ہوگی اگر چہ پرانی رشتہ داری میں اچھے جوڑے مہیا

ہوں جس کا نقصان لڑکے اور لڑکی پر پڑتا ہے کہ اچھا رشتہ چھوڑ کر محض اپنی انا کی خاطر نیا رشتہ تلاش کر لیا اور اس کی وجہ شادیوں میں بھی تاخیر ہو جاتی ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین چیزوں میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے لڑکی جب بالغ ہو جائے، جنازہ جب حاضر ہو جائے، نماز کا جب وقت ہو جائے، نبی کریم ﷺ کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ سسرال میں رشتہ کرنا چاہئے اگر سسرال میں رشتہ مناسب ہو تو اسی کو ترجیح دینی چاہئے تا کہ مزید رشتہ میں استواری پیدا ہو۔

سسرالی اقربا کی آمد پر اظہار خوشی

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے دربار نبوی ﷺ میں ایک مرتبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن آکر حاضر خدمت ہونے کی اجازت طلب کر رہی تھیں، چونکہ ان کی آواز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز کے مشابہ تھی، فوراً پہچان لیا اور مسرت وخوشی سے فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ ھَالَۃُ، اَللّٰھُمَّ ھَالَۃُ'' اے اللہ یہ تو ہالہ ہیں، اے اللہ یہ تو ہالہ ہیں''۔ (مسلم باب فضیلۃ خدیجہ ۲۴۳۷)

حضور ﷺ حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کی آمد پر خاطر مدارات فرماتے، حال واحوال دریافت کرتے، ان کی آمد پر اپنی مسرت وخوشی کا اظہار کرتے۔

جس طرح والدین کے اولاد پر حقوق ہوتے ہیں اسی طرح داماد پر بھی اس کی ساس اور سسر کے بڑے حقوق ہیں اور لڑکی کو اپنے سسر اور ساس کا اسی طرح ادب واحترام کرنا چاہئے جس طرح وہ اپنے والدین کا کرتی ہے اگر مرد اور عورت صرف اپنے حقوق ہی کو دیکھیں گے تو خوشگوار زندگی پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ حقوق اور قانونوں سے بڑھ کر عمدہ اخلاق بھی پیش کریں

اور سسرال والوں کی خدمت ان کی تعظیم وتکریم اپنے لئے سرمایۂ سعادت سمجھیں رہ گیا مسئلہ ساس سسر کا تو کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو اپنے داماد کو اپنے بیٹوں کی طرح نہ مانتا ہو اِلاَّ مَاشَاءَ اللّٰہ. اللہ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

عورت معاشرہ کی معمار
اور
مرد کی سچی غم خوار ہے

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ . وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ . اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعاً فَاسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ذٰلِکُمْ اَطْھَرُ لِقُلُوْبِکُمْ وَقُلُوْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

’’اور جب کوئی سامان ان سے (ازدواج مطہرات) مانگو تو پردے کے پیچھے سے ان سے مانگو یہ طریقہ تمہارے اور ان کے دلوں کو زیادہ پاک صاف کرنے والا ہے‘‘۔

میری عفت مآب ماؤں اور بہنو! قرآن کریم کے احکام ومسائل دنیا تک کیلئے ہیں جب ہم ان پر عمل پیرا رہیں گے ہماری عفت وعصمت محفوظ رہیں گی اور جب کبھی اس میں رخنہ پیدا ہوگا تو ہم دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوں گے اور آخرت میں بھی رسوا ہوں گے عورت ہی گھر کو جنت کا نمونہ بناسکتی ہے معاشرہ کو سدھار سکتی ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ عورت معاشرہ اور انسانیت کی معیار ہے عورت ہی عزت واحترام کے لائق ایک مخلوق ہے۔ عورت سب کچھ ہے، عورت ہی اپنی خوشبو سے دنیا کو مہکتا ہوا چمن بناسکتی ہے۔ عورت ہی مرد کی سچی غمخوار ہے۔ عورت اگر شرافت کا لبادہ اوڑھ کر گھر کی چہار دیواری میں تاحیات رہنے کا پکا ارادہ کرلے تو پھر معاشرہ اور انسانیت کی عمارت متزلزل نہیں ہوسکتی۔

سوال یہ ہے کہ عزت وعظمت اور مقام ومرتبت کی یہ دیوی آج بے عزت کیوں ہوگئی ہے، اس وقت عورتیں ذہنی وجسمانی اعتبار سے پریشان کیوں ہیں، آج ان کی عزت کو تار تار کیوں کیا جارہا ہے آخر کس جرم اور کس غلطی کی سزا میں وہ مردوں کی خواہشات اور ناپاک ارادوں کا نشانہ بن رہی ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ اپنے کئے ہوئے کی سزا ہے اور اپنی عظمت وجلال کی پستی کی وہ خود ذمہ دار ہے۔ کیوں کہ مذہب نے عورت کے سر پر عزت واحترام کی جو چادر رکھی تھی عورت نے نہ صرف یہ کہ اس کو اتار پھینکا بلکہ عریانیت اور بے حیائی کو پسند کیا۔ مذہب نے عورتوں کو شرم وحیا کا سبق سکھایا ہے پاکدامنی اور شرافت کی سند سے نوازا ہے۔

پردے کی شرعی حیثیت

واضح رہے کہ کوئی بھی مذہب اپنی عورتوں کو بے حیائی اور عریانیت کا درس نہیں دیتا۔ خاص طور پر مذہب اسلام نیعورت کی عفت کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور اس کے تحفظ کے لیے پردہ کو ضروری قرار دیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عورتیں گھروں میں قید و بند کی زندگی گزاریں، بلکہ عورتوں کو اس بات کی پوری آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی زینت وحسن کو چھپا کر گھروں سے نکل سکتی ہیں اور خود اپنا ضروری کام کرسکتی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ مذہب اسلام اس بات کو بھی ناپسند کرتا ہے کہ عورتیں ایسا بے شرمی کا لباس پہنیں جس سے کہ جسم کے اکثر و بیشتر حصے نمایاں ہو جائیں اور مردوں سے بے حجاب ملیں، ان کے سامنے اپنے جسم کی آرائش، زیبائش کریں اور بے تکلف ہو کر غیر مردوں سے ہنسی مذاق کریں، ڈرائیور، کنڈیکٹر، پائلٹ، پولس اور رقاصہ بنیں، تفریح گاہوں میں مرد دوستوں کے ساتھ گھومتی پھریں اور اس کے بعد جو چاہیں کر گزریں، قدرت نے عورت کو حسن اس لئے نہیں دیا کہ وہ دفتروں، محکموں افسروں اور شوہر کے علاوہ دوستوں کی حسینہ بنے، بلکہ حسن کا زیور اسے اس لیے عطا کیا گیا ہے تا کہ وہ اپنے شوہر کا دل بہلائے اور گھر کی زینت بنی رہے۔

عریاں لباس والی عورتیں جنت کی خوشبو نہیں پائیں گی

چناں چہ سرکار دو عالم ﷺ نے نیم عریاں لباس پہننے والی عورتوں کو انتہائی ہولناک انجام کی خبر دی ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ دو قسم کے لوگ جہنمی ہیں میں نے ان دونوں کو نہیں دیکھا ایک تو وہ ہیں جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہیں ان سے لوگوں کو مارتے ہیں۔ دوسرے وہ عورتیں ہیں جو کپڑے پہن کر بھی ننگی رہتی

ہیں دوسروں کو لبھاتی ہیں اور خود دوسروں پر عاشق ہوتی ہیں، ان کے سر ناز سے بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ٹیڑھے ہیں۔ یہ عورتیں نہ جنت میں جائیں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی۔

اس حدیث میں رسول خدا ﷺ نے کتنی سچی پیشین گوئی فرمائی تھی۔ آج کے حالات اس سے ذرا بھی مختلف نہیں اور معاشرے میں جس قدر فساد ہو رہا ہے وہ عورتوں کے نیم عریاں لباسوں اور ان کی بے حجابی کا ہی نتیجہ ہے، کیوں کہ آج عورتیں ایسے باریک اور چست لباس پہنتی ہیں کہ جسم کا کوئی حصہ نہیں چھپتا، بلکہ پوری خوش نمائی کے ساتھ اور زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ آج ان کی ہر ادا مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوتی ہے اور یہ بے ہودہ مردوں کی ہوس کا شکار ہو جاتی ہیں ظاہر ہے کہ کسی ایسے معاشرے میں عورتوں کی عفت و عصمت کی حفاظت کیسے ہوسکتی ہے۔

حضرت اسماء اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا باریک کپڑے پہنے ہوئے حضور ﷺ کے سامنے آئیں تو آپ ﷺ نے فوراً منہ پھیر لیا اور فرمایا اسماء جب عورت جوان ہو جائے تو اس کیلئے جائز نہیں کہ منہ اور ہاتھ کے علاوہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ عبداللہ بن طفیل رضی اللہ عنہ کے سامنے زینت کے ساتھ آئی تو حضور ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو میرا بھتیجہ ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت بالغ ہو جائے تو وہ اپنے جسم میں سے کچھ بھی ظاہر نہ کرے سوائے چہرے اور ہاتھوں کے (ابن ماجہ) مذکورہ دونوں حدیثوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے گو خاص حالات میں عورتوں کو چہرے اور ہاتھوں کو کھلا رکھنے کی اجازت دی ہے مگر اسکے ساتھ ہی زینت کے مقامات کو ہر

حالت میں چھپانے کا حکم دیا ہے۔ یہاں تک کہ جوان بھانجوں اور بھتیجوں کے سامنے بھی عورتوں کو زینت کے اظہار سے منع کیا ہے۔

خاندانی نظام کو درست رکھنے کیلئے عورتوں کا حکم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورتوں کو پردہ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ'' اور اپنے گھروں میں چین سے بیٹھی رہو۔ (احزاب، پ۲۲) یعنی خاندانی نظام کو درست رکھنے اور تہذیب وتمدن کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہے کہ مرد اور عورت اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے اپنے حصے کے فرائض کو پورے نشاط اور احساس ذمہ داری کے ساتھ پورا کریں۔ باہر کی دوڑ دھوپ اور ضروریات زندگی کی فراہمی مرد کا کام ہے اور عام حالات میں عورت کا کام یہ ہے کہ وہ گھر کی چہار دیواری میں رہ کر گھریلو ذمہ داریوں میں پوری پوری دل چسپی لے اور اپنی انتظامی حکمت سلیقہ اور فطری مہر ومحبت سے گھر کو جنت نشاں بنا کر اپنی عاقبت سنوارے۔

ایک زمانہ وہ تھا............

قرآنی آیت اور احادیث سے ثابت ہے کہ اسلام نے عورتوں کو پردے کا سخت پابند بنایا ہے اور اسی میں ان کی کامیابی ہے مگر افسوس کہ ہماری ماؤں اور بہنوں نے پردہ کے سلسلے میں شریعت کی مذکورہ تعلیم وحدود کو چھوڑ کر امریکی ومغربی معاشرت کو اختیار کرلیا ہے۔ اسی وجہ سے آج ان کی عزت وآبرو محفوظ نہیں اور یہ مردوں کے ناپاک ارادوں کا نشانہ بنتی رہتی ہیں۔ حالاں کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ مسلم عورتوں کی معاشرتی زندگی کو دیکھ کر غیر مسلم عورتیں بھی پردہ کا اہتمام کرتی تھیں اسی وجہ سے ان کی عفت وعصمت بھی محفوظ تھی اور تمدن ومعاشرت کی آب وہوا بھی خوشگوار تھی۔

مردوں کو بھی پابند کیا گیا

اس میں کوئی شک نہیں کہ بے راہ روی اور اخلاقی انارکی سے بچنے کے لئے جہاں عورتوں کو پردہ کا حکم دیا گیا ہے وہیں مردوں کو بھی اس کا کچھ نہ کچھ پابند بنایا گیا ہے اسی طرح بے پردگی اور عریانیت پر دونوں کے لئے وعیدیں بھی نازل ہوئی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعاً فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ'' اور جب تم (ازواج مطہرات) سے کچھ مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو پردے کا یہ طریقہ تمہارے اور ان کے دلوں کے برے خیالات سے پاک رکھنے کے لئے نہایت مناسب طریقہ ہے۔

ہر صبح دو فرشتے آواز لگاتے ہیں

اگرچہ یہ آیت صحابہ کرام اور نبی کی پاک بیویوں کے بارے میں ہے لیکن یہ واضح حقیقت ہے کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کیلئے صحابہ اور صحابیات کی زندگی ہی اصل نمونہ ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی ایسی صبح نہیں ہوتی جس میں دو فرشتے آواز نہ لگاتے ہوں، تباہی ہے مردوں کیلئے عورتوں کی جانب سے اور تباہی ہے عورتوں کے لئے مردوں کی جانب سے (ابن ماجہ) چوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی حکمت عملی سے مرد اور عورت میں ایسی زبردست کشش رکھی ہے کہ ہر ایک دوسرے کیلئے تباہی کا پیغام ہے اس تباہی سے بچنے اور اس کشش سے صحیح فائدہ اٹھانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ دونوں پردے کے شرعی حکم کا پورا پورا احترام کریں اور اس حکم میں کوتاہی کو گناہ سمجھیں۔

پردہ عورتوں کیلئے زیادہ ضروری

مجموعی اعتبار سے پردہ اگر چہ دونوں کے لئے یکساں ضروری ہے لیکن اس سلسلہ میں عورتوں کو نہایت تاکید اور سخت حکم دیا گیا ہے عورت ہی اپنے ناز و انداز سے ہیجان پیدا کرتی ہے، مردوں کو اپنی جانب للچاتی ہے اور دعوت عیش کے سامان مہیا کرتی ہے اسی وجہ سے وہ مردوں کے گھٹیا جذبات کا شکار بنتی ہے جس سے تہذیب وتمدن اور معاشرت کی فضا درہم برہم ہو کر صنفی آوارگی، بے راہ روی اور اخلاقی گراوٹ پیدا ہوتی ہے۔

اس لئے مسلم ماؤں اور بہنوں کو چاہئے کہ اگر وہ اپنی عزت وناموس کی حفاظت چاہتی ہیں اور اپنے مستقبل کو تابناک بنانا چاہتی ہیں تو خدارا مغربی وامریکی معاشرت کو چھوڑ کر اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کو اپنائیں اور شرم وحیا کے دامن کو تھام لیں۔ یہی تمام پریشانیوں کا علاج ہے اسی میں دین اور دنیا کی کامیابی اور معاشرہ کی اصلاح ہے۔

مغربی ممالک بے حیائی کے اڈے

مغربی ممالک تو اسلام کے کھلے دشمن ہیں وہ یہ کب پسند کر سکتے ہیں کہ مسلم عورتیں عزت کی زندگی گزار سکیں چوں کہ بے حیائی بے شرمی فحاشی وبدکاری بلکہ جتنے گناہ ہو سکتے ہیں ان کے یہاں ہو رہے ہیں اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا ساری فحاشی و بے حیائی کو ایجاد کرنے والے مغربی ممالک ہی ہیں ان کے یہاں جوان لڑکیاں اپنے عاشقوں کے ساتھ کھلم کھلا پھرا کرتی ہیں اور والدین اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں مگر کوئی افسوس نہیں بلکہ فخر کے ساتھ اس کو بیان کرتے ہیں

خود سوچنا چاہئے کہ جس ملک کا یہ حال ہو تو اس کی تہذیب ومعاشرت سے کتنی دوری اختیار کرنی چاہئے۔ اللہ تمام مسلم خواتین کو اسلامی احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

قرآن وسنت کے خلاف ہے

نکاح اورشادی کے وقت گانا بجانا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ . وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ .اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّخِذَھَا ھُزُوًا، اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

”اور بعض لوگ غافل کردینے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں تاکہ اللہ کے راستہ سے بغیر علم کے ہٹادیں اوراس کا استہزاء کرتے ہیں انہیں لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے“۔

محترم خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو! میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس کا ایک پس منظراورشان نزول ہے کہ نضر بن حارث جوروسائے قریش میں سے تھا وہ بغرض تجارت ایران جاتا اور وہاں سے شاہان ایران کے قصص وتواریخ خرید کرلاتا اورقریش سے کہتا کہ محمد تم کوقرآن سناتے ہیں آؤ میں تم کورستم واسفندیار کے دلچسپ قصے سناؤں اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔علماء کرام کا اتفاق ہے کہ آیت کا شان نزول گوکوئی خاص واقعہ اورقصہ ہے مگراس میں جوحکم بیان کیا جاتا ہے وہ ساری ہی امت کے لئے ہے آیت کریمہ میں لہوالحدیث ذکرکیا گیا۔لہوالحدیث سے کیا مراد ہے توحسن بصری اس کی یوں تشریح کرتے ہیں ”کُلُّ مَاشَغَلَکَ مِنْ عِبَادَةِ اللّٰہِ وَ ذِکْرِہٖ مِنَ السَّحْرِ وَالْاَضَاحِیْکِ وَالْخُرَافَاتِ وَالْغِنَاءِ وَنَحْوِھَا“ لہوالحدیث ہروہ چیز ہے جواللہ کی عبادت اور یاد سے ہٹانے والی ہومثلاً فضول قصہ گوئی ہنسی مذاق کی باتیں واہیات مشغلے اورگانا بجانا وغیرہ۔اسلام نے انسان کے جذبات واحساسات کامکمل پاس ولحاظ کیا ہےخوشی ہوکہ غمی اسلام نے حداعتدال میں رہ کرخوشی اورغمی منانے کی اجازت دی ہے۔اسلام کا پیروکاراورمکمل مسلمان ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ آدمی اسلام کےاحکام پرپوراپوراعمل کرےارشادباری ہے:”یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّة“. اے ایمان والو!مکمل طورپراسلام میں داخل ہوجاؤ، ایسانہیں کہ آدھا تیترآدھا بٹیرگانا بجانا یہ سب شیطانی فعل ہے نبی کریم ﷺ کاارشاد ہے”اَلْجَرْسُ مِنْ مُّزَامِیْرِ الشَّیْطَانِ“ گھنٹی شیطان کی بانسری ہیں ایک شخص کوآپ ﷺ نے رات کوگانا گاتے ہوئے سناتو تین مرتبہ یہ جملہ ارشادفرمایا:

لَا صَلٰوۃَ لَہٗ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ اس کی نماز کا کوئی اعتبار نہیں، اسکی نماز کا کوئی اعتبار نہیں، اسکی نماز کا کوئی اعتبار نہیں۔

شادی بیاہ خوشی کا موقع ہے مگر......

شادی بیاہ یقیناً خوشی کے مواقع ہیں مگر خلاف شرع کام کرنے کی اجازت بالکل نہیں شریعت نے کھیل کود سے منع نہیں کیا مگر ایک دائرہ میں رہ کر۔ آج کل جو خرافات وواہیات شادیوں میں پائی جارہی ہیں شریعت سے ان کا کوئی واسطہ اور تعلق نہیں۔ ناچ گانا غیر محرم عورتوں میں بن سنور کر آنا اور دولہا سے ہاتھ اور گلے ملنا ملانا اور بے تکلفی کے ساتھ ہر کسی سے بات کرنا جو آج کل ایک فیشن بن چکا ہے یہ انسان کو تباہی و بربادی کے عمیق غار کی طرف لے جانے والا ہے اور انہیں فضول خرچیوں کی وجہ سے آج شادی بڑی مہنگی ہوگئی ہے زنا آسان ہوگیا ہے اگر شادیاں سستی ہوں گی تو زنا کا صدور کم سے کم ہوگا۔ اس کیلئے شادیوں میں گانے بجانے اور بیجا خرچ کرنے سے حتی الامکان بچنے کی ضرورت ہے۔

تمام باجے حرام ہیں

مسلک حنفی میں کل باجے حرام ہیں: ہدایہ شریف میں ہے: ”اِنَّ الْمَلَاهِيَ كُلَّهَا حَرَامٌ حَتّٰى التَّغَنّي بِضَرْبِ الْقَضِيْبِ“ نیز بزازیہ ودرمختار میں ہے کہ: ”اِسْتِمَاعُ صَوْتِ الْمَلَاهِيْ كَضَرْبِ قَصَبٍ وَ نَحْوِهٖ حَرَامٌ“

برخلاف مسلک شافعی کے ان کے یہاں مباح اور ترک اولیٰ ہے۔ دف بھی چوں کہ باجا ہے لہٰذا حنفیہ نے تشریح کردی کہ دف بھی حرام ہے: ”اِسْتِمَاعُ ضَرْبِ الدَّفِّ وَالْمِزْمَارِ وَغَيْرِ ذَالِكَ حَرَامٌ وَ فِيْ شَرْحِ النِّقَايَةِ اَمَّا الْاِسْتِمَاعُ

فَكَالْاِسْتِمَاعِ ضَرْبِ الدَّفِّ وَ الْمِزْمَارِ وَالْغَنَاءِ وَغَيْرِ ذَالِكَ حَرَامٌ ابوالمکارم میں ہے كَرِهَ (تَحْرِيْمًا)، لَهْوٌ كَضَرْبِ الدَّفِّ وَالْمِزْمَارِ۔

مجموعہ فتاویٰ عزیزیہ رسالہ غنا میں کئی عبارتیں منقول ہیں، غنا وضرب، بربط و دف، اوتار، وطنبور است وآن ہم بایں نص حرام اند۔

” مَنِ اسْتَحَلَّهٗ فَقَدْ كَفَرَ وَ فِيْ فَتَاوٰى الْبَيْهَقِيْ اَلتَّغَنّي وَ اسْتِمَاعُهٗ وَ ضَرْبُ الدَّفِّ وَ جَمِيْعُ اَنْوَاعِ الْمَلَاهِيْ حَرَامٌ وَاسْتَحَلَّهٗ كَافِرٌ وَ فِي النِّهَايَةِ اَلتَّغَنّي وَ الطَّنْبُوْرُ وَ الْبَرْبَطُ وَ الدَّفُّ وَ مَا يَشْبَهُ ذَالِكَ حَرَامٌ“

مالا بدمنہ میں ہے: ”ملاہی ومزامیر وطنبور ودہل، ونقارہ ودف وغیرہ بالاتفاق حرام اند“

دف بجانا کب جائز ہے؟

مسلک شافعی میں بموقعہ شادی وختنہ دُف بجانا مباح ہے اور سوائے شادی و ختنہ حرام ہے چناں چہ علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب کف الرعاع عن محرمات اللهو والسمع مطبوعہ مصر صفحہ نمبر۳۷ علی ہامش الزواجر میں لکھتے ہیں: ”اَلْقِسْمُ الرَّابِعُ فِي الدَّفِّ الْمُعْتَمَدِ مِنْ مَذْهَبِنَا اَنَّهٗ حَلَالٌ بِلَا كَرَاهَةٍ فِيْ عُرْسٍ وَ خِتَانٍ وَ تَرْكُهٗ اَفْضَلُ وَهٰذَا حُكْمُهٗ فِيْ غَيْرِهِمَا فَيَكُوْنُ مُبَاحًا اَيْضًا عَلَى الْاَصَحِّ وَ فِي الْمِنْهَاجِ وَ غَيْرِهٖ وَ قَالَ جَمْعٌ مِنْ اَصْحَابِنَا اَنَّهٗ فِيْ غَيْرِ هِمَا حَرَامٌ“

اور پیشوائے طریقہ سہروردیہ حضرت عارف باللہ شیخ المشائخ شہاب الدین سہروردی، شافعی علیہ الرحمۃ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں:

”فَاَمَّا الدَّفُّ وَالشَّبَّابَةُ وَ اِنْ كَانَ فِيْهِمَا فِيْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ فَصِحَّةُ الْاَوْلٰى تَرْكُهَا وَالْاَخْذُ بِالْاَحْوَطِ وَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْخِلَافِ“ یعنی

باوجودیکہ مسلک شافعی میں دف کوم جھانجہ کے ساتھ بجانا بھی مباح ہے اور مسلک شافعی میں بڑی وسعت ہے مگراس کا ترک کردینا بہتر ہے۔

بہتری اور احتیاط اسی میں ہے کہ''دَف'' بالکل ترک کردیا جائے دیکھو شیخ سہروردی کا یہ کتنا نفیس خیال ہے جب ہمارے مسلک میں مباح ہے نہ مستحب، کہ بجانے سے ثواب ملے اور نہ واجب کہ ترک کردینے سے گناہ ہو پس خیریت اس کے ترک کردینے میں ہے، کیوں کہ اور مسلک جیسے حنفیہ وغیرہ میں حرام ہیں اور حرام سے گناہ ہوتا ہے تو خطر اور شبہ سے خالی نہیں اور شبہ کی چیزوں کا ترک کردینا تاکیدی حکم ہے۔قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ '' فَمَنِ التَّقٰی الشُّبُھَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِیْنِہٖ وَ عِرْضِہٖ وَ قَالَ دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَالَایُرِیْبُکَ''.

پھر سہروردی نے فرمایا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے دَف کومسلمانوں کا طریقہ نہیں بتلایا: ''عَنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ اِنَّہُ قَالَ لَیْسَ الدَّفُّ مِنْ سُنَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ''.

دَف کے متعلق دیگر احکام

مسلک شافعی میں جو بتقریب نکاح وختنہ دف کا مباح ہونا لکھا ہے وہ مطلقاً مباح نہیں ہے بلکہ چند قیود وشرائط کے ساتھ مقید ومشروط ہے ان شرائط کا لحاظ ضروری ہے ورنہ اباحت نہ رہے گی اور صاف حرمت آجائے گی، علامہ ابن حجر مکی شافعی نے ان شرائط کو اپنے رسالہ''کَفُّ الرِّعَاعِ عَنْ مُحْرِمَاتِ اللَّھْوِ وَالسِّمَاعِ'' میں مفصلاً تحریر فرمایا ہے اس کا ضروری خلاصہ بیان کیا جاتا ہے اور اس کے بعد معلوم ہوگا کہ احناف کے لئے بھی یہ شرائط قابل لحاظ ہیں اور شرط یہ ہے کہ خاص عورتیں اور لڑکیاں دف بجانے والی ہوں، اور حکم اباحت انہیں کے بجانے میں ہے نہ کہ مردوں

کے، پس اگر تقریب نکاح یا ختنہ میں مرد بجائے گا تو جائز نہ ہوگا اور وہ مرد بوجہ تشبہ بالنساء کے ملعون ہوگا کیوں کہ سلف میں کسی مرد کا بجانا ثابت نہیں ہوا، ,,دف،، کے بجانے میں جس قدر احادیث وآثار ثابت ہیں سب میں صرف عورتوں یا لڑکیوں کا ذکر ہے چناں چہ عبارت یہ ہے:

انا اذا بحناالدَفَّ فَاِنَّما نَبِیْحُہٗ لِلنِسَاءِ خَاصَّۃً وَّ عِبارَت مِنْھَاجَہُ وَ ضَرْبُ الدَّفِّ لایَحُلُ اِلَّا لِلنِسَاءِ لِاَنَّہٗ فِی الْاَصْلِ مِنْ اَعْمَالِھِنَّ وَقَدْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَشَبِّھِیْنَ بِالنِّسَاءِ (اِلٰی قَوْلِہٖ)لَمْ یَحْفِظْ عَنْ اَحْدِ مِنْ رِجَالِ السَّلْفِ اَنَّہٗ ضَرْبُ بِہٖ وَ بِاَنَّ الْحَدِیْثَ وَ الْآثَارَ اِنَّمَا وردت فِیْ ضَرْبِ النِّسَاءِ وَالْجَوَارِی بِہٖ اِنْتَھٰی مُلَخَّصاً.

دوسری شرط یہ ہے کہ جھنجھنا بجانے میں کوئی تکلف نہ کیا جائے کہ طرب یعنی خوش آوازی نہ معلوم ہو بلکہ بالکل سادگی کے ساتھ ہاتھوں سے پیٹا جاوے چنانچہ فرماتے ہیں:''وَخَلاَ عَنِ الصَّنجِ وَ نَحْوِہٖ وَ عَنِ التَّانِکِ وَالتَّصَنُّعُ فِیْ الضَّرْبِ بِاَنْ یَّکُوْنَ الضرب بِالْکَفِّ''.

پھر لکھتے ہیں کہ دف اسی طریقہ سے مباح ہے جیسا عرب لوگ بجاتے ہیں کہ اس میں رقص وسرور نہ پایا جاوے کہ اس میں بھی ایک طرح کی صنعت طرب ہے، عبارت یہ ہے:'' وَاِنَّمَایُبَاحُ الدَّفُّ الَّذِیْ تَضْرِبُ بِہٖ الْعَرَبُ مِنْ غَیْرِ زَفْنٍ اَیْ رَقْصٍ فَاَمَّا الدَّفُّ الَّذِیْ یَزْفِنُ بِہٖ وَ یَنْقُرُ اَیْنَ بِرَأسِ الْاَنَامِلِ وَ نَحْوِھَا عَلٰی نَوْعٍ مِنَ الْاَنْعَامِ فَلایَحِلُّ الضَّرْبُ بِہٖ''.

تیسری شرط یہ ہے کہ وقت نکاح یا وقت زفاف یا اس کے بعد تھوڑی دیر تک عورتیں دف بشرائط مذکورہ بجاویں چناں چہ لکھتے ہیں کہ: وَالْمَعْھُوْدُ عَرْفًا اَنَّہُ یَضْرِبُ بِہٖ وَقْتُ الْعَقْدِ وَ وَقْتُ الزُّفَافِ وَ بَعْدُہٗ بِقَلِیْلٍ،،.

اس زمانہ میں دف بجانا کیسا ہے؟

علامہ ابن حجر نے ماوردی کا قول لکھا ہے کہ اب ہمارے زمانہ میں استعمال دف مکروہ ہے، کیوں کہ بیوقوفی اور سفاہت پائی جاتی ہے، عبارت یہ ہے: ,, وَاَمَّا فِیْ زَمَانِنَا قَالَ فَیُکْرَہُ فِیْہِ لِاَنَّہٗ اَدّٰی اِلَی السُّخْفِ وَالسَّفَاھَۃِ،،

اس پر علامہ نے لکھا ہے کہ ہمارے اور ماوردی کے زمانہ میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے اب تو اس سے زیادہ خرابی آگئی، میں کہتا ہوں کہ علامہ ابن حجر کو بھی گزرے ہوئے قریب چار سو برس ہوئے۔ خیر وصلاح کا نام نہیں ہے، اب تو باوجود لحاظ شرائط مذکورہ ترک کر دینا چاہیئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہ کا اتباعِ سنت میں انہماک

کسی روایت سے بھی ثابت نہیں کہ زمانہ رسالت میں کسی صحابی نے اعلان نکاح کے لئے دف بجا کر اس حدیث کی تکمیل کی ہو، حالاں کہ صحابہ کرام کو اتباع سنت میں جو شغف تھا وہ علماء پر مخفی نہیں اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ خود حضور اکرم ﷺ نے متعدد نکاح اپنے اور اپنی صاحبزادیوں کے فرمائے کبھی کسی نکاح میں آپ نے دف بجانے کا حکم نہیں دیا" مَنْ اَدَّعٰی فَعَلَیْہِ الْبَیَان" زیادہ سے زیادہ بخاری شریف کی حدیث ربیع بنت معوذ سے ثابت ہے کہ چند نابالغ لڑکیوں نے بعد زفاف کے دف بجایا تھا اس حدیث سے بالغ کے دف بجانے کا جواز سمجھنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے کیوں کہ لڑکیاں غیر مکلّف تھیں اگر کسی روایت سے بالغ عورتوں کا بجانا ثابت بھی ہو جائے تو اس کے جواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث کافی ہے: "اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ ضَرْبِ الدَّفِّ وَ لَعْبِ الصَّنْجِ وَ ضَرْبِ الزِّمَارَۃِ".

یعنی اس حدیث کی رو سے کہا جائے گا کہ اگر حضور ﷺ نے اجازت دی ہو گی تو پھر منع فرما دیا جس کو علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا، علاوہ اس کے رسول اللہ کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دف کو "مَرْمُوْزُ لِشَّیْطَان" کہا اور حضور ﷺ نے سکوت فرمایا۔ پس بموجب اس روایت کے جب "مَرْمُوْزُ الشَّیْطَان" ٹھہرا تو یہ کیوں کر ممکن ہے کہ صحابہ کرام اس سے اعلان نکاح کرتے، پس اکثر مشائخ حنفیہ کا حدیث ضرب دف سے اعلان اور تشہیر مراد لینا بجا ہے، کیوں کہ زبان عربی اور فارسی کے محاورہ میں صرف دف بول کر اعلان اور تشہیر مراد ہوا کرتی ہے، زبان عربی کا حال تو ابھی علامہ تورپشتی اور علامہ فقیہ امام الہدیٰ ابو اللیث سمرقندی اور علامہ عمر ابن محمد بن عوض سلامی رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال سے معلوم ہو چکا، فارسی میں بھی دف زدن کے معنی اعلان کردن وشہرت دادن کے ہیں، نظیر کے طور پر حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا شعر جو بوستاں میں ہے ملاحظہ فرمائیے۔

یکے را چو من دل بدست کسے — گوبردو و می برد خواری بسے
پس از ہوشمندی وفرزانگی — بدف بر زندش بدیوانگی

مصرعہ اخیر کا ترجمہ: اس دیوانگی کا دُف بجایا یعنی اس کو دیوانہ مشہور کیا، پس جس طرح یہاں دف بجانے سے مشہور کرنا مراد ہے، اسی طرح حدیث کا مطلب ہے کہ نکاح کو اعلانیہ کرو اور خوب مشہور کرو۔

تقریبِ نکاح میں غیر شرعی کام

نبی کریم ﷺ نے فرمایا خَیْرُ النِّکَاحِ اَیْسَرُہٗ سب سے بہتر نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہو ایک دوسری روایت میں ہے "اَعْظَمُ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَؤُنَۃً" جس نکاح میں کم خرچ ہو وہ اس نکاح میں برکت زیادہ ہوتی ہے لیکن آج کل

لوگ نام ونمود اور شہرت کے لئے شادیوں میں اس قدر اسراف اور فضول خرچی کرتے ہیں کہ ایک غریب آدمی کے لئے اپنی لڑکی کی شادی کرنا ایک مشکل کام ہوگیا ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے عزت حاصل کرنے کے لئے شادی کی اس کو ذلت ورسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا اور جس نے مال کے لالچ میں شادی کی اس کو فقر وفاقہ اور تنگدستی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا آج کل شادی کے لئے مالداری کو معیار قرار دیا جارہا ہے لڑکی کے اخلاق وسیرت کی طرف نظر نہیں کی جاتی بلکہ اس کے حسن و جمال اور مالداری کو دیکھا جارہا ہے اور شہر کے اس شادی محل میں شادی کی جاتی ہے جس کا کرایہ سب سے زیادہ لگتا ہو اور لاکھوں روپئے کھانے پر خرچ کئے جاتے ہیں اور بے حیائی کے بہت سارے کام انجام پاتے ہیں، یہ ساری کی ساری چیزیں آج غیروں کی طرف سے مسلمانوں میں درآئی ہیں اور افسوس تو اس بات پر ہے کہ اچھے خاصے دین دار اور پرہیزگار لوگ بھی اس میں بکثرت ملوث ہیں شادی کارڈ کے چھپانے اور شادی محل کے بھاڑے پر اتنی بڑی رقم خرچ کی جارہی ہے کہ اس سے اوسط گھرانے کی کئی لڑکیوں کی شادی ہوسکتی ہے لیکن اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہوتی، اسی وجہ سے آج قوم کی بہت سی بیٹیاں جوان ہیں ان کی شادی کا کوئی بندوبست نہیں ہو پارہا ہے۔ مسلمانوں کی ایک ایسی تنظیم ہونی چاہئے جو غریب بچیوں کی شادی کا انتظام کرے اور مالداروں کو شادیوں میں بیجا خرچ کرنے سے روکے تاکہ معاشرے کی اصلاح ہو اور گندے ماحول سے معاشرہ نجات پائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

اسلام کی نظر میں ماں کا مقام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَفِصٰلُهٗ فِىْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْلِىْ وَ لِوَالِدَيْكَ اِلَىَّ الْمَصِيْرُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

معزز حاضرین اور خواتین اسلام!

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تذکرہ اپنی عبادت اور توحید کے ساتھ ساتھ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کے اعمال میں خدا تعالیٰ کی عبادت کے بعد سب سے بڑا درجہ والدین کی اطاعت وفرمانبرداری ہی کا ہے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا گیا کہ اگر والدین کافر ومشرک ہوں تو کفر وشرک میں تو ان کی موافقت نہ کی جائے مگر دنیوی معاملات

میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے ارشاد باری تعالیٰ ہے ''وَاِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَالَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا'' اور اگر والدین تم کو مجبور کر رہے ہیں کہ میرے ساتھ اس چیز کو شریک کرو جس کا تمہیں علم نہیں ہے تو تم ان کی اطاعت مت کرو اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ احادیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے والدین کے ساتھ حسن خلق کا بڑا تاکیدی حکم دیا ہے اور اطاعت وفرمانبرداری کرنے پر جنت کی خوش خبری اور نافرمانی کرنے پر بڑی سخت وعیدیں سنائی ہیں۔ ایک موقع پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا هُمَا جَنَّتُکَ وَ نَارُکَ والدین ہی تمہاری جنت ہیں اور وہی تمہارے لئے جہنم ہیں، مطلب یہ ہے کہ اگر ان کی اطاعت وفرمانبرداری کرو گے تو اس کے بدلے میں تم کو جنت ملے گی اور اگر نافرمانی کرو گے تو جہنم تمہارا ٹھکانا ہوگا، ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''رِضَا الرَّبِّ فِی رِضَا الْوَالِدِ وَ سَخَطُ الرَّبِّ فِی سَخَطِ الْوَالِدِ'' اگر باپ راضی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہے اور اگر باپ ناراض ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہے ماں کا مرتبہ باپ سے بڑھا ہے۔ کیوں کہ ماں بڑی مشقتیں برداشت کرتی ہے، نو ماہ تک حمل، پھر ولادت کی بے انتہا تکلیف پھر رضاعت کی مدت میں بطور خاص دیکھ ریکھ اور اس کی تربیت کرنی پڑتی ہے اور بچے کی تعلیم وتربیت اور اس کے مستقبل کے سنوارنے میں عورتوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ ماں اگر چاہے تو اپنے بچے کو وقت کا قطب وابدال بنا سکتی ہے اس کی تعلیم وتربیت جیسی کی جائے گی ویسے ہی اس کے نتائج مرتب ہوں گے ماں کی ذمہ داریاں بہت اہم ہیں اور اس کے حقوق بھی بہت زیادہ ہیں ایک بہت بڑے تابعی گزرے ہیں اویس قرنی یہ حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں موجود تھے ان کی بوڑھی ماں تھیں انہیں کی خدمت کیا کرتے تھے حضور ﷺ سے ملاقات کی بڑی خواہش تھی مگر سفر دور کا اور ماں کی خدمت اور دیکھ

ریکھ کرنے والا کوئی نہ تھا اس بنیاد پر شرف صحابیت سے محروم رہ گئے اور حضور ﷺ نے ان کو اپنی ماں کی خدمت کرنے کے لئے مشورہ دیا جب کہ دنیا کا کوئی بڑا سے بڑا ولی بھی مقام صحابیت حاصل نہیں سکتا لیکن اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ماں کی خدمت کے باعث حضور ﷺ سے ملاقات نہ کر سکے۔

ماں کا درجہ باپ سے بڑا ہے

دوستو! اسلام نے ,, ماں،، کے ساتھ بڑا تکریم کا معاملہ کیا ہے، قرآن حکیم نے لوگوں کو ماں اور باپ کے درمیان تفریق کئے بغیر یکساں طور پر ان کا خیال رکھنے ان کا احترام کرنے اور ان کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، ''وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا الخ'' اور تیرے رب نے حکم دیا کہ بجز اس کے کسی اور کی عبادت مت کرو، اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کر، اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو کبھی ''ہوں'' بھی مت کر اور نہ ان کو جھڑک اور ان سے خوب ادب سے بات کر۔ (بنی اسرائیل ۲۳)

تاہم اسلام نے باپ کی بہ نسبت ماں پر زیادہ توجہ دینے کی وصیت کی ہے، ''وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ'' اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے، اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑایا تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ (لقمان:۱۴) ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کی ہے اور بہر صورت ماں کو افضلیت کا درجہ بھی عنایت کیا گیا ہے، اور انسان کو مدت حمل، ایام

رضاعت اور پھر پرورش و پرداخت کی اذیتوں کو یاد دلا کر اپنی ماں کے ساتھ وفا شعاری اور قدر افزائی پر آمادہ کیا ہے، چناں چہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا زیادہ حقدار کون ہے؟ تو حضور ﷺ نے جواب دیا کہ ,تمہاری ماں،، پھر انہوں نے عرض کیا: ''پھر کون؟'' حضو ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری ماں'' پھر پوچھا ''پھر کون؟'' حضو ﷺ نے جواب دیا ''تمہارے والد''۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ'' (جنت ماں کے قدموں تلے ہے)۔

تاریخ اسلام میں مسلم ماؤں نے فرزندانِ باکردار کی تیاری میں جو بے نظیر کامیابیاں حاصل کی ہیں اس کی ڈھیر ساری مثالیں تاریخ کے صفحات میں ثبت ہیں، عبدالملک بن مروان کی ماں عائشہ بنت مغیرہ اور ابوحفص عمر بن عبدالعزیز کی ماں ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھیں جب کہ اندلس کے عبدالرحمٰن الناصر کی ماں نے دوریتیمی میں ان کی پرورش اور تربیت کی تھی، اس قابل فخر فرزند سے اتنی بڑی شخصیت نے جنم لیا جس پر اندلس میں اہل اسلام کی حکومت فخر کرتی تھی۔ اور پوری دنیا میں اس کا نام چلتا رہا اور دین کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں جس کی نظیر ملنی مشکل ہے علامہ اقبال مرحوم نے اسی کی منظرکشی کرتے ہوئے کہا ہے۔ ؎

اے گلستان اندلس وہ دن ہیں یاد تجھ کو
تھا تیری ڈالیوں پہ جب آشیاں ہمارا

سچ تو یہ ہے کہ مائیں عظیم الشان کارنامے انجام دیتی ہیں ربیعۃ الرائے ایک بہت بڑے محدث اور فقیہ گزرے ہیں ان کے والد ایک فوجی آدمی تھے۔ جب ربیعۃ الرائے اپنی ماں کے پیٹ میں تھے تو ان کے والد نے چالیس ہزار اشرفیاں یعنی سونے کے سکے ان کی ماں کو دیئے اور فرمایا کہ میں جہاد کے لئے جا رہا ہوں جب میں

واپس آؤں گا تم سے ان اشرفیوں کا حساب لوں گا کہ کہاں خرچ کیا یہ چلے گئے اور ستائیس سال تک جہاد کرتے رہے اور ان کی بیوی نے ایک لڑکا جنم دیا ماں نے اس کی تعلیم وتربیت کا بندوبست کیا اور پورے پیسے اس لڑکے کی تعلیم پر صرف کر دیئے جس کے نتیجے میں وہ لڑکا اپنے دور کا امام بنا جس کو دنیا ربیعۃ الرائے کے نام سے جانتی ہے۔ مسجد نبوی میں ان کا حلقہء درس لگتا تھا امام مالک جیسے لوگ ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا کرتے تھے۔ ستائیس سال کے بعد جب یہ اپنے گھوڑے پر سوار گھر میں داخل ہونے کے لئے دستک دیتے ہیں تو اندر سے ایک ستائیس سالہ نوجوان نکلتا ہے یہ طیش میں آتے ہیں کہ میرے گھر میں ایک غیر شخص آ کر رہتا ہے اس کو ڈانٹتے ہیں کہ میرے گھر میں تم کیسے آ گئے اور نوجوان کہتا ہے کہ یہ تو میرا گھر ہے دونوں میں گرم گرم بات ہو رہی تھی قریب تھا کہ ہاتھاپائی کی نوبت آجاتی، بیوی نے اپنے شوہر کا نام سن لیا تو فوراً دروازے پر آئی اور کہا کہ یہی تمہار بیٹا ہے جو تمہارے جانے کے بعد پیدا ہوا پھر دونوں باپ بیٹے خوب گلے مل کر روئے بیوی سوچ رہی تھی کہ میں ان اشرفیوں کا حساب کیسے دوں۔ آخر کیسے میرا شوہر یقین کرے گا کہ میں نے وہ اشرفیاں اس پر خرچ کی ہیں، شوہر نے پوچھا کہ میری وہ امانت کہاں صرف کی ہے؟ بیوی نے کہا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے جائیے نماز پڑھ کر آئیے بعد میں حساب دوں گی، اب یہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد نبوی میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان مسند درس پر جلوہ افروز ہے اور بڑے بڑے علما اور دانشوران اس سے علم حاصل کر رہے ہیں کافی دیر تک یہ منظر دیکھتے رہے۔ چوں کہ بیٹے کو ابھی رات میں ہی دیکھا تھا اس لئے پہچان نہ سکے کہ یہ میرا لڑکا ہے جب گھر واپس لوٹے تو بیوی سے تذکرہ کیا کہ مسجد نبوی میں ایک نوجوان کو میں نے دیکھا جس کو اللہ نے بڑی عزت عطا فرمائی اور علم دین کا بہت بڑا حصہ عطا کیا کہ بڑے بڑے اہل علم اس نوجوان سے کسبِ فیض کر

رہے ہیں تو بیوی نے کہا کہ وہ چالیس ہزار اشرفیاں بہتر ہیں یا یہ نوجوان تو شوہر نے کہا کیا بات کرتی ہو اس نوجوان کے مقابلہ میں ان اشرفیوں کی کیا حیثیت ہے۔تو بیوی نے کہا کہ میں نے وہ اشرفیاں اسی نوجوان پر خرچ کی ہیں اور وہ آپ کا لڑکا ہے جس کو آپ پہچان نہ سکے تو شوہر نے خوش ہو کر کہا اللہ کی قسم تم نے وہ پیسے ضائع نہیں کئے، اللہ تعالیٰ آج بھی ایسی مائیں پیدا فرمائے جو دین کی خاطر اپنی اولاد کو اس طریقے سے تیار کرسکیں۔آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

میدانِ جہاد میں

عرب خواتین کی مجاہدانہ خدمات

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِىَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

میری محترم ماؤں اور بہنو! ہم جب تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دین کی خدمات جس طرح مردوں نے کی ہے اسی طرح عورتیں بھی ان کے شانہ بشانہ رہیں اور خدمتِ دین اور اشاعت اسلام کے لئے انھوں نے ہر طرح کی قربانیاں پیش کی ہیں آج مردوں کے کارنامے اور دین کے لئے ان کی سعی وکوشش کو تو بڑی کثرت سے کتابوں میں درج کیا گیا جن کو ہم پڑھتے اور سنتے ہیں مگر افسوس کہ عورتوں کا تذکرہ اتنا نہیں کیا جاتا جتنا کہ ان کا حق ہے تو مناسب معلوم ہو رہا ہے کہ آج ان عرب خواتین کی خدمت کا ایک گوشہ آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے کس طرح دین کا کام لیا ہے اور بعد کی نسلوں کے لئے نمونہ بنایا ہے کہ تم بھی اس طرح کی خدمات انجام دے سکتی ہو البتہ عزم وحوصلہ کو بلند رکھو کیوں کہ حوصلہ اور عزم کا ہونا انتہائی ناگزیر ہے پھر خدمت دین کا کوئی گوشہ اور وہ بھی جہاد جیسا اہم ترین فریضہ عورت کے لئے اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ حد سے زیادہ شوق اور خدمت دین کی بے انتہا فکر ہو جیسا کہ عرب خواتین میں تھا اور دین اسلام کے لئے اپنی ہر چیز حتی کہ اولاد کو بھی قربان کرنے کے لئے تیار تھیں اگر شوہر کافر تھا تو اس کو بھی چھوڑ دیا اور یہ سب حضور ﷺ کی تعلیم وتدریس کا نتیجہ اور اثر تھا۔

مردوں کے ساتھ عورتیں بھی میدان جہاد میں

ان ضمانتوں کے زیر سایہ جن کے ذریعہ عرب خواتین کے لئے سماج میں پر امن اور جدید صورت حال کا تکفل کیا گیا اور ان کے لئے آزاد اور باعزت زندگی تسلیم کی گئی، یہ فطری بات تھی کہ خواتین آغاز اسلام میں عام زندگی کے مختلف پہلوؤں میں سرگرم اور نفع بخش حصہ لیتی تھیں۔ ابتدائے اسلام میں مسلم خواتین اسی طرح تکلیف، ظلم اور مہاجرت کی اذیتیں برداشت کرتیں جس طرح مردوں نے برداشت کی تھی،

جب اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو جنگ لڑنے اور خود کی مدافعت کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی تو مردوں کے شانہ بشانہ مسلم عرب خواتین میدان جنگ میں حاضر رہیں، تاریخ میں ان صحابیات کے نام محفوظ ہیں جو بیماروں کی تیمارداری کرنے، زخمیوں کے ساتھ غم خواری کرنے اور انہیں پانی پلانے کے لئے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مختلف جنگوں میں نکلتی تھیں، انہیں صحابیات میں حضرت امیہ بنت قیس غفاریہ، حضرت ام سنان اسلمیہ، حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہن رسول اللہ ﷺ کی دایہ حضرت ام ایمن اور حضرت کعیبہ بنت سعد اسلمیہ رضی اللہ عنہن..وغیرہا ہیں، غزوہ احد میں حضرت نسیبہ بنت کعب مازنیہ نے مثالی کارنامہ انجام دیا تھا، وہ غزوہ احد میں زخمیوں کی مدد کرنے اور پیاسوں کو پانی پلانے کے لئے نکلی تھیں، جب اس جنگ میں مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی اور میدان جنگ سے پلٹ کر بھاگنے لگے اس وقت حضرت نسیبہ ان تھوڑے سے جاں نثار صحابہ کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس موجود تھیں جو حضور ﷺ کا تحفظ کررہے تھے، حضرت نسیبہ خود حضور ﷺ کا دفاع کررہی تھیں اور اپنی جان حضور ﷺ پر نچھاور کررہی تھیں، ان کے جسم مبارک پر تیرہ (۱۳) زخم لگے تھے، حضرت خولہ بنت ازور نے اہل روم کے ساتھ جنگ میں قابل فخر کردار ادا کیا، جس پر حضرت خالد بن ولید نے ان کی خدمات کو پسندیدگی اور قدر کی نگاہ سے دیکھا، جنگ اجنادین اور جنگ یرموک میں ان کے نمایاں کردار کی داستان ہمیشہ زندہ وتابندہ رہے گی۔ نیز انھوں نے فتح مصر میں بھی شرکت کی تھی، جنگ صحورا میں عرب خواتین کی ایک جماعت کو رومیوں نے قید کرلیا تھا، انہیں خواتین مین حضرت خولہ بنت ازور بھی تھیں، حضرت خولہ خود سپردگی پر تیار نہ ہوئیں، بلکہ انھوں نے اپنی سہیلیوں میں جوش وامنگ پیدا کیا اور انہیں عجز وفروتنی اختیار کرنے سے روکا، چوں کہ وہ سب غیر مسلح تھیں، اس لئے حضرت خولہ نے انہیں خیموں کے ستون اور طنابوں کی رسیاں اور میخیں اپنے ہاتھ

میں کہا کہ ہمیں انہیں ستونوں اور میخوں سے ان کمینوں پر حملہ کی ابتداء کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے خلاف ہماری مدد فرمائے، اس طرح حضرت خولہ نے رومیوں پر حملہ کی ابتداء کی اور ان کے بعد ان کی دیگر سہیلیوں نے ان پر حملہ کیا، اس کی وجہ سے وہ ان کے پنجہ سے آزاد ہوگئیں، اس وقت ان کی زبان پر یہ اشعار تھے۔

نحن بنات تبّع و حمیر
و ضربنا فی القوم لیس ینکر
لأننا فی الحرب نار تُسعر
الیوم تسقون العذاب الاکبر

’’ہم قبیلہ تبع اور حمیر کی بیٹیاں ہیں، لوگوں میں ہماری طاقت وسطوت مسلم ہے، میدان جنگ میں ہم دہکائی آگ ہوتے ہیں۔ آج تمہیں بڑے عذاب کا مزا چکھنا ہوگا‘‘۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا بے مثال صبر

آپ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا غزوۂ احد کے لئے مدینے کی خواتین کے ساتھ نکل پڑیں تا کہ مجاہدین کو پانی پلائیں زخمیوں کو دوا علاج کی مدد فراہم کریں اور دیگر ان جیسے کاموں میں مدد کریں وغیرہ خدمات کو انجام دیں اور اس غزوہ میں بعض مسلمان کی ذہنی غلطی کی وجہ سے فتح کے بعد شکست کا منہ دیکھنا پڑا تو جو مسلمان پیچھے کی طرف مڑ رہے تھے حضرت صفیہ اپنے نیزے سے ان کے چہروں کی طرف مار رہی تھیں کہ تم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ رہے ہو پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کے فرزند حضرت زبیر سے فرمایا اے زبیر عورت (یعنی ان کو واپس کرو) پھر دوبارہ فرمایا ان سے ملو اور ان کو واپس کر دو تا کہ ان کے حقیقی بھائی

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کو نہ دیکھ لیں کیوں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو حضور اکرم ﷺ کے سگے چچا تھے ان کا پیٹ چاک کر دیا گیا تھا اس کے علاوہ ان کے جگر کو نکال کر چبایا گیا تھا تو اس لئے حضور ﷺ نے منع فرمایا کہ ان کی بہن ان کو دیکھیں اور پھر منظر کی تاب نہ لا سکیں تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور عرض کیا اے امی جان رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم فرما رہے ہیں کہ واپس لوٹ جائیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا بے شک مجھ کو خبر مل چکی ہے کہ میرے بھائی کی شکل بگاڑ دی گئی ہے اور یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہوا ہے اس لئے جو کچھ بھی ہوا ہے میں انشاء اللہ صبر کروں گی اور صرف اللہ سے ثواب کی امید کروں گی، تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا ان کا راستہ چھوڑ دو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آئیں دیکھا اور ان کے لئے دعائے استغفار کیا اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن پڑھا اور عظیم صبر کا مظاہرہ کیا پھر حضور ﷺ نے ان کے اور دوسرے شہداء کے دفن کا حکم فرمایا حضور ﷺ نے صفیہ کے صبر کو بہت پسند فرمایا اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بہادری

غزوۂ خندق کے موقع پر جب کہ سارے کفار اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لئے متحد و متفق ہو کر مدینہ پر چڑھ آئے تھے اور مسلمان خندق کے پاس تھے مسلمانوں کی تعداد بھی کوئی زیادہ نہ تھی آس پاس کے یہودی قبائل موقع کی تلاش میں تھے کہ کب موقع ملے اور مسلمانوں کو نقصان پہونچائیں اس لئے حضور ﷺ نے عورتوں کو ایک قلعہ میں جمع کر دیا ایک یہودی قلعہ کے باہر چکر کاٹ رہا تھا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں اس یہودی سے مطمئن نہیں ہوں ممکن ہے کہ

جا کر یہودیوں کو باخبر کردے کہ ہمارے قلعہ میں صرف عورتیں ہی ہیں اسلئے جاؤ اس یہودی کو قتل کردو تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عبدالمطلب کی بیٹی تجھے معلوم ہے کہ میں کوئی کام نہیں کرسکتا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ہی خیمہ کی ایک لکڑی سے اس یہودی کو مار مار کر ہلاک کردیا پھر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ اس کا سامان لے آؤ وہ چوں کہ غیر محرم ہے اسلئے میں اس کا سامان اس کے بدن سے نہیں نکال سکتی، حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس کے سامان کی حاجت نہیں۔ الغرض اس طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے مسلمانوں کو یہودی کے مکروفریب سے راحت دلائی اور بہادری، دل کی مضبوطی کا مظاہرہ کیا اور یہ کوئی تعجب کی چیز بھی نہیں کیوں کہ بہن کس کی تھیں؟ جس کے بارے میں خود رسول اللہ ﷺ نے "اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ" یعنی اللہ کا شیر اور رسول اللہ کا شیر فرمایا یعنی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں اور حضرت زبیر بن عوام کی ماں تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے شہسوار تھے۔ اس طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پہلی مسلم خاتون ہیں جنھوں نے ایک یہودی کو ٹھکانے لگایا۔

عرب مسلم خواتین کے کارناموں کی یہ چند مثالیں ہیں، جب کہ مردوں کے شانہ بشانہ میدان جنگ میں وقوف کرنے والی، اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا، جویریہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہا، غزالہ الحروریہ رضی اللہ عنہا اور لیلیٰ بنت طریف رضی اللہ عنہا وغیرہ جیسی بے شمار خواتین کے نام تاریخ اسلام کی کتابوں میں موجود ہیں۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی حق گوئی و بے باکی

میں ایک اور خاتون حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کے متعلق عرض کرتا ہوں جنھوں نے کئی غزوات میں شرکت کی اور اللہ تعالیٰ نے حق بات کہنے کی عظیم

قوت عطا فرمائی تھی اور ظالم کے سامنے حق بات کہہ دینا افضل جہاد ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ كَلِمَةَ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ" جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ظالم حجاج بن یوسف نے سولی پر چڑھا دیا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حجاج بن یوسف کے پاس گئیں اس وقت نابینا ہوچکی تھیں انھوں نے حجاج سے کہا کیا اس سوار کے اترنے کا وقت نہیں آیا یعنی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سولی سے اترنے کا وقت نہیں آیا تو حجاج نے کہا یہ منافق تھا؟ تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اللہ کی قسم یہ منافق نہیں تھا بلکہ روزے رکھنے والا اور راتوں کو نماز پڑھنے والا تھا اور حسن سلوک سے پیش آنے والا تھا حجاج نے کہا بڑھیا تو چلی جا تیری عقل خراب ہوگئی ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی قسم میری عقل خراب نہیں ہوئی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ثقیف کے قبیلے میں ایک بہت بڑا جھوٹا اور ایک بہت بڑا فسادی ہوگا۔ بہت بڑے جھوٹے کو تو ہم دیکھ چکے یعنی مختار بن عبید ثقفی کو اور فسادی میرے خیال میں تو ہی ہے ایک روایت میں ہے کہ حجاج نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو بلوایا، انھوں نے آنے سے انکار کردیا اس نے پھر قاصد بھیجا کہ ضرور چلی آؤ ورنہ میں ایسا شخص بھیجوں گا جو تیرے بال پکڑ کر کھینچ کر لائے گا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا خدا کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی یہاں تک کہ تو کوئی ایسا شخص بھیجے جو میرے بال پکڑ کر کھینچتا ہوا لے جائے اس پر حجاج خود روانہ ہوا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آکر کہنے لگا کہ تو نے دیکھا کہ میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا کیا یعنی تیرے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کردیا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے برجستہ جواب دیا میرے نزدیک اس جنگ کا خلاصہ یہ ہے کہ تو نے میرے بیٹے کی دنیا خراب کردی اور اس نے تیری آخرت خراب کردی۔ آج کہاں ہیں ایسے بہادر لڑکے اور ایسی نڈر و بے باک مائیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی

ہمت اور حق گوئی کو دیکھو اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شجاعت پر نظر کرو، یہ حضرات صحابہ کے حالات ہیں ان میں مرد و عورت اور بچے سبھی اسلام کے شیدائی اور فدائی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی بہادری اور دلیری اور عبادت اور اخلاص کا کچھ حصہ ہمیں بھی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوانا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

شعر وادب کے میدان میں

مسلم عورتوں کی خدمات

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالسَّلَامُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ضَرَبَ اللّٰهُ مثلاً لِلّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَون اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بيتاً فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ و نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

عزت مآب میری پیاری ماؤں اور بہنو! اللہ رب العزت نے جس طرح مردوں کے اندر صلاحیت رکھی ہیں اسی طرح بہت سی عورتوں میں اللہ تعالیٰ نے بے

شمار خصوصیات ودیعت کی ہیں اور جس طرح سے مردوں نے دین و دنیا کے مختلف میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دیئے اور اپنی عظمت وسطوت کے سکہ بٹھائے اور بعد میں آنے والے لوگوں کیلئے نمونہ چھوڑ گئی تاریخ نے ان کے کارناموں کو سراہا اور داد دی آج بھی ان کے نام اوراق تاریخ پر ثبت ہیں لیکن تاریخ کی ستم ظریفی کہئے یا بدنصیبی عورتوں کو وہ مقام ومرتبہ نہ مل سکا جو ان کی خدمات کے صلہ میں ملنا چاہئے تھا۔
حقیقت تو یہ ہے کہ عورتیں کسی بھی میدان میں پیچھے نہیں رہیں خواہ کفار سے جنگ و جدال اور قتال کا معاملہ ہو یا علم دین حاصل کرنے اور احادیث روایت کرنے کا مسئلہ ہو جہاں بھی دیکھیں عورتوں کو مردوں کے شانہ بہ شانہ دین کی خدمت انجام دیتے ہوئے پائیں گے۔ اگر مردوں میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں تو عورتوں میں عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا ہیں، اگر تقویٰ و پرہیزگاری میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں تو عورتوں میں رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا ہیں، اگر راویوں میں بکثرت حدیث روایت کرنے والے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں تو عورتوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں جن سے بڑے بڑے صحابہ اہم اہم مسائل میں رجوع فرمایا کرتے تھے جو بہت بڑی فاضلہ اور فقیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ شعروادب میں بھی ید طولیٰ رکھتی تھیں۔

شعروادب کی شہسوار حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

اسی طریقہ سے شعروادب میں اعلیٰ مقام رکھنے والی صحابیات میں ایک نام ملتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا، جو صبر وشکر کی پیکر مجاہدہ، غازیہ اور شاعریہ خاتون تھیں۔ جس طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جہاد کے میدانوں میں کارنامے انجام دئے اسی طرح فصاحت وشیریں کلامی کے آسمان کو چھولیا تھا ان کے اشعار ان کے منہ سے دلچسپ خوشگوار معانی کی بارش کرتے تھے وہ اپنے بیٹے حضرت

زبیر رضی اللہ عنہ کو اشعار سناتی تھیں جس سے ان کے اندر بہادری اور دلیری پیدا ہوئی۔ سیرت کی کتابوں میں ان کے اشعار محفوظ ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرب کی شاعرات میں سے ایک ممتاز شاعرہ تھیں۔ خصوصاً مرثیہ کہنے میں اپنی مثال آپ تھیں خواجہ عبدالمطلب کے بارے میں مرثیہ کہتیں ہیں۔

اَرِقْتُ لِصَوْتِ نَائِمَةٍ بِلَيْلٍ
عَلٰى رَجُلٍ بِقَارِعَةِ الصَّعِيْدِ

ترجمہ: مجھے رحم آتا ہے اس آواز پر جو رات کے وقت نوحہ کرنے والی کی ہے اس شخص پر جو مٹی کی مصیبت میں ہے۔

فماصنت عند ذلكم دموعی
عَلٰى خَدّى كمنحدر الفريد

پس میرے آنسو ایسے بہہ پڑتے ہیں میرے رخساروں پر جیسے گرتے ہوئے موتی۔ اسی طرح وہ اپنے بھائی زبیر بن عبدالمطلب کی وفات پر قصیدہ کہتی ہیں جو بہت دلچسپ اثر انگیزی حزن وملال کے نغموں سے پر ہے اور حضرت حمزہ کی شہادت پر بھی بڑا پردرد مرثیہ لیکن سب سے زیادہ پردرد مرثیہ وہ ہے جو اپنے بھتیجے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر لکھا تھا۔

عيد جودی بدمعه و سهود
و اندلی خيرها لک مغفود

اے آنسوؤں اور بیداری کے ساتھ سخاوت کرنے والی آنکھ تو صبر کر اس میت پر جو بہتر ہے اور مغفور ہو گیا ہے چلا گیا ہے۔

و اندبی المصطفی و حزن شديد
حالط القلب فهو كالمعود

''اور مصطفیٰ پر اور سخت غم کے ساتھ ایسا غم جو دل میں اثر کر گیا ہو تو اس دلِ بیمار کی طرح جو بغیر سہارا (رسول) نہیں بیٹھ سکتا ہے''۔ الغرض عورتوں نے بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں بالخصوص عرب کی عورتوں نے حتیٰ کہ حکومت و سیاست میں بھی بڑا مؤثر کردار ادا کیا۔

عباسی خلفاء کی بیویوں کے عظیم الشان کارنامے

عرب اسلامی تہذیب کے ارتقاء اور حکومت عباسیہ کی عظمت کے زمانہ میں خلیفہ مہدی کی بیوی (ہادی اور رشید کی ماں) خیزران نے نہ صرف اپنے شوہر اور اپنے دو صاحبزادوں کی رہنمائی کی، بلکہ وہ حکومت عباسیہ کے اندرونی و بیرونی رجحانات پر بھی اثر انداز ہوئیں، معاصر مراجع میں یہ بات ملتی ہے کہ وہ ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کرتی تھی، بلکہ امراء و شعراء ان کے اثر و رسوخ سے استفادہ کرنے کے لئے ان کی مجلسوں میں حاضر ہوتے تھے، خیزران نے بنو امیہ کی معافی اور ان کے املاک انہیں واپس دلانے کے معاملہ میں اپنے شوہر مہدی پر اپنے اثر و رسوخ کا استعمال کیا، ان کے صاحبزادے ہادی نے منصب خلافت پر جلوہ افروزہ ہوتے ہی ان کے اثر و رسوخ کم کرنے کی کوشش کی اور امور سلطنت میں ان کی دخل اندازی کی راہ میں حائل ہونے لگا، اس کے باوجود خیزران کا مقام و مرتبہ اور ان کا نام اطراف حکومت میں گردش کرتا رہا، عباسی خلیفہ منصور کی پوتی، خلیفہ ہارون رشید کی بیوی اور خلیفہ مامون کی ماں یعنی زبیدہ بنت جعفر ایسے وقت میں تین خلفاء کی پوتی، بیوی اور ماں رہ چکی ہیں، جب کہ خلافت اسلامیہ معاصر دنیا میں سب سے بڑی روحانی اور سیاسی طاقت بن چکی تھی، خلیفہ ہارون رشید کی نگاہ میں ان کی بڑی اہمیت تھی اور بہت سے امور میں وہ ان کی بات سنتا تھا، زبیدہ نے راہ مکہ میں اہل مکہ اور حجاج کے لئے کئی

تنصیبات کھڑی کرنے اور بالخصوص پانی کا چشمہ کھودوانے کے لیے کثیر رقم صرف کی تھی، انھوں نے مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود اس پراجیکٹ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے انتھک کوشش کی۔

عباسی خلیفہ معتضد کی بیوی قطر الندی نے اپنے بیٹے کی بہترین کفالت کی اور جب تیرہ سال کی عمر میں اس کے بیٹے پر خلافت کی ذمہ داری ڈالی گئی تو اس نے حکمت و دانائی سے امور سلطنت کی پیروی کی چناں چہ اس نے دشمنوں کا مقابلہ کرنے اور فتنوں کا سد باب کرنے کے لئے لشکر بھیجے، ہوشمندی اور مہارت سے معاشی بحران کے مسئلہ کو سلجھایا، مظالم پر نظر رکھنے اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے وہ خود مجالس قضاء کی صدر بن گئی۔ اس نے سفارت کاروں اور وفود سے ملنے اور اپنی مجلس میں علماء اور شعراء کو جمع کرنے کا معمول بنایا۔

خلیفہ عبد الرحمٰن الناصر کی باندی زہراء کا نام تاریخ اندلس میں محفوظ ہے، عبد الرحمٰن الناصر کی اصلاحی سیاست میں اور اس دور میں اندلس کی سطح پر عام ہونے والی ثقافتی اور معاشرتی بیداری میں اس کے بڑے اثرات تھے، اس دور کے اندر عورتوں میں علم و ادب کا غیر معمولی شغف پایا جاتا تھا، خلیفہ کے محل میں انشاء پرداز اور ترجمہ نگار خواتین شعراء جمع ہوتی تھیں۔

حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا کا شعر و ادب میں مقام

صحابیات میں ایک اعلیٰ درجہ کی صحابیہ ہیں حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا جن کو شعر و ادب میں ید طولیٰ حاصل تھا، مخصوص مرثیہ کہنے میں اعلی مقام رکھتی تھیں ان کا نکاح سب سے پہلے صحابیٔ رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوا، چوں کہ اللہ نے حسن و جمال سے بھی نوازا تھا پھر بڑی اخلاق مند خاتون تھیں اس بنیاد پر

حضرت عبد اللہ بن ابوبکر ؓ ان سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے حتی کہ یہ محبت فکر معاش سے ان کو بے پرواہ کرتی تھی اور جنگوں میں شرکت کرنے میں بھی فرق پڑ گیا تو حضرت صدیق اکبر ؓ نے طلاق دینے کا حکم فرمایا تو نہ چاہتے ہوئے ان کو ایک طلاق رجعی دیدیا مگر پھر بھی دل انھیں کی طرف لگا رہتا اور اشعار میں بار بار تذکرہ بھی کیا کرتے تھے جب صدیق اکبر ؓ نے اس طرح کی محبت دیکھی اور اشعار سنے تو رجوع کرنے کی اجازت دے دی پھر نکاح کیا جب حضرت عبد اللہ ؓ شہید ہوگئے تو حضرت عاتکہ ؓ بڑی غمگین ہوئیں اور بڑا پُر درد مرثیہ کہا پھر دوسرا نکاح حضرت عمر فاروق ؓ سے کیا جب یہ بھی شہید ہوگئے تو زبیر بن عوام ؓ سے نکاح کیا پھر جب یہ بھی شہید ہوگئے تو حضرت علی ؓ نے پیغام نکاح دیا تو انھوں نے کہا کہ یہ تو بہت خوشی کی بات ہے مگر اے امیر المومنین میرا نکاح جس سے بھی ہوتا ہے وہ شہید ہی ہوجاتا ہے اور ابھی امت کو آپ کی بہت سخت ضرورت ہے اسلئے میں آپ سے نکاح کرنے سے معذرت خواہ ہوں اور شادی نہیں کی، ہر ایک شوہر کی شہادت پر مرثیہ کہا اور سب سے زیادہ حزن وملال سے بھرا مرثیہ اس وقت کہا جب کہ حضور ﷺ کا وصال ہوا۔ غرض حضرت عاتکہ ؓ شعروادب کی ماہرا اور بڑی صابرہ وشاکرہ خاتون تھیں۔

سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شعروادب میں بلا کی تاثیر رکھی ہے اس کے ذریعہ سے مردہ دلوں میں روح پھونکی جاسکتی ہے دلوں کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں یہی نہیں بلکہ حکومت وسیاست مین ان اشعار کے ذریعہ بڑے کام لئے جاتے ہیں۔

امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا نمایاں کردار

حکومت کی نشأۃ اور اس کے ارتقاء کے دور سے ادب وعلم کے میدان میں عرب خواتین کا نمایاں اور قابل لحاظ کردار رہا ہے، امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے بارے

میں مشہور ہے کہ انھوں نے عالمانہ انداز میں دین کی نشرواشاعت میں سرگرم حصہ لیا، چنانچہ ان سے ڈھیر سارے دینی مسائل میں فتوے لئے جاتے تھے، ان کے گھر روایت حدیث کے مدارس بنے ہوئے تھے ان سے حدیث اخذ کرنے کیلئے ہر چہار دانگ عالم سے علماء اور راویان حدیث ان کے پاس پہنچتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "خُذُوْا نِصْفَ دِیْنِکُمْ عَنْ ھٰذِہِ الْحُمَیْرَاء" (تم اپنا آدھا دین اس حمیراء سے حاصل کرو) الطبقات الکبری میں محمد بن سعد نے اُن سے احادیث پر مشتمل ایک باب باندھا ہے، جن کی روایت صحابیات نے کی ہے، جس میں صاحب کتاب نے خواتین کی تعداد سات سو سے زائد بیان کی ہے، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہ سے روایت بیان کی ہیں بعد ازاں ان خواتین سے ائمہ دین اور علماء اسلام نے روایت بیان کی ہے، یہاں یہ اشارہ کرنا مناسب ہے کہ حضرت علی ؓ نے بعض احادیث حضور ﷺ کی خادمہ حضرت میمونہ بنت سعد ؓ سے حاصل کی تھیں۔

ہندوستانی خواتین کا بھی شعروادب میں نمایاں مقام

عرب خواتین نے تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لئے کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں تو وہیں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوے بلاد عجم کی خواتین نے بھی خدمت دین کے سلسلہ میں اہم رول ادا کئے ہیں مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی ؒ کی ہمشیرہ امۃ اللہ تسنیم جو شاعرہ بھی تھیں اور مصنفہ بھی اور حدیث کی کتاب ریاض الصالحین کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے جس کو حکومت سعودیہ عربیہ نے شائع کیا ہے۔آج ہندوستان کے اندر بہت سے مدارس ہیں جہاں عورتوں کی تعلیم کا نظم ہے جوان لڑکیاں پردے کے ساتھ آتی ہیں اور قرآن وحدیث کا علم حاصل کرتی ہیں پھر

اپنے وطن واپس جا کر خدمت دین کا اہم فریضہ انجام دیتی ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ عورتوں میں جب دین ہوگا تو اس کا بڑا اثر ان کی اولاد اور ان کے خاندان میں ہوگا کتنی عورتیں ایسی گزری ہیں جنھوں نے اپنے شوہروں کو جو کہ کبابی شرابی اور طرح طرح کی برائیوں اور گناہوں میں ملوث تھے سدھار دیا، اس لئے ضروری ہے کہ ہم بھی اپنی بچیوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دلائیں اگر مکمل عالمہ نہ بنا سکیں تو کم از کم دین کی ضروری اور موٹی موٹی باتوں کا علم حاصل ہونا ہی چاہئے۔

چند خواتین کا تذکرہ بحیثیت شاعرہ وادیبہ

شعری اور نثری ادب کے میدان میں جن مسلم خواتین نے امتیاز حاصل کیا، ان میں سے بہتوں نے اشعار نظم کئے، اشعار پر تنقید وتبصرہ کیا، عہد اموی میں قبیلۂ قریش کی سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہا اور عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا کو ادب کے اس صنف میں شہرت حاصل تھی، عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی اہلیہ اور مشہور صوفیہ اُم الخیر رابعہ العدویہ رضی اللہ عنہا بھی اس میدان کی ماہر تھیں، کسی بھی ناقد کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ تخلیق کار کے مقابلہ میں اس کی صلاحیت بڑھی ہوئی ہو، چنانچہ حضرات شعراء کی محفل جمتی تھی، حضرت سکینہ کے پاس زبردست شعری قوت حس تھی، جس سے وہ اشعار کے تجزیہ کا کام انجام دیتیں، اس پر نقد کرتیں اور اس کے حسن وقبح کو نمایاں کرتی تھیں، ان کے دولت کدہ پر شعراء جمع ہوتے اور انھیں حکم بناتے، اپنی تخلیق ان کے سامنے پیش کرتے اور ان کے فیصلے کو تسلیم کرتے، کہا جاتا ہے کہ بیک وقت جریر، فرزدق، کثیر، جمیل اور نصیب ان کی محفل میں جمع ہوئے تو حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا نے ان تمام کے اشعار پر تنقید کی اور اس کے مالہٗ وماعلیہ کو شمار کرایا گیت اور سُر کے معاملہ میں ان کی قوت حس اشعار سے کم تیز نہ تھی، چنانچہ ان کو گیت کے طریقوں اور سُروں کی مختلف قسموں کا علم

تھا، بنابریں شعراء کی طرح گیت کار اور نغمہ نگار انھیں حکم بناتے تھے، عائشہ بنت طلحہ بھی ماہر نقاد تھیں، اشعار اور گیت پر نقد کرتی تھیں، اس لئے ان کے پاس بھی شعراء وگیت کار اور ادباء ومفکرین جمع ہوتے تھے، اور وہ ان میں سے ہر ایک کے فن سے متعلق عالمانہ انداز میں پوری باریک بینی کے ساتھ بحث کرتی تھیں، قبیلۂ بنوجمع کی سردار عمرۃ جُمحیۃ اپنے گھر میں اجلاس منعقد کرتی تھیں، جس میں شعراء باہم ملتے اور اشعار کہتے تھے۔ چنانچہ وہ مستحکم بنیادوں اور دقیق معیارات کے مطابق ان تمام شعراء کے درمیان توازن پیدا کرتی تھیں۔ ابوالفرج اصفہانی نے اپنی کتاب الاغانی میں چیدہ اور باکردار خواتین کی یہ چند مثالیں بیان کی ہیں۔ ان ناموں کے ساتھ خلیفہ مہدی کی دو بیٹیوں (خلیفہ ہارون رشید کی دو بہنوں) اسماء اور علیہ غرناطہ کی شریف زادیوں میں سے حفصہ بنت الحاج الرکونیۃ اور اندلس کی ولادۃ بنت مستکفی جیسے کچھ اور نام بڑھائے جاسکتے ہیں، قرطبہ میں حکم بن ناصر کے دربار کی ,,لبنی،، نامی ایک خاتون نے اپنے بلیغ اسلوب اور عمدہ خط کی وجہ سے بڑی شہرت پائی، چنانچہ وہ خلیفہ کے خطوط اور رسائل لکھتی، ان خطوط ورسائل میں اپنے ادب وانشاء پردازی کا جلوہ دکھاتی تھی، ایک دوسری خاتون فاطمہ کی اپنی ایک ضخیم لائبریری بھی تھی جس میں انواع واقسام کے نوادرات اور مخطوطات تھے، علاوہ ازیں مریم اشبیلیہ سادات کی صاحبزادیوں کی تعلیم وتربیت میں سرگرم حصہ لینے کی وجہ سے مشہور ہوئیں۔

تہذیب اسلامی کے زیر سایہ عرب خواتین نے اشعار کی نظم کاری کی، انھیں بیان کیا، ان پر تنقید کی اور اس طرح ادب عربی کی ترقی وترویج میں زبردست حصہ لیا، لیکن ان تمام سرگرمیوں میں ان عرب خواتین نے اعتدال، پاکدامنی اور شرافت کا دامن ہرگز نہ چھوڑا، وہ غزل گوئی میں بدگوئی سے کوسوں دور رہتیں، شراب کی محفلوں کا وصف بیان نہ کرتیں، ہجو گوئی یا مدح سرائی میں جادۂ اعتدال سے نہ ہٹتی

تھیں۔راہ اعتدال اور جادۂ حق سے نکل کر عام وخاص زندگی میں بے راہ روی اختیار کرنے کی جو بھی مثالین ملتی ہیں وہ بہت بعد کی غیر عرب خواتین کی پیداوار ہے، سچ یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو عفت و پاکدامنی کے دائرہ میں بند کردیا ہے،اور انھیں غیر محرم مردوں کیلئے اپنے اخلاق وکردار میں ملمع کاری زلفوں کو بکھیرنے اور کھلے چھوڑنے، سینہ کی نمائش، ملبوسات کی چمک دمک اور حسن وزیبائش کے اظہار سے منع کیا ہے، جب کہ اسلام نے انھیں اپنے شوہروں کیلئے زیب وزینت اختیار کرنے، خوشبو، خضاب اور سرمہ لگانے اور خوبصورت اور دیدہ زیب پوشاک پہننے کی بھرپور آزادی دی ہے۔

آج کل کے مشاعروں کی حقیقت

آج کل جو مشاعرے ہوتے ہیں اور خواتین شعراء رونق اسٹیج بنتی ہیں اسلام قطعاً اس کی اجازت نہیں دیتا۔اسلام نے تو عورت کی آواز کو بھی اگر فتنہ کا اندیشہ ہوتو پردہ بتلایا ہے اور مشاعروں میں غیر محرم مردوں کے ساتھ خواتین کا آکر شعر پڑھنا اور داد وتحسین حاصل کرنا یہ سب کیسے جائز ہوسکتا ہے پھر اس میں ناشائستہ اشعار پڑھے جاتے ہیں پھر کوئی مرد شاعر آتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے اور سب مزے لے لے کر اشعار سنتے ہیں اور یہ کہہ دیا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ آج کل لوگ مشاعرے میں اشعار سننے کیلئے تو کم جاتے ہیں اور خواتین شعراء کو دیکھنے کیلئے زیادہ جاتے ہیں اگر چوٹی کے شعراء کسی مشاعرے میں کیوں نہ آجائیں لیکن اگر خواتین نہیں آرہی ہیں تو اس مشاعرے میں لوگ بکثرت شریک نہیں ہوتے۔ایک صاحب مشاعرے سننے کیلئے گئے وہ غزل سننے کے خواہشمند تھے مگر یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ غزل کیا چیز ہوتی ہے اسلئے ان کو شاباشی دینے کا موقع بھی نہیں مل سکا تو بغل والے سے کہا کہ کوئی غزل کیوں نہیں

پڑھ رہا ہے، تو اس نے کہا کہ یہ غزل ہی تو ہے تو ان صاحب نے کہا کہ غزل ہے تو واہ واہ بہر حال آج کل کے مشاعرے میں تو اس طرح کے لوگ شرکت کرتے ہیں اسی طرح ایک واقعہ ہے کہ ایک صاحب مشاعرے سننے کیلئے گئے پھر جب گھر واپس گئے تو کسی نے پوچھا کہ مشاعرہ کیسا رہا تو انھوں نے کہا کہ سب کچھ تو اچھا رہا سارے شعراء آئے مگر دو شاعر ایک تو ارشاد ہو دوسرے مکرر ہوا خیر مشاعرے تک نہیں آئے۔

لیکن عرب خواتین کے مشاعرے اور ان کا ادب اس طرح نہ تھا بلکہ ایک معیاری مشاعرہ ہوا کرتا تھا، جس میں حجاب اور وقار کو اولیت حاصل تھی۔

علم طب میں خواتین کی سرگرمیاں

چناں چہ عرب اسلامی تہذیب کے زیر سایہ خواتین کی سرگرمیاں حکومت، سیاست، جنگ اور ادب کے میدانوں تک منحصر نہ تھیں، بلکہ خواتین نے تہذیبی سرگرمیوں کے مختلف گوشوں میں اپنا کردار ادا کیا، طرح طرح کے فنون اختیار کئے بے شمار مسلم خواتین نے خود علم طب کے میدان میں دلچسپی دکھائی، ہڈیوں کو جوڑنے کا علم (Orthopaedix) اور آنکھوں کے امراض کا علم جیسے طب کے مختلف فروعات میں دمشق، قاہرہ، بغداد اور قرطبہ جیسے بڑے شہروں کی بے شمار خواتین نے شہرت حاصل کی، چناں چہ حفید بن زعر اندلسی کی بہن اور اس کی بیٹی، خواتین کے امراض کے علاج کرنے میں ماہر تھیں۔منصور بن ابوعامر اپنی بیویوں اور اپنے اہل خانہ کے علاج کے لئے صرف انھیں دونوں خواتین کے پاس رجوع ہوتے تھے، اسی طرح قبیلہ بنو اود کی ڈاکٹر زینب آنکھوں کی سرجری میں مہارت رکھتی تھیں۔

الغرض خواتین نے بھی مردوں کی طرح ہر میدان میں اہم کارنامے انجام دیئے ہیں جو ہمارے لئے نمونہ اور راہ عمل ہیں اور خاص کر علم طب عورتوں کے لئے

بہت ہی ضروری ہے۔ آج کل مسلم خواتین بھی غیر مسلم مرد ڈاکٹروں کے پاس جاتی ہیں اور اپنے پوشیدہ امراض کا علاج کراتی ہیں جب کہ بعض دفعہ ان کو دیکھنے کی بھی نوبت آتی ہے۔ آج غیر مسلم ہر میدان میں آگے بڑھ رہے ہیں اور ترقی کر رہے ہیں اور ہم ہیں کہ کھانے پکانے اور گھریلو کاموں کے علاوہ فرصت اور چھٹی ہی نہیں، اسلام نے کسی بھی فن اور ہنر کو سیکھنے سے منع نہیں کیا ہے اصول و ضابطہ کا لحاظ کرتے ہوئے سب کچھ کیا جاسکتا ہے شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں گھومو
چرخ پہ جھولو جائز ہے غباروں میں اڑو
بس اک سخن بندۂ عاجز کی رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

اگر ہمارے اندر شوق ہو تو سب کچھ کر سکتے ہیں کیوں کہ کسی بھی کام کو خواہ وہ معمولی یا چھوٹا کام ہی کیوں نہ ہو مگر اس کیلئے شوق و جذبہ کا ہونا لازم اور ضروری ہے، بات کافی طویل ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دور کی خواتین کو بھی دورِ نبوت کی خواتین جیسا بنائے ان کی طرح جذبہ اور شوق ہماری خواتین کے اندر پیدا فرمائے اور دین کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسلام پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

علمی میدان میں

مسلم عورتوں کے کارنامے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ . وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ .

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ. الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترم خواتین عفت مآب ماؤں اور بہنو!

میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ قرآن کریم کی وہ آیتیں ہیں جو سب سے پہلے نازل ہوئیں حضور ﷺ قبل از نبوت غار حراء میں چلے جاتے اور کئی کئی روز تک عبادت الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے، حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کو کھانا وغیرہ پہونچایا کرتی تھیں کافی عرصہ تک یہ مقدس سلسلہ چلتا رہا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیتیں لے کر نازل ہوئے اس میں سب سے پہلا لفظ ہے اقرأ جس کے معنیٰ پڑھنے کے ہیں اس سے اندازہ لگایئے کہ علم کا حاصل کرنا کتنا اہم اور ضروری ہے کہ سب سے پہلے جو وحی نازل ہو رہی ہے اس کا آغاز ہی تعلیم سے ہو رہا ہے اور آیت کریمہ میں لفظ اقرأ کو مقدم کیا گیا وہ اسی غرض سے کہ علم حاصل کیا جائے اور اس کی اہمیت کو بتلایا جائے، علم کی اہمیت تو ہر دور میں رہی ہے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ''هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ'' کیا پڑھے لکھے جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ یعنی عالم وغیر عالم میں بہت بڑا فرق ہے دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے ہیں، اہل مکہ عموماً ناخواندہ اور جاہل قسم کے تھے ان کے یہاں پڑھنے پڑھانے کا رواج ہی نہ تھا گنے چنے چند لوگ رہے ہوں گے جنھوں نے پڑھنا لکھنا سیکھا ہو اس لئے مدینہ اور اس کے آس پاس بسنے والے یہودیوں کی باتوں کو بڑی اہمیت دیتے تھے اس کو سند اور دلیل سمجھتے تھے کیوں کہ یہود پڑھے لکھے اور توریت کے عالم تھے لیکن جب اسلام آیا اور حضور ﷺ کی بعثت ہوئی تو لوگوں میں علم حاصل کرنے کا جذبہ اور شوق پیدا ہوا، اور صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتوں میں بھی تعلیم کا بڑا رجحان تھا انھوں نے احادیث کو روایت کرنے اور قرآن کریم کی اشاعت میں بڑا اہم رول ادا کیا بلکہ زندگی کے ہر مسئلہ کو حل کرنے کے لئے عظیم الشان کردار ادا کیا۔

عرب خواتین کی علمی خدمات

عام زندگی میں عورتوں نے نہ صرف حکومت کے معاملات اور سیاسیات میں اپنا سرگرم کردار ادا کیا، بلکہ ازمنہ وسطیٰ کے دور اخیر میں ان عورتوں نے علمی اور دینی میدانوں میں بھی نمایاں طور پر شرکت کی۔ تاریخ نے اس دور کی بے شمار خواتین کے نام صفحۂ قرطاس پر رقم کئے، جن کا علم وادب سے شغل تھا اور دنیائے دین وعلم اور ادب و شاعری کیلئے بہت سارا ذخیرہ محفوظ کیا۔ جن خواتین نے حدیث اور فقہ کا شغل اختیار کیا ان کی تعداد ناقابل بیان ہے، ان میں سے بہت ساری خواتین اس دور کے فقہاء کی طرح کبار محدثین اور علماء سے سماعت کے لئے مصر اور شام کا سفر کرتی تھیں، اسی طرح ان میں سے بعض خواتین صحیح بخاری کی احادیث کے لئے مشہور ہوئیں بلکہ ہم نے اس دور کے بہت سارے کبار فقہاء کے بارے میں سنا کہ ان لوگوں نے بعض مشہور اور معتمد اور مرجع خلائق خواتین سے سماعت کی ہے جنھوں نے اجازت دی تھی، ان فقہاء نے اس بات کے اعتراف میں کوئی خفت محسوس نہیں کی، بلکہ اس کے برعکس انھیں اس بات پر فخر تھا کہ انھوں نے فلاں فلاں محدثہ سے سماعت کی ہے اور یہ کہ ان میں سے بعض نے انھیں اجازت دی ہے۔ چناں چہ فقیہ کبیر قاضی ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ انھوں نے دو اجازتیں حاصل کی ہیں: پہلی اجازت شمس بنت ناصر الدین محمد سے اور دوسری اجازت خدیجہ عماد صالحیہ سے امام سخاوی نے اس پہلو پر روشنی ڈالی ہے کہ ان کے دور میں کس محدثہ کے پاس کس قدر بھیڑ رہتی تھی اور یہ کہ انھیں اس بات پر فخر ہے کہ انھوں نے خواتین سے اسی طرح حدیث حاصل کی ہے جس طرح اوروں سے حاصل کی ہے، نیز سخاوی نے آمنہ بنت شمس رحمۃ اللہ علیہا (وفات ۸۶۷ھ) امۃ الخالق بنت زین عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہا (وفات ۸۳۳ھ)، رجب بنت شہاب احمد رحمۃ اللہ علیہا (وفات ۸۶۹ھ) اور ام ہانی

بنت تقی محمد رحمہا اللہ (وفات ۸۸۵ھ) جیسی ان بہت ساری محدثہ خواتین کا نام لکھا ہے جنھوں نے ان کو (یعنی امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کو) اجازت دی تھی۔

بہت سی عام خواتین علمی اور دینی محفلوں میں جانے کی مشتاق رہتی تھیں، جہاں وہ مردوں سے دور الگ جگہ بیٹھا کرتی تھیں۔ بعض فقہاء اور واعظین نے مردوں کو چھوڑ کر صرف عورتوں کو اپنی تعلیم وتربیت کے لئے مخصوص کر رکھا تھا، اس بارے میں ان کی دلیل یہ تھی کہ شوہر اپنی خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے وقت نہیں نکال پاتے۔ اس لئے ان پر خصوصی توجہ ضروری ہے تاکہ وہ احکام دین، حقوق زوجیت اور حقوق ہمسائیگی سے واقف ہوسکیں۔ واعظین کے ساتھ ساتھ واعظات کی ایک بہت بڑی تعداد منظر عام پر آئی، جنھوں نے عورتوں کے سامنے وعظ کہنے، انھیں تعلیم دینے اور قرآن مجید حفظ کرانے میں اختصاص حاصل کیا، ازمنہ وسطیٰ کے اواخر میں فاطمہ بنت عباس رحمہا اللہ، عائشہ بنت ابراہیم رحمہا اللہ، خلیفہ بنت محدث رحمہا اللہ، اسماء بنت فخر ابراہیم رحمہا اللہ جیسی آٹھویں صدی ہجری کی بہت ساری خواتین کا نام ملتا ہے۔

ہندوستان میں عورتوں کی علمی خدمات

حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ”آج ہمارے مدارس میں بخاری شریف پڑھائی جاتی ہے اور پڑھائی جائے گی۔ آپ جانتے ہیں وہ بخاری شریف کس کی روایت ہے کریمہ کی روایت ہے، امام بخاری کے سینکڑوں، ہزاروں شاگردوں میں کریمہ کے جتنے شاگرد ہیں، میں اپنے مطالعہ کی بنیاد پر کہتا ہوں، ان کے شاگردوں کے شاگردوں کی اتنی بڑی تعداد ہے اور ان کی روایت کو جو اللہ تعالیٰ نے قبولیت عطا فرمائی شاید ان کے کسی دوسرے شاگرد کو مقبولیت عطا نہیں ہوئی، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے جو بخاری شریف پڑھی اور پڑھائی اور مولانا

خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جو بخاری شریف پڑھی اور پڑھائی اور شیخ حسین بن محسن انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھوپال میں درس دیا اور شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، وہ جو بخاری شریف پڑھاتے رہے وہ کریمہ کی روایت ہے، کتنا بڑا شرف ہے کوئی امت اس کو پیش کرسکتی ہے، جب امام بخاری کے شاگردوں نے کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے جیسے ان کے تلامذہ کی کوشش کو بار آور کیا اور آج دنیا میں ان کا نام ونشان باقی ہے ویسی ہی ان کی تلمیذات کی کوششوں کو کچھ زیادہ ہی بار آور کیا اور یہ چیز ہمارے اسلامی معاشرہ میں آخر تک باقی رہی، کسی نے حضرت مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر الزام لگایا کہ آپ بھوپال کو سومناتھ کہتے ہیں آپ نے فرمایا میں نہیں کہتا ہوں میں سلطنت مومنات کہتا ہوں، سلطنتِ مومنات نقطۂ عروج پر تھی نواب سکندر جہاں بیگم، نواب شاہجہاں بیگم جیسی فاضلہ بیگم کا دور تھا، وہاں کے مفتی اعظم مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

مولانا عبدالحی برہانی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے خلیفہ اعظم تھے (ان کو شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ شہید سے پہلے خلافت ملی، ان کے صاحبزادے تھے) مولانا عبدالقیوم صاحب کا حال بھوپال کے لوگوں نے بیان کیا اور مولانا حسین خاں صاحب بیان کرتے تھے کہ ان کے پاس کوئی مقدمہ آتا تھا اور اس میں کوئی فیصلہ نہیں کرپاتے اور اس فکر میں پڑ جاتے کہ اس میں مسئلہ شرعی کیا ہے تو کہتے ابھی آتا ہوں اور گھر میں جاکر اپنی اہلیہ جو حضرت مولانا شاہ اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں، پوچھتے کیا آپ نے اپنے والد صاحب سے کوئی روایت سنی ہے یا اس مسئلہ میں آپ کے علم میں کوئی بات ہے اور آکر فیصلہ کرتے اور بعض اوقات تو بلاتکلف کہہ دیتے میں ذرا بیوی صاحبہ سے پوچھ آؤں، کوئی مثال ہے اس دنیا میں، آج کتنے بڑے مغرب کے دعوے ہیں، ان کی کیا حقیقت ہے۔

ہندوستانی خواتین کی قربانیاں

حضرت علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''آپ حضرات ہندوستان ہی کی تاریخ پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہاں کتنی بیبیوں نے قرآن مجید کی تعلیم اور دینیات کی ترویج اور بدعات کی تردید اور سنتوں کی اشاعت کا کام کیا ہے، ایک شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان دیکھ لیجئے کہ وہاں ایسی بیویاں گزری ہیں کہ دہلی میں اور بعض مرتبہ دہلی کے باہر بھی ان کا فیض پہنچا اور یہ کیا کم بات تھی کہ ان کی آغوش تربیت میں ان کی گود میں شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے، شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے، شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے یہ کن کی گودوں میں پیدا ہوئے تھے اور پھر ہمارے یہاں اودھ میں دیکھئے یہاں کیسی کیسی بیبیاں ہوئیں، میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ رائے بریلی میں پیدا ہوئے، وہاں کے خاندان میں ہی نہیں بلکہ ان کا فیض سارے ہندوستان میں پہنچا ان کے ہاتھ پر ۲۵،۳۰ ر آدمی رمسلمان ہوئے اور ۳۰ لاکھ کے قریب لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت اور توبہ کی، ان کے حالات میں لکھا ہوا ہے دیکھنے اور سننے میں تو بہت معمولی بات معلوم ہوگی لیکن دیکھئے کہ درجہ کی کتنی اونچی بات ہے کہ یک مرتبہ ایسا ہوا کہ ان کی والدہ صاحبہ نماز پڑھ رہی تھیں اور ان کی دائی بیٹھی تھی کہ ایک دم کوئی آدمی گھر میں آیا۔ اس آدمی نے کہا کہ دو فرقوں میں فساد ہوگیا اور لڑائی ہو رہی ہے اور آپ کو جہاد کے لئے دعوت دی، آپ تیار ہوگئے، ماشاء اللہ آپ جوان تھے اور بہت ورزشیں کئے ہوئے اور بڑے پھرتیلے تھے، دائی نے کہا نہیں نہیں، یہ نہیں جاسکتے، عمر بھی اس وقت شاید ۱۳، ۱۴ برس کی رہی ہوگی والدہ خوب سمجھتی اور جانتی تھیں کہ وہاں جا کر شہادت کی خبر آسکتی ہے، ہم یہیں بیٹھے ہیں کہ معلوم ہوا کہ شہید ہوگئے یا زخمی ہو کر وہاں سے واپس لائے جاسکتے

ہیں، تو دائی نے روک دیا اور والدہ صاحبہ نے جب سلام پھیرا حیرت کی بات ہے انھوں نے کہا بی بی تم نے کیوں روکا، تم نے اس سعادت سے کیوں محروم رکھا، ہمارے بیٹے کو جانے دینا چاہئے تھا یہ جہاد کا معاملہ تھا، اب آپ بتایئے کہ کس درجہ کا کیسا یقین وایمان ہوگا اس خاتون کے اندر اور وہ علم دین سے کتنی واقف ہوں گی اور پھر کتنا ان کے اندر ایثار وقربانی کا جذبہ ہوگا کہ اپنے بیٹے کو اس خطرے میں ڈال دینے کیلئے تیار اور دائی جس کا ایک عارضی خادمانہ رشتہ ہوتا ہے وہ روکے مگر دودھ پلانے والی اور اس کو وجود میں لانے والی شفیق ماں کہے کہ نہیں، انھیں جانا چاہئے تھا، ایسی سینکڑوں ہزاروں مثالیں آپ کو ملیں گی ان سب کو بیان کرنے کا موقع نہیں، آپ کو بہت سے ایسے واقعات انشاء اللہ ملیں گے، علماء فضلاء اور دین کے داعی وخدمت کرنے والے کہ ان سے آپ اگر یہ پوچھیں گے کہ آپ کی یہ حالت کیسے ہوئی؟ آپ اس درجہ تک کیسے پہنچے؟ آپ کی یہ سیرت کیسے بنی؟ تو ان میں سے بہت سے یہ کہیں گے کہ ہماری ماں نے ایسی ہی تربیت کی تھی اور امید ہے کہ اس مجمع میں بھی ایسے لوگ بیٹھے ہوں گے جو اپنی ماں کے ممنون واحسان مند ہوں گے اور ہم شہادت دے سکتے ہیں کہ ہمیں ہماری ماں نے جھوٹ بولنے سے روکا، ہماری ماں نے ہم کو حق تلفی کرنے سے، کسی پر زیادتی کرنے سے، کسی پر ہاتھ بڑھانے سے روکا، ہم اپنی ماں کو دیکھتے تھے، ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے تو جب سے ہوش سنبھالا اور ہمیں یاد ہے کہ ہم نے اپنی والدہ صاحبہ کو تہجد پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، معلوم ہوا کہ نماز تہجد نہیں چھوٹتی تھی اور ہم فخر یہ نہیں کہتے لیکن عرض کرتے ہیں کہ ہمارے بچپن میں ہمارے چھوٹے خاندان میں چار گھر رہے ہوں گے تکیہ پر یہ سوال کیا گیا کہ کیا عورتیں تراویح پڑھ سکتی ہیں؟ اور کیا عورتوں کی تراویح باجماعت ہوسکتی ہے؟ تو علماء فرنگی محل نے یہ فتویٰ دیا کہ اگر عورت امام ہو اور عورتیں ہی اس کی مقتدی ہوں تو جماعت کرنے میں کوئی حرج نہیں، چنانچہ

ہماری والدہ صاحبہ مرحومہ اور ہماری خالہ زاد بہن اور ہماری پھوپھی یہ سب قرآن مجید پڑھتی تھیں اور تراویح میں ایک قرآن مجید ہمارے گھر میں ختم ہوجاتا۔

اس کے علاوہ عورتوں میں مصنفات گزری ہیں اور ایسی بڑی بڑی بعض مصنفات ہیں کہ ان کی کتابیں علمی کتب خانے کی زینت ہیں اور بعض تو ان میں مردوں سے بھی بازی لے گئی ہیں۔

امۃ اللہ تسنیم رحمۃ اللہ علیہا

چنانچہ خود حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ امۃ اللہ تسنیم بہت بڑی مصنفہ تھیں علامہ نووی کی کتاب ریاض الصالحین کا اردو میں ترجمہ کیا جو اس قدر مقبول ہے کہ سعودی عرب کی گورنمنٹ اس کو شائع کررہی ہے اس کے علاوہ وہ ادیبہ شاعرہ بھی تھیں ان کی سیرتوں کو پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ علم دین کی تلاش وجستجو میں ہی لگی رہتی تھیں اور کوئی کتاب اگر گھر میں آگئی تو یہ ممکن نہیں کہ اس نہ پڑھ لیا ہو ان میں وہ شوق وجذبہ تھا کہ آج ہم کو بھی اپنے اندر وہ شوق وجذبہ پیدا کرنا چاہئے کیوں کہ جب تک علم نہیں ہوگا اس وقت تک ہم اللہ کو بھی نہیں پہچان سکتے ہیں حصول علم کو فرض قرار دیا ہے مگر ہم ہیں کہ نہ تو خود علم حاصل کرتے ہیں اور نہ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کا صحیح طور پر نظم کرتے ہیں اسی لئے بچوں میں صلاحیتیں پیدا نہیں ہورہی ہیں ان میں وہ اخلاص وللّٰہیت اور خوف خدا پیدا نہیں ہورہا ہے جو سب سے اہم چیز ہے۔ اگر زندگیوں میں دین نہیں ہے تو پھر سکون واطمینان اور راحت وآرام کبھی نہیں مل سکتا ہے۔

مسلمان بن کر رہنے کی آدھی ذمہ داری عورتوں پر

حضرت علی میاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”ہم صاف کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس ملک میں مسلمان بن کر رہنا، قرآن شریف پڑھنے کے قابل ہونا، اردو کتابوں سے

فائدہ اٹھانا، اسلامی تہذیب اختیار کرنا اور اس پر قائم رہنا اور توحید کے عقیدے پر مضبوطی سے جمنا، اس میں آدھی سے زیادہ ذمہ داری ہماری بیبیوں اور عورتوں پر ہے۔

ہماری پڑھی لکھی بہنوں کی ذمہ داری

اگر یہ نہ ہوا اور اس میں ہماری خواتین اور ہماری گھر کی پڑھی لکھی دیندار بیبیوں نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور نہ ہی دلچسپی لی تو میں آپ سے صاف کہتا ہوں اور دل پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ اس ملک میں مسلمان کا مسلمان رہنا مشکل ہوگا بلکہ یہ ملک اسپین بن جائے گا اور آج بتاتا ہوں آپ کو کہ یہ نقشہ اور منصوبہ تیار ہے کہ اس ملک کو اسپین بنادیا جائے اور اسپین کیا ہے بہت سی بڑی بڑی بیبیاں نہیں جانتی ہوں گی کہ اسپین یورپ کا ایک ایسا ٹکڑا تھا جو کہ خالصتاً مسلمان ہوگیا تھا، یہاں بڑی بڑی اسلامی شان وشوکت کی سلطنتیں قائم ہوئیں اور وہاں بڑے بڑے اولیاء اللہ پیدا ہوئے شیخ اکبر کہ جن کا نام ہر شخص کی زبان پر ہے یہ وہیں کے رہنے والے تھے، مالکی مسلک کا ایک مسئلہ کہ اگر یہ معلوم ہوجائے کہ مدینہ میں ایسا ہوا کرتا تھا تو اب کسی دلیل کی ضرورت نہیں، انکا عمل حجت اور دلیل ہے۔

ایک زمانہ میں اہل قرطبہ کا عمل حجت تھا

تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک زمانہ ایسا تھا کہ مالکیوں میں ایک یہ اصول بھی تھا کہ اہل قرطبہ کا عمل حجت ہے، اہل قرطبہ ایسا کرتے ہیں، اس کی اہمیت ایسی ہے۔ قرطبہ کے متعلق یہ کہہ دینا کافی تھا کہ وہاں ایسا ہوتا ہے، وہ اسپین کہ جہاں اولیاء اللہ پیدا ہوئے اور بڑے بڑے مجاہدین پیدا ہوئے اور پورے اسپین پر اسلامی حکومت تھی اور جامع قرطبہ وجامعہ اشبیلیہ اور جامع غرناطہ کیسی کیسی مسجدیں ہیں جن کی مثال ملنی مشکل ہے۔

اس ملک کو وہاں کے غیر مسلم باشندوں نے منصوبہ بنا کر اور مسلم حکومت کا خاتمہ کر دیا اس میں کچھ ہمارے مسلمانوں کی کوتاہی تھی انھوں نے ان کو مانوس نہیں کیا تھا اس طرح وہاں غیر مسلموں نے اسلام کو خارج کر دیا، جو بچے کھچے مسلمان تھے وہ غرناطہ سے مراکش پہنچ گئے اور آج پورا اسپین خالی ہے نہ کہیں سے اذان کی آواز آتی ہے اور نہ کہیں کوئی مدرسہ ہے۔

ویسے لوگوں نے کہا ہے کہ ہم نے فضا سے آوازیں سنی ہیں اذان کی، قرآن کی، یہ نہیں پتہ چلتا کہ کہاں سے آوازیں آرہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ روحانی فضا سے آوازیں آرہی ہیں کہ کچھ اللہ کے مقبول بندوں نے قرآن پڑھا تھا، اللہ کے بندے جب ریکارڈ کر سکتے ہیں تو اللہ کیوں نہیں کر سکتا تو اللہ نے اس کو ریکارڈ کر رکھا ہے اور ان کی آوازیں سب سن رہے ہیں اور آپ سے کہتے ہیں کہ آج ساری کوششیں ہو رہی ہیں یہ ندوۃ العلماء ہو یا جو بھی ہمارا خاص مدرسہ اور ادارہ یا دار العلوم دیو بند، یا جامعہ ملیہ ہو یا مسلم یونیورسٹی علی گڈھ ہو، اور بھی کوئی بڑا مدرسہ یا کالج ہو، یونیورسٹی ہو، ان سب کا مقصد احیائے اسلام ہے۔

ہر دور میں غیروں نے اسلام کے چراغوں کو گل کرنے اور بجھانے کی کوششیں کی ہیں اور آج بھی یہ منصوبہ بروئے کار لانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ کس طرح سے مسلمانوں سے ان کے اسلامی طور وطریق کو دور کر دیا جائے، ان کو اسلامی احکام سے نا آشنا اور نابلد رکھا جائے، مغرب کی آوارہ تہذیبیں وہاں کی فحاشیت وعریانیت کو ایک عمدہ شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ہماری نوجوان عورتیں بھی اس کو فیشن سمجھ کر استعمال کر رہی ہیں اور اس کو اپنی کامیابی اور بڑائی تصور کرتی ہیں اس پر بندش اور روک لگانے کے لئے گھر کی مستورات کی اہم ذمہ داری ہے۔

مستورات کو توجہ دینے کی ضرورت ہے

مسلمان آئندہ نسل کو مسلمان رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک ہمارے گھر کی مستورات، بیگمات، ہماری مائیں اور بہنیں اس کا ارادہ نہ کر لیں اور یہ طے نہ کر لیں کہ ہم اپنے بچوں کو دین سے واقف کرائیں گے، پرائمری اسکول میں جانا ضروری ہے جائیں لیکن ہم مغرب بعد انتظام کریں ان کو اردو پڑھانے، ان کو اردو لکھنے کی مشق کرائیے، ان کا کلمہ سن لیجئے یہ معلوم کر لیجئے کہ کتنی سورتیں ان کو یاد ہیں کہ نماز میں پڑھ سکیں؟ اگر اس کی طرف ہماری مستورات نے توجہ نہ کی تو یہ ملک خطرہ میں ہے بس اس جلسہ کا ہم بھی بڑا فائدہ سمجھتے ہیں، اصل بات جو یہاں کہنے کی ہے اور میں اسے امانت کے طور پر چھوڑ کر جاتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے بچوں کی خود فکر کیجئے، اپنے ہی گھروں کی نہیں اپنے محلے اور بہنوں، سہیلیوں اور رشتہ داروں، بیبیوں کو بھی توجہ دلائیے کہ دیکھو بی بی، دیکھو بہن، اپنے بچے کو جہاں چاہو بھیجو لیکن اس کو اللہ کا نام سکھا دو، کہ اللہ ایک ہے وحدہ لاشریک ہے اور اللہ کے پیغمبر حضور ﷺ آخری پیغمبر تھے ورنہ آج تو ایسی ترکیبیں کی جاتی ہیں، لوگوں نے بتایا، کہا جاتا ہے اگر تمھاری کوئی چیز گم ہو جائے یا کوئی کام ہو، یا تکلیف ہو تو راستہ میں مندر آئے گا اس سے گزرتے ہوئے اس سے مانگ لینا اور یہاں تک سازشین ہوتی ہیں کہ کوئی چیز چھپا دی جاتی ہے، ایک طالب علم نے ایک طالب علم سے کہا کہ میری کتاب یا کاپی کہاں، اس نے کہا رام کا نام لو، رام کا نام لو مل جائے گی، اس نے جو رام کا نام لیا تو اس نے پیچھے سے نکال کر سامنے کر دیا اور اس طرح اس کے دل میں یہ عقیدہ ڈال دیا کہ رام کا نام لینے سے مسئلہ حل ہوتا ہے کام ہو جاتا ہے کھوئی چیز مل جاتی ہے یہ بڑی گہری اور بڑی وسیع سازش چل رہی ہے۔

اپنے بچوں کو مسلمان بناؤ

ہندوستان کے اندر جو اولیاء اللہ کی سرزمین ہے، یہ مجاہدین کی سرزمین ہے، مجددین کی سرزمین ہے، جہاں پر مجدد الف ثانی پیدا ہوئے یا خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ آئے شاہ ولی اللہ دہلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسا امام وقت پیدا ہوا اور قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حکیم ذکی الدین احمد پرنامبٹی رحمۃ اللہ علیہ اور کیسے کیسے فاضل پیدا ہوئے اس ملک کے بارے میں مسلم دشمن یہ نقشہ بنارہے ہیں، بلکہ نقشہ بنا ہوا موجود ہے، کہ مسلمان کا نام تھوڑے دن مسلمان رہے، باقی کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہئے، آئندہ نسل جو ہو اس کو بالکل اسلام سے ناواقف کردیا جائے چاہے منکر نہ بنیں لیکن اسلام سے ان کو ناواقف کردیا جائے۔

ایسی حالت میں آپ بس یہ پیغام لے کر جائیے پہلے اپنے گھروں میں اور پھر محلّہ میں اور پھر برادری میں یا کہیں اگر شادی بیاہ میں جانا ہو تو وہاں، تقریب ہو تو وہاں جاکر کہئے اور توجہ دلائیے کہ آئندہ نسلوں میں اسلام باقی رکھنا ہے۔

بہنو! سن لو! بیبیو! سن لو! اپنے بچوں کو مسلمان بناؤ، مسلمان رکھو اور اردو پڑھنا سکھاؤ قرآن مجید پڑھنے کے قابل بناؤ، توحید ان کے دل میں بٹھاؤ، شرک و بدعت سے، بت پرستی سے ان سب چیزوں سے روکو، اللہ تعالیٰ توفیق دے اگر یہ کام ہوگیا تو اس میں بہت کچھ ضمانت ہے اسلام کی بقا کی اور تحفظ کی، ورنہ محض خارجی اور تنظیمی کوششیں اور محض اخبارات ورسائل اور محض کانفرنسیں مفید اور کافی نہیں ہیں اس لئے گھر کی خواتین اور مستورات کو بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف بطور خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے ان کے عقائد کی اصلاح و درستگی اور بقدر ضرورت اسلامی تعلیم دلانا اپنی

اہم ذمہ داری سمجھیں، دنیوی تعلیم سے کوئی ممانعت اور روک نہیں لیکن پہلے اپنے بچوں کو مسلمان بنائیں پھر دنیا کی تعلیم حاصل کرائیں اور بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرائیں، کیوں کہ دین کی حفاظت اور اس کی بقا ہمارا اپنا فریضہ اور ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احکام اسلام پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

مغربی ممالک میں
عورتوں پر تشدد انسانیت کی توہین

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. "وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا"

قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمِ عَرَفَةَ فِىْ خُطْبَتِهٖ) اِتَّقُوا اللّٰهَ فِى النِّسَاءِ وَ اِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَ اسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَلَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.

عفت مآب میری ماؤں اور بہنو!

میں نے آپ کے سامنے مسلم شریف کی ایک حدیث کا ٹکڑا پڑھا ہے حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مقام عرفہ میں ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا بہت سے امور کا آپ ﷺ نے تذکرہ فرمایا منجملہ ان کے حضور ﷺ نے حقوق النساء کا بھی تذکرہ کیا مردوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو خواتین کے بارے میں تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے اور اسی اللہ کے کلمہ اور حکم ہی کی وجہ سے وہ تمہارے لئے حلال ہوئیں اور تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو جس کا (گھر میں آنا اور) بستروں پر بیٹھنا تم کو ناپسند ہو وہ اس کو بیٹھنے کا موقع نہ دیں اور اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو تم ان کو سزا دے سکتے ہو، جو زیادہ سخت نہ ہو اور تمہارے ذمہ مناسب طریقہ پر ان کا کھانا اور کپڑا ہے۔

اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو عورتوں اور مردوں کے حقوق کا مکمل لحاظ کرنے والا ہے۔ میاں بیوی میں خوش گوار زندگی کیسے گذر سکتی ہے اس کے لئے کیا اصول و ضوابط ہیں شریعت مطہرہ نے ایک ایک کر کے سب کو بیان کر دیا۔

آج مغربی ممالک جن کو ہم ترقی یافتہ سمجھتے ہیں اور وہاں کی عورتیں ہمارے گمان کے مطابق بڑی خوش حال زندگی گذارتی ہیں اور بڑی آزادی کے ساتھ اطراف عالم میں پھرتی رہتی ہیں لیکن ذرائع ابلاغ کی بڑھتی ہوئی ترقی اور دیگر آلات علم نے یہ حقیقت واشگاف کر دی کہ مغربی ممالک ہی میں خواتین سب سے زیادہ ظلم وستم کا نشانہ بنی ہوئی ہیں آئے دن اخبارات کے کالم بتا رہے ہیں کہ جس قدر ظلم وستم کا نشانہ مغربی ممالک یورپ وامریکہ میں عورتیں بن رہی ہیں شاید اتنی کہیں نہیں، خواہ شوہروں کی طرف سے دی جانے والی جسمانی اذیت ہو یا طلاق وخلع ہو دن بھر عورتیں آفسوں میں کام کر کے جب گھر پہونچتی ہیں تو تھکی ماندی ہوتی ہیں اور شوہر بھی آفس سے کام

کر کے آیا ہے وہ بھی تھکا ماندہ ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ بیوی کو شوہر کے حق حقوق کی ادائیگی کا پاس ولحاظ ہوتا ہے نہ شوہر کو بیوی کے حقوق کی ادائیگی کا۔

عورتوں پر تشدد انسانیت کے منافی

دنیا کے تقریباً تمام ممالک خواہ وہ ترقی یافتہ ہوں یا تیزی سے ترقی پذیر یا تیسری دنیا کے ممالک ،تشدد، استحصال،عدم مساوات، امتیاز اور صحت عامہ ایک ایسا سنگین مسئلہ ہے جس کی قیمت ان ممالک کے افراد کو بہرصورت چکانی پڑتی ہے۔ یہ ایک ایسا جسمانی وروحانی زخم چھوڑتا ہے جسے کبھی بھرا نہیں جاسکتا،تشدد کا شکار اکثر و بیشتر غربت کے مارے ہوئے افراد ہوتے ہیں۔مبہم اقتصادی پالیسی، غیر یقینی سیاسی حالات، معاشرتی پیچ وخم، ثقافتی نظریات کی بناء پر پھیلی دنیا بھر میں ناراضگی اور تشدد، دوسرے کے مقابلے میں عورتوں اور بچوں پر زیادہ قہر برپا کرتے ہیں۔ یہ تشدد عورتوں کی زندگی کے ہر پہلو کو اور ہر مرحلہ پر زبردست نقصان پہنچاتا ہے جس کی وجہ سے نوزائیدہ اور چھوٹے بچوں پر اس کی مار کا خدشہ دوگنا زیادہ رہتا ہے۔ دینا کے کچھ حصوں میں خاص کر جنوبی ایشیاء میں لڑکیوں کو رحم مادر میں مار ڈالنا، نوزائیدہ بچیوں کا قتل،تشدد کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

برطانوی طبی جریدے ’’برٹش میڈیکل ریسرچ‘‘ میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق مرنے والے بچوں میں سے بچیوں کی تعداد زیادہ تھی جو اچانک اور نامعلوم وجوہات کی بناء پر موت کا شکار ہوگئیں۔ جریدے کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا بنیادی سبب سماجی ناہمواری، سہولتوں کا فقدان نیز معاشرتی محرومیاں ہیں۔ گذشتہ پانچ برس کے دوران لڑکیوں کی شرح اموات لڑکوں کی شرح اموات سے ایک تہائی زیادہ تھی۔

طبی سہولیات کا فقدان

دوسرے شعبے میں تشدد بظاہر کم دکھائی دیتا ہے، غذا کی عدم دستیابی ،طبی خدمات کا فقدان اور سہولتوں سے محرومی کی وجہ سے بے شمار چھوٹے بچے خاموشی کے ساتھ موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں، یہ چھوٹی بچیوں کیلئے اور بھی زیادہ خطرہ کی بات ہوتی ہے،نوزائیدہ اور چھوٹے بچوں کو تشدد کا پہلا سامنا اپنے والدین سے ہوتا ہے۔ عدم مساوات اور استحصال کی وجہ سے خواتین کی کمزور حیثیت بے سہارا بچوں کیلئے اور بھی خطرہ بن جاتی ہے۔خواتین کی خراب صحت، ایام حمل میں مقوی غذا کی کمی، زچگی کے دوران صحیح دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے ہر سال ۸۰ لاکھ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں یا پیدا ہوتے ہی مرجاتے ہیں۔ نگاراگوا میں اک مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ اپنے شریک حیات کے ہاتھوں جنسی تشدد کی شکار خواتین کے بچوں کی پانچ سال کی عمر سے پہلے موت کا اندیشہ دوسرے بچوں کے مقابلے چھ گنا زیادہ ہوتا ہے۔ جنسی تعلقات کے معاملے میں جبر کا شکار ہونے والی خواتین کے بچے نقص تغذیہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بیماری اور دیگر امراض کی زد میں ہوتے ہیں۔ ایسے بچوں کے بیماری سے لڑنے کیلئے لگائے جانے والے ٹیکے یا دست ہونے پر او آر ایس (ORS) سے علاج کا امکان بھی کم رہتا ہے۔ گھریلو تشدد کا معاملہ (صحت عامہ، قانونی، اقتصادی، تعلیمی، ترقی اور اس سے بھی آگے) انسانی حقوق سے جڑا ہوا ہے۔ یہ تہذیب، درجہ بندی، تعلیمی سطح، آمدنی ذات پات اور عمر کی قید سے آزاد ہے۔ عام طور پر پس پردہ نظر انداز کئے جانے کے باوجود سب سے بھیانک شکل نظر آجاتی ہے۔ ایک انداز کے مطابق صرف امریکہ میں ہر سال ۲۰ سے ۴۰ لاکھ عورتیں اپنے شوہروں کے ہاتھوں تشدد کا سامنا کرتی ہیں۔ دنیا کے تمام کلچر خواہ ترقی یافتہ ہوں

یا غیر ترقی یافتہ اور تمام ممالک خواہ ترقی یافتہ ہوں یا ترقی پذیر ممالک میں تمام مسابقوں، تمام پیشوں اور آمدنی کی سطح والے تمام عمر کے لوگوں کے درمیان ہر پندرہ سیکنڈ میں خواتین کو اس کے شوہر، اس کے دوست، اس کے عاشق اور پاٹنر کے ذریعہ تشدد، مار پیٹ اور دوسری اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

امریکہ میں ہر ۹ سیکنڈ میں ایک عورت پر تشدد

رپورٹ کے بموجب امریکہ میں ہر نو سیکنڈ میں ایک عورت کے ساتھ جسمانی تشدد کیا جاتا ہے، البانی ,,کریک،، نامی ادارہ کے مطابق آسٹریلیا میں ۶۰ فیصد لوگوں نے تسلیم کیا ہے کہ عورتوں پر تشدد کی موجودہ سطح میں ۱۴ فیصد کا اضافہ ہوا ہے اور ۳۲ فیصد خواتین کو بھی تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ امریکہ میں ہی ہر دن چار اور سالانہ ۱۴۰۰ عورتیں گھریلو زدوکوب میں ہلاک ہوتی ہیں، ان میں زیادہ تر ہاتھ ان کے شوہر یا بوائے فرینڈ کا ہوتا ہے۔

امریکہ جیسے کھلے معاشرہ میں جہاں کسی عورت کے ساتھ مرضی سے مباشرت جرم کے زمرہ میں داخل نہیں ہے، وہاں ہر سال ایک لاکھ ۳۲ ہزار خواتین عصمت دری کا شکار ہوتی ہیں۔ عصمت دری کرنے والوں میں آدھے سے زیادہ آشنا ہوتے ہیں، بہت سی خواتین دو سے چھ بار اس استحصال کا شکار ہوتی ہیں لیکن اس کی رپورٹ درج نہیں کرائی جاتی۔ ہر سال ۱۲ لاکھ خواتین جبری آبروریزی کی زد میں آتی ہیں، دست درازی کرنے والے یہاں بھی پرانے پہچان والے یا نئے دوست ہوتے ہیں۔ اس طرح کے تشدد کا شکار ہونے والی عورتوں میں نوجوان، اکیلی رہنے والی، مطلقہ، کم آمدنی والی اور کنواری ہوتی ہیں۔ بیس سے چالیس لاکھ امریکی خواتین کو مار پیٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے ایک لاکھ ستر ہزار سنگین زخمی ہوتی ہیں۔

تشدد سے مختلف بیماریاں

گھر کے اندر ہونے والے تشدد سے وہاں موجود بچوں کی زندگی اور ان کی نشو ونما پر برے اثرات پڑتے ہیں۔ تشدد کا سامنا کرنے والے اور تشدد کا مشاہدہ کرنے والے بچے مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کی عادات واطوار کے نشو ونما میں کئی طرح کے مسائل حائل ہوتے ہیں۔ وہ گھریلو تشدد کی وجہ سے اپنا سہارا گھر کے باہر تلاش کرتے ہیں۔ جن لوگوں کی پناہ میں بچے جاتے ہیں بالآخر وہی ان بچوں کا جنسی وجسمانی استحصال کرتے ہیں اور بچوں کے حقوق کی دھجیاں اڑاتے ہیں، جنسی و جسمانی تشدد کے شکار یہ بچے اتنے خوف زدہ اور سہمے ہوئے ہوتے ہیں کہ تاحیات وہ کسی پر بھروسہ نہیں کر پاتے اور نہ کسی سے ان کے گہرے تعلقات ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ کسی کو اپنا جگری دوست بناتے ہیں، جب کہ صحت مند زندگی، جسمانی ودماغی نشو ونمائی کے لئے کسی کو دوست بنانا، ایک دوسرے کا دکھ درد بانٹنا نہایت ضروری ہے ورنہ زندگی نارمل نہیں رہتی۔

یہ سب سے زیادہ خطرناک اور تکلیف دہ صورت حال کہی جا سکتی ہے کہ بچوں اور خواتین کے لئے جنہیں سب سے عمدہ تربیت دینے اور عزت واحترام سے رکھنے کی سماج کو ضرورت تھی آج انہیں سب سے زیادہ ذہنی استحصال، جسمانی اور جنسی تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عورتوں کے تئیں تشدد کا موازنہ بچوں کے تئیں تشدد سے ہوتا ہے کیوں کہ بڑے بچوں کے سامنے منفی رویہ اور بدسلوکی بچوں کے لئے نمونہ عمل بن جاتی ہے۔ گھریلو تشدد سے متاثر خاندانوں میں بڑے بچے چھوٹے بچوں کو اسی طرح تشدد کا شکار بناتے ہیں جس طرح وہ بنتے ہیں۔ اس طرح تشدد کا سلسلہ نسل در نسل منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اس گردابی سلسلہ کو ختم کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ

خواتین کو تعلیم یافتہ و بااختیار بنایا جائے اور خاندان کے ہر فیصلے میں انہیں شریک کیا جائے۔ مرد و خواتین کے مابین اختیارات کا توازن برقرار رکھا جائے۔

امریکی خواتین کی ایک ''نیشنل آرگنائزیشن فار ویمن'' (National Organisation for Women) کے ایک جائزے کے مطابق جب یہ بچے ہولناک تشدد ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان کی زندگی پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ جو بچے بار بار اس طرح کے تشدد کو دیکھتے ہیں ان کا اثر ان کی جوانی میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اسی جرم اور تشدد کا ارتکاب کرتے ہیں جو انھوں نے بچپن میں دیکھا ہے۔ تشدد زدہ خواتین کے بارے میں آرگنائزیشن نے اپنے تجزیہ میں کہا ہے کہ جو خواتین بار بار تشدد کا شکار ہوتی ہیں انہیں اپنی صحت کی دیکھ بھال ان عورتوں کے مقابلے میں زیادہ کرنی پڑتی ہیں جنھیں تشدد کا سامنا کم کرنا پڑتا ہے۔ ۱۷ فیصد حاملہ خواتین تشدد کی رپورٹ درج کراتی ہیں ان کا حمل ساقط ہو جاتا ہے یا مردہ بچے کو جنم دیتی ہیں یا کم وزن والے بچے جنم دیتی ہیں۔

غربت اور تشدد کے جال کو توڑنے کے لئے زندگی کے ابتدائی ایام میں جدوجہد شروع کر دینی چاہئے اور جتنی جلد شروع کی جائے اسی قدر بہتر ہوگا۔ بچوں کی ابتدائی عمر میں جس طرح دیکھ بھال کی جائے گی وہ ملک و قوم کے لئے اسی قدر مفید ثابت ہوں گے۔ ملک و قوم کے خوش آئند مستقبل کے لئے بچوں کو صحت مند ماحول ملنا از حد ضروری ہے۔ کسی بھی ملک میں خواہ وہ کتنا ہی امیر اور ترقی یافتہ کیوں نہ ہو اگر عدم مساوات، مسموم فضا، مکدر حالات اور بچوں کے لئے ناسازگار ماحول ہو تو وہ ملک کھوکھلا ہو جاتا ہے۔ جس ملک میں چھوٹے بچوں کے ساتھ جتنی زیادتیاں ہوتی ہیں ان کا مستقبل اتنا ہی خراب ہوتا ہے۔ جو ملک بچوں کی ابتدائی زندگی سنوارتا ہے درحقیقت وہ ملک کی جڑیں مضبوط کرتا ہے۔

اسلام نے عورتوں کو مار پیٹ سے منع کیا ہے

قرآن کریم نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی کتنی عمدہ تعلیم فرمائی ''وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا'' اور عورتیں جن کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں تم نصیحت کرو اور اگر نصیحت سے باز نہ آئیں تو انھیں خواب گاہوں سے الگ کرو اور اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو ان کی پٹائی کرو۔ پھر اگر وہ اطاعت کر لیں تمہاری تو ان پر ظلم کی راہ تلاش نہ کرو۔ آیت کریمہ میں خوف سے مراد وہم و گمان نہیں بلکہ علم و یقین ہے یعنی ان کی سرتابی کا تمہیں پورا یقین ہو جائے تو غصہ میں آکر انتہائی اقدام نہ کرنے لگو بلکہ تین درجے ہیں اولاً نرمی و ملائمت سے سمجھاؤ اگر فہمائش موثر نہ ہو تو اپنا بستر الگ کر لو اگر اس میں شرافت ہوگی تو اتنی تنبیہ بھی کافی ہوگی اور اگر یہ بھی ناکافی ہو تو آخری درجہ میں مار سکتے ہو مگر اتنا کہ اس کے جسم پر مار کے اثرات نہ ہوں اور نہ ہڈی وغیرہ ٹوٹے پھر جب اطاعت و فرمانبرداری شروع کر دیں تو اب ان پر ظلم کی کوئی راہ تلاش نہ کرو حضرت ابن عباس نے تصریح کر دی کہ اگر مارنے کی نوبت آجائے تو مسواک یا اس قسم کی کسی ہلکی پھلکی چیز سے مارے آج کل جہلاء اپنی بیویوں کو بھینسوں کی طرح پیٹتے ہیں اس کی اجازت قطعاً اسلام نے نہیں دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے کبھی کسی غلام باندی، عورت حتی کہ کسی جانور تک کو نہیں مارا حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارے جس طرح کی غلام اور باندی کو مارتے ہیں پھر رات کے حصہ میں اس سے صحبت کرے حق تو یہ ہے عورت کا احسان سمجھے کہ وہ کھانا پکا کر کھلاتی ہے بچوں کی دیکھ ریکھ کرتی ہے ایک شخص اپنی بیوی کی شکایت لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس

پہونچا تو دیکھا کہ ان کی بیوی بھی انھیں ڈانٹ رہی ہے یہ شخص واپس آ گیا پھر بعد میں اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں آپ کے پاس اپنی بیوی کی شکایت لے کر گیا تھا مگر میں نے دیکھا کہ آپ کی بیوی بھی آپ کو ڈانٹ رہی تھی اس لئے میں واپس آ گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کتنا عمدہ جواب دیا فرمایا بیوی کے میرے اوپر بڑے احسانات ہیں وہ کھانا پکا کر کھلاتی ہے میرے کپڑے دھوتی ہے میرے بچوں کی دیکھ ریکھ کرتی ہے تو کیا میں اس کی اتنی سختی بھی برداشت نہ کروں؟ یقیناً اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے عورتوں کو ان کے جائز حقوق دیئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرد و خواتین کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

اسلام ہی
عورت کی عصمت اور حقوق کا محافظ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَه . اَمَّا بَعْدُ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْد، وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

میری بزرگ اور قابل قدر معلمات اور عزیزہ طالبات اور سامعین وخواتین! اسلام ہی دنیا کا سب سے جامع مذہب ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں مکمل طور سے چراغ ہدایت ہے۔ یہی وہ مذہب ہے جس پر عمل کر کے انسان دنیا و آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے، اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے انصاف کے ساتھ مرد و عورت کے لئے دائرۂ زندگی متعین کر دیا ہے اور ہر ایک کو وہ حق عطا فرمایا ہے کہ جس کی

نظیر دینا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی مگر حیف ان حضرات پر جو یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو نقاب اور پردے میں رکھ کر اس کا گلا گھونٹ دیا ہے اور چہار دیواری کے اندر قید کر کے اسلام نے اس کی ترقی کا دروازہ بند کر دیا ہے۔

فرانس میں بے پردگی

فرانسیسی مصنفین اور ادیبوں نے سب سے پہلے شہوانی جذبات کی تسکین کی خاطر تحریک آزادیٔ نسواں کا افتتاح کیا ان حضرا نے معاشرہ کی توجہ کچھ اس طرح مبذول کرائی کہ نکاح ایک غیر فطری چیز ہے کیوں کہ انسان بھی آخر حیوان ہے اور جب حیوانی زندگی میں نکاح کے بندھنوں کا وجود نہیں پایا جاتا آخر انسانی زندگی میں اس کی کیا ضرورت ہے پھر اگر نکاح کے باوجود کوئی شخص دوسری عورت سے محبت کرتا ہے تو اس سے کیا بگڑتا ہے کیا نکاح کے بعد مرد کا یا عورت کا دل اندر سے نکل جاتا ہے اور مردہ ہو جاتا ہے کہ اس سے محبت کرنے کا حق چھین لیا جائے چنانچہ اس گروہ کی ایک ادیبہ جو خود جبا باختہ اور فاحشہ عورت تھی اپنے ناول ''زاک'' میں لکھتی ہے:

''میری رائے میں نکاح تمام اجتماعی طریقوں میں وہ انتہائی وحشیانہ طریقہ ہے جس کا انسان تصور نہیں کر سکتا مجھے یقین ہے کہ آخر کار یہ طریقہ موقوف ہو جائے گا۔'' (پردہ:۵۵)

اسی طبقہ کا ایک دوسرا مصنف ''بول اران'' نوجوانوں کو یوں مخاطب کرتا ہے نادان ہیں وہ جو محبت کا مندر تعمیر کر کے اس میں ایک ہی بت کا پجاری بن کر بیٹھا رہے، لطف کی ہر گھڑی میں ایک نئے مہمان کا انتخاب کرنا چاہیئے''۔ (پردہ:۵۷)

سینما اور فلم سے بے پردگی

فرانس میں وسیع پیمانے پر فحش کتابیں عام کی گئیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ فرانس نے شخصی آزادی کے نام پر افراد کو کسب معاش کے سلسلے میں بے پناہ آزادی عطا کر دی اور اس لامتناہی آزادی کی بناء پر خالص خود غرضی پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام وجود میں آیا جس میں اجتماعی مفادات کو انفرادی مفادات کی شکل میں بدل دیا گیا اور سرمایہ داروں کو کچھ غرض تھی تو صرف یہ کہ وہ اپنے کاروبار کے ذریعہ لوگوں کے مال ومتاع پر زیادہ سے زیادہ ڈاکہ ڈال سکیں اس کاروبار کے معاشرتی نقصانات تو یہ ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتے تھے۔

چنانچہ اس دور میں قمار بازی، سود خوری اور شراب نوشی کو جو فروغ حاصل ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، اسی دور میں سرمایہ داروں نے انسان کی بنیادی کمزوری سے خوب فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ انھوں نے خوبصورت لڑکیوں کی خدمات حاصل کر کے تھیٹر، رقص گاہ اور فلم سازی کے ادارے قائم کر دیئے اور کوشش یہ کی کہ ان عورتوں کو زیادہ سے زیادہ برہنہ دکھا کر لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جا سکے، چنانچہ بعض نے میک اپ کا سامان تیار کیا تو اس کے اشتہار میں خوبصورت اور حسین لڑکیوں کو جاذب انداز میں پیش کر دیا اور بعض اداروں نے برہنہ اور بھڑکیلے قسم کے لباس ان حسیناؤں کے ذریعہ بازاروں میں عام کر دیئے۔

اس طرح سرمایہ دار اپنی تجارت کو فروغ دینے کی خاطر دن بدن نئے نئے فیشن بدلتے رہے اور عورتوں کو مغنیہ کی طرح بے پردہ دکھا کر معاشرہ کو اس شہوانی جہنم میں ڈال دیا ہے کہ جس سے سماج کا نکلنا دشوار ہو گیا۔

ریڈیواورٹی وی سے بے پردگی

انیسوی صدی میں ریڈیوں اورٹی وی کی ایجادات نے لڑکیوں کے وقارکو بلند مقام عطا کردیا بدعقل اور ناشعورلوگوں کے ذریعہ عورتوں کی آوازاورشہوانیت کوبھڑکانے والے گیت ہرجگہ پہنچنے لگےاورآہستہ آہستہ ضروریات زندگی بنتے گئے اور جب اخراجات زیادہ بڑھ گئے تو عورتیں بھی کاموں میں ہاتھ بٹانے لگیں اور وہ عورتیں جوگھروں کی زینت تھیں بازاروں ، ہوٹلوں اور کارخانوں میں آکر مردوں کے دوش بدوش کام کرنے لگیں تو اس سے اختلاط فحاشی کاایک نیا میدان وجود میں آیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اسکول وکالج اور یونیورسٹی جیسے تعلیمی ادارے قائم ہوئے جس میں تعلیم اختلاط مردوزن کا بندوبست کیا گیا۔نیتجتاً ان کا دھیان پڑھائی پرکم ،اورعشق بازی پرزیادہ ہوگیا۔

بلکہ یہ کہنا بیجانہ ہوگا کہ نصف تعداد میں لڑکےاورلڑکیاں شادی سے پہلے جنسی تجربات حاصل کرنے لگیں اسی دور میں مردوعورت کے درمیان مساوات کا بھی اعلان کیا گیا جس کانتیجہ یہ ہوا کہ عورت کوحق طلاق دیا گیا اوراسی کی پیداوار ہے لو میرتج (Love Marriage) کے ذریعہ نکاح میں آنے والے جوڑے میں سے کسی ایک کا جب دوسرے سے جی بھر جاتا ہےتو اسے فوراً طلاق دے دیتا ہے اور دونوں نئے ازدواجی تجربات کرنے لگتے ہیں۔

گویا کہ نکاح کا یہ مقدس ترین تحفہ محض ایک ذاتی فعل سمجھا جانے لگا ہے جب جی میں آتا ہے نکاح کرتے ہیں اور جب جی میں آتا ہے طلاق دے دیتے ہیں اورشریعت کی پابندی نیز سماجی شرطوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔

بدکاری ولواطت کے نقصانات

فحاشی بدچلنی اور بے حیائی لندن اور جرمنی میں اس وقت اپنی انتہاء کوپہونچ گئی ہے جب کہ جرمنی کے ڈاکٹر برشفیلڈ کے لگاتار چھ سال کے پروپیگنڈہ کے بعد جرمنی پارلیمنٹ نے کثرت رائے سے لواطت کوبھی قانوناً جرم سے نکال دیا۔

نیتجتاً بعض عورتوں نے جنسی تسکین کوکاروباری بنالیااب صرف لندن کے اندر اعلانیہ بدکاری کرنے والی عورتوں کی تعداد تیس ہزار ہے کم وبیش یہی تعداد ہندوستانی بدکارعورتوں ومردوں کی ہے۔

اس آزادی اور بدکاری کی دین ہے کہ ایک طرف آج عدالتوں میں خانہ جنگی کے تنازعات اورطلاق کے مقدمات کی بھرمار ہے نیز التباس نسل کی وجہ سے وراثت کے تنازعات مقدمات سے ایوان حکومت میں کھلبلی مچی ہوئی ہے تو دوسری طرف آتشک اورسوزاک ،ایڈز جیسے ہزاروں مہلک امراض میں لوگ مبتلا ہیں، اندازہ کیا گیا ہے کہ امریکہ میں ۹۰ ہزار آبادی ان امراض سے بری طرح پریشان ہے حالانکہ ۶۵ دواخانے ان مریضوں کے لئے ہی خاص ہیں اس سے پوری دنیا کا حساب و کتاب لگایا جاسکتا ہے۔

بے پردگی کے فوائد زیادہ یا نقصان زیادہ؟

عورت پہلے گھر کی زینت سمجھی جاتی تھی اور موجودہ تہذیب نے اسے شمع انجمن بنادیا ہے جس کے متعلق ایک مغربی مفکر یوں رقم طراز ہے:

”دوتین شیطانی قوتیں ہیں جن کی حیثیت آج ہماری دنیا پر چھا گئی ہے اور تینوں ایک جہنم تیار کرنے میں مشغول ہیں (۱) فحش لٹریچر جس کا جنگ عظیم کے بعد

حیرت انگیز رفتار کے ساتھ کثرت سے بے حیائی اور بے شرمی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔(۲) متحرک تصویریں جو شہوانی جذبات کو نہ صرف بھڑکاتی ہیں بلکہ عملی سبق بھی دیتی ہیں، (۳) عورتوں کا گرا ہوا اخلاقی معیار جو اُن کے لباس اور بسا اوقات ان کی برہنگی اور سگریٹ کا روز افزوں استعمال اور مردوں کے ساتھ ان کے ہر قید وامتیاز سے نا آشنا اختلاط کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

یہ تین چیزیں ہمارے یہاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں اور ان کا نتیجہ مسیحی تہذیب و تمدن کا زوال اور آخر کار تباہی ہے اگر ان کو نہ روکا گیا تو ہماری تاریخ بھی روم اور ان دوسری قوموں کے مماثل ہوگی جن کی نفس پرستی اور شہوانیت اور شراب نوشی، عورتوں کے ساتھ ناچ ورنگ ان کو فنا کے گھاٹ اتار چکی ہے''۔ (پردہ ۱۰۰)

ایک دوسرے مفکر گورباچوف اپنی کتاب ,,پرواسٹرائیکا،، کے اندر Status of woman کا باب باندھ کر عورتوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''ہماری مغرب کی سوسائٹی میں عورت کو گھر سے باہر نکالا گیا اور اس کو گھر سے باہر نکالنے کے نتیجے میں بیشک ہم نے کچھ معاشی فوائد حصول کئے اور پیداوار کے زیادہ ہونے کے باوجود اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری فیملی سسٹم تباہ ہوگیا اور اس فیملی سسٹم کے تباہ ہونے کے نتیجہ میں جو نقصانات اٹھانے پڑے وہ نقصانات ان فوائد سے زیادہ ہیں جو پروڈکشن کے اضافے کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہوئے۔ لہٰذا اپنے ملک میں ''پرواسٹرائکا'' کے نام سے ایک تحریک شروع کر رہا ہوں اس میں میرا ایک بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ عورت جو گھر سے باہر نکل چکی ہے اس کو واپس کیسے گھر میں لایا جائے اس کے طریقے سوچنے پڑیں گے ورنہ جس طرح ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو چکا ہے اسی طرح ہماری پوری قوم تباہ ہوجائے گی''۔ یہ الفاظ میخائل گورباچوف نے اپنی کتاب میں لکھے ہیں اور وہ کتاب آج بھی بازار میں دستیاب ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

مرد عورت پر حاکم ہے

لگ بھگ پندرہ سو سال پہلے بے پردگی کی صورت حال کو اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا تھا: ''وَاُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَائِکُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ مِّنْ ظَھْرِھَا''. (ترمذی ومشکوۃ باب تغیر الناس)

اور جب ایسا وقت آجائے کہ تمہارے معاملات تمہاری بیگمات کے حوالے ہوں تو اس وقت تمہارے لئے زندہ رہنے سے مرنا بہتر ہے۔

درحقیقت بدعقل لوگ فحاشی وعریانیت کا پروپیگنڈہ اس لئے پھیلاتے ہیں کہ ان کو تخلیق کا بنیادی مقصد حاصل نہیں، ہم سبھی یہ جانتے ہیں کہ اللہ نے کائنات کو پیدا کیا اور اسی کائنات میں سے ایک مرد اور عورت کی پیدائش بھی ہے اگر خدانخواستہ ہمارا ایمان خدا پر نہیں تو بات آگے نہیں چل سکتی لیکن اگر اللہ پر ایمان ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ مرد عورت کو اللہ نے ہی پیدا کیا ہے تو ہمیں اللہ رب العالمین ہی سے تخلیق کا مقصد پوچھنا چاہئے۔

لیکن ہم کس اللہ رب العالمین سے پوچھیں تو پوچھنے کا ذریعہ اللہ نے ہمیں جو بتلایا ہے وہ یہ ہے: ''یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ.''

اے ایمان کے دعویدارو! اگر تم ایمان کے دعوے میں سچے ہو تو پھر اپنی ہر بات کو میرے قرآن اور محمد ﷺ کے فرمان پر پیش کرو یعنی جس مسئلے میں اختلاف ہو اور دنیا والے تمھیں بھکانے کی کوشش کریں تو فوراً کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرو۔ پس ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ سے پوچھنے کا ذریعہ محمد ﷺ ہیں تو آئیے ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کریں۔ اور اس کو

اپنا مقصد حیات اور نصب العین بنائیں۔ تاکہ ہماری دنیا بھی درست ہو اور آخرت بھی کامیاب ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

بحمداللہ تعالیٰ

خطبات حبان برائے دخترانِ اسلام کی جلد پنجم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

☆☆☆

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد اول و دوم
۲	انوار السالکین	
۳	انوارِ طریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
۵	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دو جلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	مجالسِ رحیمی	
۱۶	اسرارِ طریقت	
۱۷	انجمن دیندار چن بسویشورا مسلمان نہیں	

☆☆☆